مفتی سعید احمد مظاہریؒ صاحب کی مشہور کتاب معلم الحجاج کے منتخبات مع اضافہ جدیدہ پر مشتمل مستند و مدلل کتاب

منتخب مسائل معلم الحجاج

جمع و ترتیب

مفتی سعد عبد الرزاق

فاضل جامعہ فاروقیہ

متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مفتی سعید احمد مظاہریؒ صاحب کی مشہور کتاب معلم الحجاج کے منتخبات مع اضافہ جدیدہ پر مشتمل مستند و مدلل کتاب

جمع و ترتیب

مفتی سعد عبدالرزاق

فاضل جامعہ فاروقیہ
متخصص جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

کتاب کا نام ــــــــــ منتخب مسائل معلم الحجاج

تاریخ اشاعت ــــــــــ May, 2017

صفحات ــــــــــ 336

جمع وترتیب ــــــــــ مفتی سعد عبدالرزاق

باہتمام ــــــــــ نبیل احمد

ناشر

AL.MEEZAB@GMAIL.COM
+92 345 239 944 0

بسم الله الرحمن الرحيم

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan.

جامعة العلوم الاسلامية
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراتشی - ٧٤٨٠٠ - باکستان

Ref. No. ____________

Date. ۲۰ / ۹ / ۱۴۳۷ھ
۲۶ / ۶ / ۲۰۱۶ء

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى وآله وصحبه أجمعين.

أما بعد:

"حج" اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، جو زندگی میں ایک دفعہ فرض ہوتا ہے، حج کی یگانہ فرضیت کی وجہ سے عملی زندگی میں حج کے احکام وآداب کا استحضار کافی دشوار عمل ہے، بالخصوص عالم اسلام کے مختلف اطراف کے مسلمانوں کے لئے دور کا سفر، نیا مقام اور مسائل کی باریکیاں مشکلات ہی مشکلات ہیں، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے سفر حج وعمرہ کی قبولیت سے پہلے اس کی آسانی کی استدعا سکھائی ہے: "اللهم يسره لي وتقبله مني"۔ (اے اللہ! اس حج کو میرے لئے آسان فرما اور قبول فرما)۔

سفر حج کی یہ مشکلات اپنی جگہ، مگر ہماری غفلت ولاپرواہی بھی سفر حج کا ایک لازمہ بن چکی ہے، حجاج کرام کو قدم بقدم حج کے احکام وآداب کی تذکیر ویاددہانی کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے مختلف علماء نے سفر حج کی اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے محنتیں فرمائی ہیں، اس موضوع پر اردو زبان میں ایک بہترین، مفید اور لائق استفادہ کتاب مفتی سعید احمد رحمہ اللہ (مظاہر العلوم سہارنپور) کی "معلم الحجاج" کے نام سے معروف چلی آرہی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے حاجیوں کو خوب فائدہ پہنچایا ہے، ہماری جامعہ کے فاضل تخصص فی الفقہ مولانا سعد عبد الرزاق سلمہ نے اس کتاب کی افادیت میں اضافہ کرنے کیلئے ترتیب وتخریج کی مفید کاوش انجام دی ہے، میری رائے میں موصوف نے "معلم الحجاج" کی افادیت میں اضافہ کرنے کی قابل قدر کوشش کی ہے، ان کی محنت سے "معلم الحجاج" کی افادیت وثقاہت میں مزید نکھار پیدا ہوگا۔ ان شاء اللہ!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کی یہ کوشش بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت پائے، حجاج کرام کی رہنمائی کا ذریعہ اور مصنفِ کتاب، مرتب کتاب اور جملہ معاونین کیلئے صدقۂ جاریہ بنے، آمین!

وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

والسلام

(مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر (مدظلہ)
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

P.O. Box: 3465 Karachi Code No. 74800, Phone: (0092-21) - 34913570 - 34912683 - 34915966 - 34123366 - 34121152
Fax: (0092-21) - 34919531, Karachi Pakistan. URL: www.banuri.edu.pk . E-mail: info@banuri.edu.pk

فہرست مضامین منتخب مسائل معلم الحجاج

مضمون......................................صفحہ نمبر

عرض مؤلف

حج اسلام کا بنیادی رکن اور بڑی عظیم عبادت ہے،قرآن وحدیث میں حج کی اہمیت اور فضائل کثرت سے بیان کئے گئے جہاں اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کو بیان کیا گیا وہاں حج کو بھی ایک مضبوط ستون کے طور پر بیان کیا گیا گویا اسلام کی عمارت کا وجود حج کے بغیر نامکمل قرار دیا گیا، سن ۱۰ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کی ادائیگی پر آیت کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کے ذریعہ دین کی تکمیل اور نعمت کے اتمام کا مژدہ کا سنایا جانا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اسلام اور ایمان کی تکمیل حج کی ادائیگی کے بغیر ممکن نہیں احادیث مبارکہ میں حج کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں حج کرنے والے کا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہونا اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور ضمان میں آجانا حج کو جہاد قرار دیا جانا پے درپے حج وعمرہ کی ادائیگی سے فقر وفاقہ، محتاجگی اور نفاق کا زائل ہونا، قدم قدم پر نیکیوں کا حصول اور رفع درجات کا سبب بننا گناہوں خصوصا کبیرہ گناہوں کی معافی کا ملنا اور حج مبرور کے بدلہ میں جنت کا ملنا اور اس کے علاوہ بہت سارے فضائل جن کے ذریعہ حج کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

حج ایک عاشقانہ عبادت ہے جس کا ہر ہر عمل عاشقانہ ہے، اپنے گھر سے کفن کی دو چادروں میں ملبوس دیوانہ وار تلبیہ سے آواز کو بلند کرتے ہوئے راستے کی مشکلات کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرتے ہوئے اپنے رب کے حکم پر میلے کچیلے بدن اور پراگندہ بالوں ساتھ کائنات کی محبوب ترین جگہ یعنی بیت اللہ کی زیارت اور پھر مثل عشاق اپنے محبوب کے گھر کے گرد دیوانہ وار چکر لگانا اور صفا مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑ کر عشاق کی سنت کا ادا کرنا عشق کی تکمیل کے لئے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں روز وشب کا بسر کرنا رمی جمرات کے ذریعہ عشق کی راہ میں حائل ہونے والوں سے براءت کا اظہار کرنا اور اپنی محبوب ترین چیزوں کی قربانی دیتے ہوئے اور اپنے بالوں کو اپنے آقا کے سامنے ڈال کر عبودیت کا اقرار، یہ سب وہ اعمال حج ہیں جن کے ذریعہ ہر ہر قدم پر بندہ اپنے رب سے اپنی محبت کا اظہار کیا کرتا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے حج کی توفیق عطا فرمائی اور اپنے گھر کی زیارت

سے مشرف فرمایا اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں بار بار اللہ تعالیٰ اس نعمت سے نوازتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو باوجود طاقت واستطاعت کے اب تک اس عظیم نعمت سے محروم ہیں۔

حج کے مسائل اور احکامات پر اردو زبان میں شاید معلم الحجاج سے بہتر کتاب آج تک نہیں لکھی گئی یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک عوام وخواص اس کتاب سے مستفید ہورہے ہیں کافی عرصہ سے یہ بات محسوس کی جارہی تھی کہ اس عظیم کتاب کی طرف سے حجاج کرام کی توجہ ہٹتی چلی جارہی ہے ہے جس کی بظاہر ایک بڑی وجہ یہ نظر آئی کہ جس زمانے میں یہ کتاب لکھی گئی تھی اس زمانہ اور موجودہ زمانے میں حالات کافی حد تک تبدیل ہوچکے ہیں اور تغیر زمانہ کی بناء پر کئی مسائل کا وجود ختم ہوچکا ہے اور ان کی جگہ جدید مسائل نے لے لی ہے بندہ کے استاد محترم مفتی محمد حنیف عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم کی توجہ دلانے بلکہ اصرار پر اور میرے مرحوم ومغفور شیخ مکرم جنہیں بندہ واصف بھائی کہا کرتا تھا کی توثیق نے بندہ کو اس کتاب کی تنظیم نو اور جدید مسائل کے اضافہ پر ابھارا، باوجود یہ کہ بندہ قطعاً اس کا اہل نہیں، لیکن ان حضرات کی توجہات اور شفقتوں نے قدم قدم پر بندہ کا ساتھ دیا اور بالآخر اس کتاب کی اشاعت عمل میں آئی، کچھ عرصہ سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس کتاب میں موجود مسائل کی تخریج کی جائے، اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اور اساتذۂ کرام کی توجہات کی برکت سے الحمدللہ اب یہ کتاب مکمل تخریج کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس موقع پر ناانصافی ہوگی کہ بندہ ان محسنوں کا ذکر نہ کرے جن کی معاونت کے بغیر شاید یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا، بندہ تہہ دل سے اپنے والدین، برادر مکرم حافظ بلال صاحب، مولانا امداد اللہ صاحب، مولانا عمران داؤد صاحب، بھائی نبیل صاحب کا شکر گزار ہے، کہ انہوں نے قدم قدم پر بندہ کی معاونت فرمائی اور بندہ کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا، کتاب کے قارئین سے بھی گزارش ہے کہ دوران حج بندہ کو، بندہ کے والدین کو، مذکورہ تمام حضرات کو اور خصوصاً میرے حضرت واصف منظور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور میرے شہید استاد جی مولانا عطاء الرحمن صاحب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

فقط والسلام

سعد عبدالرزاق

چند ضروری باتیں

میرے عزیز بھائیو اور بہنوں! ہم سب بہت خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے ہمیں اپنے گھر کی طرف سفر کرنے کا اعزاز بخشا، دنیاوی مشاغل سے فراغت نصیب کی، اسباب کا انتظام کیا اور سب سے بڑی بات کہ ہمیں شرف قبولیت بخشا، یہاں تک کہ ہم اپنے سفر کا آغاز کر رہے ہیں سب سے پہلے کچھ اصطلاحی الفاظ کے معنی سمجھ لیں تا کہ کتاب کا سمجھنا اور ارکان کا ادا کرنا آسان ہو جائے۔

مسائل حج میں بعض چیزوں کے نام عربی میں ہیں، اکثر حج کرنے والے چونکہ عربی نہیں سمجھتے، لہٰذا وہ ان الفاظ کو بھی نہیں سمجھ پاتے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی وضاحت کر دی جائے، ان باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں، کیونکہ آئندہ اصطلاحی الفاظ کا ذکر بار بار آئے گا۔

تسبیح: سُبحَانَ الله کہنا۔

تکبیر: اَللهُ اَکبَر کہنا۔

تلبیہ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

تہلیل: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھنا۔

آفاقی: وہ شخص ہے، جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، وغیرہ۔

میقات: وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔

میقاتی: میقات کا رہنے والا۔

حل: حدود حرم اور حدود میقات کے درمیانی علاقے کو حل کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حلی: حل کا رہنے والا۔

حرم: مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دُور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کی حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا وغیرہ حرام ہے۔

حرمی: وہ شخص جو حرم میں رہتا ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہے، یا مکہ مکرمہ سے باہر حدود حرم میں۔

مکی: مکہ مکرمہ کا رہنے والا۔

ذوالحلیفہ: یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے، اسے آجکل بیر علی کہتے ہیں۔

عمرہ: حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کر کے بال منڈوانا یا کتروادینا۔

اِفراد: صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

مفرد: حج افراد کرنے والا۔

تمتع: حج کے مہینوں یعنی یکم شوال تا ۱۰ ذی الحجہ میں، پہلے عمرہ کرنا، پھر اسی سال میں اپنے وطن لوٹے بغیر حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

متمتع: حج تمتع کرنے والا۔

قران: حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر، پہلے عمرہ کرنا، پھر احرام کھولے بغیر اسی احرام میں حج کرنا۔

قارن: حج قران کرنے والا۔

احرام: کے معنی حرام کرنا، حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ پڑھتا ہے، تو اس پر چند حلال چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہیں، اس لئے اسے احرام کہتے ہیں، عام طور پر ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔

محرم: احرام کی نیت کرنے والا۔

بیت اللہ: یعنی کعبہ یہ مکہ معظّمہ میں مسجد حرام کے بیچ میں ایک مقدس مکان اور دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ ہے، اسے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی

پہلے بنایا تھا، پھر منہدم ہوجانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو تعمیر کیا، پھر ابراہیم علیہ السلام نے، پھر قریش نے، پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے، پھر عبدالملک نے، اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں کچھ اصلاح اور مرمت ہوتی رہی ہے، یہ مسلمانوں کا قبلہ ہے اور بڑا بابرکت اور مقدس مقام ہے۔

طواف: بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔

شوط: ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

مطاف: طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے۔

حجر اسود: سیاہ پتھر، یہ جنت کا پتھر ہے، جنت سے آنے کے وقت دودھ کی طرح سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا، یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے، اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔

اِستلام: حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا، یا حجر اسود کی طرف دور ہی سے صرف اشارہ کر کے ہاتھوں کا بوسہ لینا۔

اضطباع: احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

رمل: طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

مقام ابراہیم: جنتی پتھر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا۔

ملتزم: حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

حطیم: بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے زمین کا کچھ حصہ گھرا ہوا ہے، اسے حطیم کہتے ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب قریش نے خانہ کعبہ کو تعمیر کرنا چاہا، تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے گا، لیکن سرمایہ کم تھا، اس وجہ سے شمال

کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی، اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں، اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے، اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

رکن یمانی: بیت اللہ کے جنوب مغربی گوشہ کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

رکن عراقی: بیت اللہ کا شمال مشرقی گوشہ جو عراق کی طرف ہے۔

رکن شامی: بیت اللہ کا وہ گوشہ، جو شام کی طرف ہے، یعنی مغربی شمالی گوشہ۔

زمزم: مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے، جس پر جانے کی آج کل اجازت نہیں، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔

سعی: صفا اور مرویٰ کے درمیان سات چکر لگانا۔

صفا: بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف، ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل (نشان) لگے ہوئے ہیں، جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

مروہ: بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

حلق: سر کے بال مُنڈوانا۔

قصر: بال کتروانا۔

یوم الترویۃ: آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔

منیٰ: مکہ معظّمہ سے تین میل مشرق کی طرف ایک جگہ ہے، جہاں پر قربانی اور رمی کی جاتی ہے، یہ حدود حرم میں داخل ہے۔

مسجد خیف: منٰی کی بڑی مسجد کا نام ہے۔

ایام تشریق: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک جن ایام میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے۔

وقوف: احکام حج میں اس سے مراد، میدانِ عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔

یوم عرفہ: نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

عرفات یا عرفہ: مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے، جہاں پر حجاج کرام نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

جبل رحمت: عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

بطن عرنہ: عرفات کے قریب ایک میدان ہے، جس میں وقوف درست نہیں ہے، کیونکہ یہ حدود عرفات سے خارج ہے۔

مسجد نمرہ: عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

مزدلفہ: منٰی اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے، جو منٰی سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔

محسر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے، جہاں سے گزرتے وقت دوڑ کر نکلتے ہیں، اسی جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔

ایام نحر: دس ذی الحجہ کی فجر سے بارہویں کی مغرب تک۔

رمی: کنکریاں پھینکنا۔

جمرات یا جمار: منٰی میں تین مقام ہیں، جن پر ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب ہے، اس کو جمرۃ الاولٰی کہتے ہیں اور اُس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطٰی اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبرٰی، جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاخرٰی کہتے ہیں۔

دم: احرام کی حالت میں بعضے ممنوع افعال کرنے سے، بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے، اس کو دم کہتے ہیں۔

جنت المعلٰی: مکہ مکرمہ کا قبرستان۔

نقشہ افعال عمرہ اور افعال حج (اضافہ)

عمرہ، حج افراد، حج تمتع اور حج قران کے تمام مناسک مختصر طریقہ سے فہرست کے طور پر ترتیب وار علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں، حاجی کو چاہیئے کہ اس فہرست کو عمرہ اور حج کے وقت ساتھ رکھے اور ہر عمل کے احکام، اس عمل کو کرتے ہوئے اس کے بیان میں دیکھ لے، اس فہرست میں طواف قدوم کے علاوہ باقی افعال صرف وہ شمار کئے گئے ہیں، جو شرط یا رکن یا واجب ہیں، سنتوں اور مستحبات کو شمار نہیں کیا گیا، کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے، ان کا ذکر ہر عمل کے بیان میں کر دیا گیا ہے۔

عمرہ

صرف عمرہ کا احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام عمرہ	فرض
۲	طواف	فرض
۳	سعی	واجب
۴	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب

نوٹ: عمرہ کرنے والا سر منڈوانے یا ایک چوتھائی سر کے بال کٹوانے کے بعد عمرے کے احرام سے حلال ہو جائے گا۔ سر کے ایک چوتھائی سے کم بال کٹوانے کی صورت میں احرام سے حلال نہ ہوگا۔

خواتین کے لئے سر منڈوانا جائز نہیں وہ اپنے سر کے تمام بالوں کو انگلی کے ایک پورے کے بقدر کاٹ لیں گی۔

حج افراد

صرف حج کا احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام	فرض
۲	طواف قدوم	سنت
۳	وقوف عرفہ	فرض
۴	وقوف مزدلفہ	واجب
۵	۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۶	قربانی	مستحب
۷	سر منڈوانا یا چوتھائی سر کے بال کتروانا	واجب
۸	طواف زیارت	فرض
۹	سعی	واجب
۱۰	۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۱۱	طواف وداع (آفاقی کے لئے)	واجب

نوٹ:

1. آفاقی اس حاجی کو کہتے ہیں جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو۔
2. افراد کرنے والا اگر حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرے تو طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی کرے، مگر افضل یہ ہے کہ حج کی سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔
3. آفاقی تینوں قسموں کا حج کرسکتا ہے البتہ جو شخص میقات کی حدود کے اندر کا رہنے والا ہو وہ صرف حج افراد ہی کرسکتا ہے۔

حج قران

حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام حج وعمرہ	فرض
۲	طواف عمرہ	فرض
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طواف قدوم	سنت
۵	حج کی سعی	واجب
۶	وقوف عرفہ	فرض
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈوانا یا چوتھائی سر کے بال کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	فرض
۱۲	۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۱۳	طواف وداع	واجب

نوٹ:

۱ حج قران کرنے والے کے لئے حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرنا افضل ہے، اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہ ہو تو طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی نہ کرے اور سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

۲ حج قران کرنے والا عمرہ کا طواف اور سعی کرنے کے بعد بال نہیں منڈوائے گا اور نہ ہی احرام سے حلال ہوگا بلکہ حج کے افعال ادا کرنے تک حالت احرام ہی میں رہے گا۔

حج تمتع

پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور پھر حج کا احرام باندھنے کی صورت میں کئے جانے والے اعمال

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	احرام عمرہ	فرض
۲	طواف عمرہ	فرض
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	فرض
۶	وقوف عرفہ	فرض
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈوانا یا چوتھائی سر کے بال کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	فرض
۱۲	حج کی سعی	واجب
۱۳	۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا	واجب
۱۴	طواف وداع	واجب

نوٹ: حج تمتع کرنے والا عمرہ کا طواف اور سعی کرنے کے بعد بال منڈوا کر عمرہ کے احرام سے حلال ہو جائے گا اور ۸ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ ہی سے حج کا احرام باندھے گا۔

نقشہ برائے ایام حج (اضافہ)

۸ ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	حج کا احرام باندھنا	فرض
۲	زوال سے پہلے منیٰ پہنچنا	سنت
۳	ظہر، عصر، مغرب اور عشاء منیٰ میں پڑھنا	سنت
۴	آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی شب منیٰ میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

❶ آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام حج تمتع کرنے والے حجاج کرام باندھیں گے، حج افراد اور حج قران کرنے والے حجاج کرام تو پہلے ہی سے حالت احرام میں ہوں گے۔

❷ آٹھ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ روانہ ہونا سنّت ہے، لیکن آج کل حجاج کی تعداد بہت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے معلّم مجبوراً لوگوں کو رات ہی سے منیٰ بھیجنا شروع کر دیتے ہیں، اس لئے اگر رات کو منیٰ جانا پڑے تو مجبوری سمجھ کر چلے جائیں۔

❸ آج کل ہجوم کی وجہ سے منیٰ کے بعض خیمے مزدلفہ میں لگائے جاتے ہیں یاد رہے کہ منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے، اس لئے وہ حضرات جن کے خیمے مزدلفہ میں ہیں، وہ رات کے کسی حصے میں تھوڑی دیر کیلئے منیٰ آجائیں تاکہ کسی نہ کسی درجہ میں یہ سنت ادا ہو جائے۔

۹ ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	نو ذی الحجہ کو فجر کی نماز منٰی میں پڑھنا	سنت
۲	نو ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا	واجب
۳	زوال سے پہلے عرفات پہنچنا	سنت
۴	حج کا خطبہ سننا	سنت
۵	اگر شرائط پائی جائیں تو ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھنا	سنت
۶	زوال کے بعد وقوف عرفہ کرنا	فرض
۷	سورج غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرنا	واجب
۸	سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہونا	سنت
۹	مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء کی نماز اکٹھا پڑھنا	واجب
۱۰	نو اور دس ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں گزارنا	سنت
۱۱	شیطان کو مارنے کے لئے کنکریاں جمع کرنا	سنت

اہم گزارشات:

❶ تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

❷ اگر کسی شخص نے مغرب کی نماز عرفات میں، یا راستہ میں مزدلفہ پہنچنے سے پہلے، یا مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے ادا کر لی تو اس کی مغرب کی نماز نہیں ہوئی اس پر مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد مغرب کی نماز کا لوٹانا واجب ہے۔

❸ اگر ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ تین دن رمی کرنی ہے تو کم از کم ۴۹ کنکریاں جمع کرے اور اگر ۱۳ کو بھی رمی کرنی ہے تو کم از کم ۷۰ کنکریاں جمع کرے۔

۱۰ ذی الحجہ

حکم	افعال	نمبر شمار
سنت	صبح صادق کے بعد اول وقت میں فجر کی نماز پڑھنا	۱
واجب	طلوع آفتاب سے پہلے پہلے وقوف مزدلفہ کرنا	۲
سنت	طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ روانہ ہو جانا	۳
واجب	منیٰ پہنچ کر بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا	۴
واجب	حج کی قربانی کرنا	۵
واجب	سر کے بال منڈوانا یا کتروانا	۶
واجب	قربانی اور حلق کا حدود حرم میں کرنا	۷
واجب	رمی، قربانی اور حلق ترتیب سے کرنا	۸
فرض	طواف زیارت کرنا	۹
واجب	طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرنا	۱۰
سنت	دس اور گیارہ ذی الحجہ کی درمیانی رات منیٰ میں گزارنا	۱۱

اہم گزارشات:

۱ جمرہ عقبیٰ (بڑے شیطان) کو پہلی کنکری مارنے سے پہلے ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیا جائے گا۔

۲ دس ذی الحجہ کی رمی (کنکریاں مارنے) کا وقت دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارہ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔

۳ حج کی قربانی حج افراد کرنے والے کے لئے افضل جبکہ حج تمتع اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے۔

۴ طواف زیارت کا وقت دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک ہے اس دوران کسی بھی وقت طواف زیارت ادا کیا جا سکتا ہے۔

۵ حج افراد اور حج تمتع کرنے والے کے لئے حج کی سعی طواف زیارت کے بعد کرنا افضل ہے جبکہ حج قران کرنے والے کے لئے حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرنا افضل ہے۔

۶ بال منڈواتے ہی احرام کھل جائے گا اور سوائے عورت کے سب چیزیں حلال ہوجائیں گی اور طواف زیارت کرنے کے بعد عورت بھی حلال ہوجائے گی۔

۷ منٰی حدود حرم میں داخل ہے۔

۱۱ ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا	واجب
۲	تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے (پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے شیطان کی رمی) کرنا	سنت
۳	چھوٹے اور درمیانے شیطان کی رمی کے بعد دعا مانگنا اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا	سنت
۴	گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی درمیانی شب منٰی میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

۱ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کسی نے زوال سے پہلے رمی کرلی تو رمی ادا نہ ہوگی بلکہ دوبارہ رمی کرنا واجب ہوگا۔

۲ گیارہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت گیارہ ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے بارہ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔

۱۲ ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا	واجب
۲	تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے (پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے شیطان کی رمی) کرنا	سنت
۳	چھوٹے اور درمیانے شیطان کی رمی کے بعد دعا مانگنا اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا	سنت
۴	سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مکہ مکرمہ روانہ ہوجانا	جائز
۵	سورج غروب ہونے کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہونا	مکروہ
۶	بارہ اور تیرہ ذی الحجہ کی درمیانی شب منٰی میں گزارنا	سنت

اہم گزارشات:

۱ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کسی نے زوال سے پہلے رمی کرلی تو رمی ادا نہ ہوگی بلکہ دوبارہ رمی کرنا واجب ہوگا۔

۲ بارہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت بارہ ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے تیرہ ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔

۳ غروب آفتاب سے پہلے منٰی سے مکہ مکرمہ روانہ ہوجائے، غروب کے بعد منٰی سے جانا مکروہ ہے اور اگر ۱۳ ذی الحجہ کی صبح صادق منٰی میں رہتے ہوئے ہوگئی تو پھر ۱۳ ذی الحجہ کی رمی بھی واجب ہوجائے گی۔

۱۳ ذی الحجہ

نمبر شمار	افعال	حکم
۱	زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا	واجب
۲	تینوں جمرات کی رمی ترتیب سے (پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے شیطان کی رمی) کرنا	سنت
۳	چھوٹے اور درمیانے شیطان کی رمی کے بعد دعا مانگنا اور بڑے شیطان کی رمی کے بعد دعا نہ مانگنا	سنت

اہم گزارشات:

❶ تیرہ ذی الحجہ کی رمی کا وقت تیرہ ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے تیرہ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے، البتہ تیرہ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے اگر کسی نے رمی کر لی تو کراہت کے ساتھ رمی جائز ہو جائے گی۔

❷ تیرہ ذی الحجہ کی رمی کا آخری وقت تیرہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک ہے، اگر کسی نے سورج غروب ہونے تک رمی نہ کی تو دم دینا ہوگا۔

حج الحمد للہ مکمل ہو گیا، اب حج کے واجبات میں سے صرف ایک واجب طواف وداع باقی رہ گیا، گھر روانہ ہونے سے پہلے اس واجب کو بھی ادا کر لیں (طواف وداع کے بعد سعی نہیں ہوتی) اور واپسی تک جو وقت باقی رہ گیا ہے اس کو غنیمت جانیں اور خوب عبادات، طواف اور نوافل میں مشغول رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم
لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

حج تمتع کا مختصر طریقہ

جب حاجی اپنے گھر سے روانہ ہوتا ہے تو میقات تک اس کے اوپر حج کے کوئی احکامات جاری نہیں ہوتے، میقات کے بعد سے حج کے احکامات جاری ہوتے ہیں چاہے جس میقات سے گزرے اور اس کی مکہ مکرمہ جانے کی نیت ہو، اسے میقات سے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا واجب ہے (البتہ براہ راست مدینہ منورہ جانے کی صورت میں احرام نہیں باندھا جائے گا) یہ احرام مکہ معظّمہ تک بندھا رہے گا، مکہ معظّمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کریں، اس کے بعد سعی (صفا مروہ) کریں، سعی سے فارغ ہوکر اپنا سر منڈوالیں، بس اب آپ عمرہ سے فارغ ہیں، احرام کھل گیا، نمازیں پڑھیں، جماعت کا خاص خیال رکھیں، کثرت سے طواف کریں، ۸ ذی الحجہ کو پھر آپ کو حج کے لئے احرام باندھنا ہے۔

حج کا پہلا دن ۸ ذی الحجہ

۸ ذی الحجہ کو غسل وغیرہ کر کے جسم پر خوشبو لگا کر (لیکن ایسی خوشبو نہ لگائیں جس کا جسم باقی رہے) احرام باندھ کر احرام کے دو رکعت نفل پڑھیں، پھر اس طرح نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما دے اور قبول فرمالے۔

اگر حج کی سعی پہلے کرنا چاہیں تو احرام کے بعد رمل اور اضطباع کے ساتھ نفلی طواف کریں اور اس کے بعد حج کی سعی کی نیت سے سعی کریں، مگر حج تمتع کرنے والے کے لئے طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرنا افضل ہے، طلوع آفتاب کے بعد مکہ معظّمہ سے منٰی کی طرف روانہ ہوجائیں، منٰی پہنچ

کر پانچ نمازیں ظہر،عصر،مغرب،عشاء اور فجر پڑھیں۔

حج کا دوسرا دن ۹ ذی الحجہ

۹ ذی الحجہ کی صبح بعد نماز فجر طلوع آفتاب کا انتظار کریں، نیز فجر کی نماز جب اُجالا ہوجائے، تب پڑھیں، جب کچھ دھوپ نکل آئے تو سکون اور اطمینان کے ساتھ تلبیہ یعنی

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

پڑھتے ہوئے عرفات روانہ ہوجائیں، درود شریف، ذکر الٰہی اور تلبیہ کی کثرت رکھیں۔

طلوع آفتاب سے پہلے منٰی سے عرفات روانہ ہونا خلاف سنت ہے، عرفات پہنچ کر سوائے وادیٔ عرنہ کے جہاں چاہیں قیام کریں، جبل رحمت کے قریب قیام کرنا افضل ہے، آج کل حجاج کے قیام کا انتظام معلمین حضرات کرتے ہیں، زوال کے بعد وقوف عرفات یعنی حج کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اس وقت عرفات ہی میں آپ کو رہنا ضروری ہے، زوال سے پہلے غسل کرنا افضل ہے، غسل نہ کرسکیں تو صرف وضو کرلیں اور پھر یہ دُعا بار بار پڑھیں

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

میدان عرفات میں ان اذکار کا اہتمام کریں: سو مرتبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اور سو مرتبہ

قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پوری سورت

اور سو مرتبہ

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ

اور سو مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ

عرفات میں نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ شام تک دُعاء و استغفار کرتے رہیں، عرفات کا مبارک وقت اور مبارک دن بار بار نصیب نہیں ہوتا، اسی محدود وقت کا نام حج ہے، تجلّیات و برکات کے اُس پُرنور دن کو غفلت ولا پرواہی سے نہ گزارنا چاہیئے، دل و دماغ میں اللہ تبارک تعالیٰ کی شان عظمت و کبریائی کا تصور قائم کر کے تلاوت قرآن مجید، کثرت دُرود شریف، تلبیہ اور ذکر وفکر میں اپنا سارا وقت شام تک صرف کریں اور اپنے رشتہ دار واحباب ،سعد عبدالرزاق اور اس کے گھر والوں اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں، قبولیت دُعا کا یہ عجیب وقت ہوتا ہے، میدان عرفات میں اس دن جو بھی دعا مانگی جائے گی، وہ ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوجائیں اور اگر غروب آفتاب سے پہلے مزدلفہ روانہ ہو گئے، تو دم دینا واجب ہوگا، مگر مغرب کی نماز عرفات میں نہ پڑھیں، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء دونوں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھیں، بلکہ مغرب وعشاء کی سنت اور وتر عشاء کی نماز کے بعد حسب ترتیب پڑھیں، مزدلفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز مغرب وعشاء ملا کر یا علیحدہ علیحدہ پڑھ لی، تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ پڑھنی ہوگی، اگر راستہ میں اتنی دیر ہوجائے کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہو، تو مغرب وعشاء راستہ میں پڑھ سکتے ہیں، اگر مغرب کے وقت (یعنی عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے) مزدلفہ پہنچ جائیں تو تب بھی نماز مغرب، عشاء کے وقت سے پہلے نہ پڑھیں اور اگر راستہ میں دیر ہوجائے اور یہ ڈر ہو کہ عشاء کا وقت بھی نکل جائے گا تو اس صورت میں راستے ہی میں مغرب وعشاء کی نماز پڑھ لیں، پھر اگر مزدلفہ صبح صادق سے پہلے پہنچ جائے تو ان نمازوں کو دہرانا ہوگا۔

مزدلفہ کی رات برکات وانوار کی رات ہے، جس قدر بھی ممکن ہو غنیمت سمجھ کر عبادت وذکر الٰہی میں تمام رات مصروف رہیں، علماء کے نزدیک یہ رات شب قدر اور شب جمعہ سے بھی افضل ہے، اس رات کا مزدلفہ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے، طلوع فجر کے وقت سے وقوف مزدلفہ کا وقت ہے، اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، طلوع آفتاب تک یہاں دُعا وغیرہ میں مشغول رہنا مسنون ہے۔

وقوف مزدلفہ واجب ہے، خواہ تھوڑی سی دیر کے لئے کیوں نہ ہو، بلا عذر طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ سے روانگی یا دس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچنے کی صورت میں دم دینا واجب ہوگا، مزدلفہ میں ہر جگہ ٹھہر سکتے ہیں مگر مشعر حرام کے قریب ٹھہرنا افضل ہے، طلوع آفتاب سے کچھ پہلے سکون کے

ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں، منیٰ میں رمی جمار (کنکریاں مارنا) کے لئے مزدلفہ سے ستر کنکریاں جس کی مقدار چنے کے دانے کے برابر ہو، اپنے ساتھ لے جائیں۔

حج کا تیسرا دن ۱۰ ذی الحجہ

دس تاریخ کو منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے صرف بڑے شیطان کی رمی کریں، طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے کھڑے ہوکر داہنے ہاتھ سے پے درپے سات کنکریاں ماریں اور یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللهِ اَللهُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ وَرِضیً لِّلرَّحْمٰنِ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْكُوْرًا

جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوکر سب سے پہلے قربانی واجب ہے، مفرد کے لئے قربانی کرنا مستحب ہے جبکہ حج تمتع اور حج قران کرنے والے پر واجب ہے، قربانی کرنے کے بعد مرد اپنے بال منڈوا کر اور عورت اپنے بال کتروا کر احرام سے فارغ ہوجائے۔

۱۰ ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے، اگر نہ ہوسکے تو گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو کرلیں، یہ طواف حج کا آخری رکن اور فرض ہے، بال کٹوا لینے کے بعد ہر وہ چیز جو احرام کی وجہ سے منع تھی، جائز ہوگئی، سوائے عورت کے جو طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوگی، اگر پہلے سعی نہ کی ہو تو سعی بھی کرلیں اور منیٰ واپس آجائیں، منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے۔

طواف زیارت ۱۲ ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب سے پہلے کرنا ضروری ہے، ایام نحر قربانی کے تین دن میں اگر طواف زیارت نہ کیا تو دم دینا ہوگا اور طواف زیارت بھی کرنا ہوگا۔

پہلے دن جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت فجر سے لے کر اگلے دن فجر تک ہے، مگر مسنون اور افضل یہی ہے کہ رمی جمار (شیطان کو کنکری مارنا) طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے پہلے ہو، کمزور وضعیف اور پردہ نشین مستورات کے لئے تاخیر سے رمی کرنے میں کوئی حرج نہیں، ورنہ بلا عذر رات کو رمی جمار کرنا مکروہ ہے۔

حج کا چوتھا اور پانچواں دن، ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ

۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں پر کنکریاں ماریں، پہلے جمرہ اولیٰ (چھوٹا شیطان) پھر جمرہ وسطی (درمیانی شیطان) پھر جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کریں اور ہر کنکری کے

ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر والی پوری دعا پڑھیں، ۱۲ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منٰی سے مکہ معظّمہ آسکتے ہیں، غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے، لیکن اگر ۱۳ تاریخ کی صبح صادق منٰی میں ہوجائے تو پھر ۱۳ تاریخ کی رمی کے بغیر آنا جائز نہیں، تینوں شیطانوں پر زوال کے بعد کنکریاں ماریں (زوال سے پہلے ماری گئی کنکریاں شمار نہ ہوں گی)، اب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مکہ معظّمہ آجائیں، خدا کے دربار میں حاضری کی عظیم الشان سعادت آپ کو حاصل ہوئی اور حج نصیب ہوا، ساری عمر کی یہ دیرینہ تمنا اس کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی پوری ہوئی، اس کے بعد جب تک آپ اپنے وطن نہ جائیں، حرم شریف میں نماز باجماعت پڑھیں، نفلی طواف کریں، موقعہ کو غنیمت سمجھیں، جب اپنے گھر جائیں، تو طواف وداع کر کے رخصت ہوجائیں، طواف وداع حج کا آخری واجب ہے، اگر عورت کے ایام شروع ہوجائیں اور واپسی کا وقت آجائے تو ایسی عورت کے لئے طواف وداع کرنا ضروری نہیں۔

مقامات قبولیت دعا

① میدان عرفات ② شب مزدلفہ ③ مزدلفہ میں وقت فجر کے بعد ④ رمی جمار کے بعد ⑤ جب پہلی مرتبہ کعبہ پر نظر پڑے ⑥ صفا ⑦ مروہ پر ⑧ سعی کرتے ہوئے ⑨ میلین اخضرین کے درمیان دوڑتے ہوئے ⑩ مطاف ⑪ مقام ابراہیم ⑫ ملتزم ⑬ حطیم ⑭ میزاب رحمت کے نیچے ⑮ آب زم زم پی کر ⑯ بیت اللہ کے اندر ⑰ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اور ⑱ طواف وداع کے بعد۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زیارت اور حج مقبول ہو اور سب مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو

آمِین یَارَبَّ الْعَالَمِینَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِینَ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

فرضیت حج

حج نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح اِسلام کا ایک رکن اور فرضِ عین ہے، تمام عمر میں ایک مرتبہ ہر اس شخص پر فرض ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہو کہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے کی قدرت رکھتا ہو اور اپنے اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچہ برداشت کرسکتا ہو اور جو شرائط حج کی ہیں وہ سب اس میں موجود ہوں، جن کا بیان آگے آرہا ہے۔[1]

حج کی فرضیت قرآن سے

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جس شخص کو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ بے شک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس آیت شریف میں حج کی فرضیت کے ساتھ خلوص نیت اور شرط فرضیت یعنی استطاعت کو بھی بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ جو حج کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے، یا باوجود حج پر قدرت رکھنے کے حج نہ کرے اور مرجائے تو وہ کفار کے مشابہ ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایسی سواری اور زادراہ کا مالک ہے کہ جو اس کو بیت اللہ پہنچا سکتا ہے اور اس نے پھر بھی حج نہیں کیا، تو اس کے یہودی یا نصرانی ہوکر مرجانے میں کچھ فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ

[1] الحج واجب علی الاحرار البالغین العقلاء الاصحاء اذا قدروا علی الزاد الخ (فتح القدیر کتاب الحج ۲/ ۴۱۶ حقانیہ)

حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ [1]

حج کی فرضیت حدیث شریف سے

بہت سی احادیث میں حج کی فرضیت کا ذکر ہے، لیکن ہم صرف تین روایتوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا۔ [2]

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔ [3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (1) اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور (2) نماز پڑھنا اور (3) زکوۃ دینا اور (4) بیت اللہ کا حج کرنا (5) رمضان کے روزے رکھنا۔

اس روایت میں وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں، تو جو شخص ان میں سے کسی رکن کو ترک کرتا ہے، وہ گویا اسلام کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ..... قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خُثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ

---

(1) سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج ص: ۱۹۹ ط: مکتبۃ المعارف الریاض

(2) الصحیح لمسلم کتاب الحج باب فرض الحج مرۃ فی العمر ص: ۵۲۹ ط: بیت الافکار الدولیۃ

(3) الصحیح للبخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس الخ ص: ۱۲ ط: دار ابن کثیر دمشق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔[1]

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کا فریضہ حج جو بندوں پر ہے، وہ میرے باپ پر بڑھاپے کی حالت میں فرض ہو گیا، وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج فرض ہے اور جس پر حج فرض ہو، اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے خود نہ کر سکے، تو کسی شخص سے اپنی طرف سے حج کرائے۔

حج کی تاکید اور حج نہ کرنے والے کے لئے وعید

جب حج فرض ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو بہت جلد ادا کیا جائے اور تاخیر نہ کی جائے، جو شخص باوجود قدرت واستطاعت اور شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرے اس کے لئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے فرض ہوتے ہی ادا کرنا چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ۔[2]

حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اس کو جلدی کرنی چاہیئے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والوں کو جن پر حج فرض ہو چکا ہے، جلد حج کرنے کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ بعض اوقات تاخیر کرنے سے موانع اور عوارض پیش آ جاتے ہیں اور انسان اس سعادت کبریٰ سے محروم رہ جاتا ہے۔

---

(1) الصحیح لمسلم کتاب الحج باب الحج عن العجز ص: ۵۲۸ ط: بیت الافکار الدولیة

(2) سنن ابی داؤد کتاب المناسک باب التجارة فی الحج ص: ۲۰۴ ط: بیت الافکار الدولیة

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا ۔[1]

حضرت ابی امامہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

خدا کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جن پر حج فرض ہو چکا ہے اور دنیوی اغراض یا سستی کی وجہ سے بلا شرعی مجبوری کے حج ادا نہیں کرتے، برے خاتمہ کی تنبیہ فرما رہے ہیں، کیونکہ باوجود شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرنا، اگر حج کو فرض نہ ماننے کی وجہ سے ہے، تو اس کا کافر ہونا ظاہر ہے اور اگر عقیدہ فرضیت کا ہے اور کوئی شرعی عذر نہیں ہے، لیکن سستی اور دنیوی ضروریات کی وجہ سے حج کو نہیں جاتا، تو پھر یہ شخص یہود و نصاریٰ کے مشابہ ہے اور حج نہ کرنے کے لحاظ سے انہیں جیسا ہے۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَۃِ وَوَفِّقْنَا لِاَدَاءِ فَرَائِضِکَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی، آمِیْن۔

فضائل حج

حج کی خوبیاں اور فضیلتیں بے شمار ہیں، جن میں سے صرف چند احادیث بیان کی جاتی ہیں، تاکہ حج کے فضائل سے آگاہی ہو اور ان فضائل کو دیکھ کر دل میں حج کا شوق پیدا ہو اور ادائے فریضہ میں مددگار ثابت ہو، کیونکہ کسی چیز کی فضیلت اور فائدہ جب تک معلوم نہ ہو، اس وقت تک اس کام میں پوری رغبت نہیں ہوتی اور کام کرنا مشکل ہوتا ہے اور جب اس کا فائدہ معلوم ہو جاتا ہے تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

[1] سنن الدارمی کتاب المناسک باب من مات ولم یحج ص: ۱۱۲۲ ط: دار المغنی للنشر والتوزیع

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، قِیْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا (پھر) عرض کیا گیا، اس کے بعد کون سا، فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، (پھر) عرض کیا گیا اس کے بعد کون سا فرمایا حج مقبول۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے، جو انکے درمیان میں سرزد ہوں اور حج مبرور کی جزا نہیں ہے مگر جنت۔[2]

ان دونوں حدیثوں سے حج کی فضیلت ظاہر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاجی کو جنت کی خوش خبری دی ہے۔

حج مبرور وہ حج ہے، جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ حج مقبول کا نام حج مبرور ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جس میں دکھلاوا نہ ہو، وہ حج مبرور ہے اور بعض کہتے ہیں جس کے بعد گناہ نہ ہو، حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حج مبرور یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جائے۔[3]

وَعَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔[4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کے تذکرے اور گناہ سے محفوظ رہا، تو وہ (پاک ہوکر) ایسا لوٹتا ہے، جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا)۔

---

1. الصحیح للبخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور ص: ۵۵۳ ط: دار ابن کثیر دمشق
2. الصحیح للبخاری کتاب الحج ابواب العمرۃ باب وجوب العمرۃ وفضلھا ص: ۴۲۹ ط: دار ابن کثیر دمشق
3. والمبرور الذی لایخالطہ اثم وقیل المتقبل الخ (ارشاد الساری ص: ۲۹
4. الصحیح للبخاری کتاب الحج باب فضل الحج المبرور ص: ۵۵۳ ط: دار ابن کثیر دمشق

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر حج خلوص کے ساتھ کیا جائے اور احرام باندھنے کے وقت سے حج کے ممنوعات سے اجتناب کیا جائے اور کوئی گناہ نہ کیا جائے، تو اس سے انسان کے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حج ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے، لیکن یہ حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ نہ صرف ہم کو فریضہ سے فارغ کر دیا جاتا ہے، بلکہ ساتھ ہی ہمارے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں اور دائمی سرور وراحت سے نوازا جاتا ہے اور جنت کی خوش خبری صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے، کہ جو حاجی سوار ہوکر حج کرتا ہے، اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو پیدل حج کرتا ہے اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھی جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے۔[۱]

اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل واحسان ہے کہ اس قدر نیکیاں اور ثواب عطا فرماتے ہیں، صحابہ اور تابعین باوجود اپنی مشغولیت کے کثرت سے حج کرتے تھے، بعض تو ہر سال حج کرتے تھے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچپن حج کئے ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو میں نے بدن کی صحت اور رزق میں فراخی دی اور ہر چار سال میں اس نے میرے پاس حاضری نہ دی، وہ محروم ہے۔[۲]

معلوم ہوا کہ مال داروں کو حج نفل بھی کثرت سے کرنا چاہیے، بشرطیکہ دوسرے فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔

---

❶ مجمع الزوائد للهيثمی كتاب الحج باب فيمن يحج ماشيا ج:۳ ص:۴۸۰ ط:دار الفكر

❷ عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه رفعه ان الله تعالى يقول ان عبدا اصححت له بدنه واوسعت عليه من الرزق ولم يفد الى فی كل اربعة اعوام لمحروم (جمع الفوائد ص ۵۳۰ ط مكتبه ابن كثير)

سفرِ حج کے آداب

جب حج فرض ہوجائے تو تاخیر نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے سفر کا انتظام شروع کر دیا جائے اور جو آدابِ سفر ذکر کئے جارہے ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔

نیت:

صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے کی نیت سے حج کیا جائے، نمائش کے لئے، یا سیر وسیاحت وتفریح کے لئے یا تبدیلی آب وہوا کے لئے سفر نہ ہو، بہتر یہ ہے کہ تجارت کی نیت بھی اس سفر میں نہ کی جائے۔

توبہ:

سفر شروع کرنے سے پہلے صدق دِل سے توبہ کی جائے، اگر کسی کا حق مالی یا بدنی ہو، تو جہاں تک ممکن ہو اس کو ادا کر دیا جائے یا معاف کروایا جائے، عبادات میں جو کوتاہی اور قصور ہوا ہو، اس کی قضا اور تلافی کرے اور آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کرے کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔

توبہ کی شرائط:

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی گناہ میں اب بھی مبتلا ہو تو اس کو ترک کر دے، پچھلے پر ندامت ہو اور آئندہ نہ کرنے کا عزم ہو اور اگر بندوں کی حق تلفی کی ہے تو اس کی تلافی کرے۔[1]

توبہ کا مستحب طریقہ:

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول غسل کرے اور غسل نہ کر سکے تو وضو کرے اور دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھے اس کے بعد درود شریف پڑھے پھر استغفار کرے اور نہایت خشوع خضوع سے دعا مانگے اور جس قدر عاجزی اور رونا گڑگڑانا ممکن ہو کرے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور بار بار یہ دعا مانگتا رہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْھَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْھَا اَبَدًا

---

[1] ارشاد الساری ص: ۲۷

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذَنْبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی مِنْ عَمَلِي

اے اللہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اس کا پختہ عزم کرتا ہوں کہ پھر کبھی گناہ نہیں کروں گا، اے اللہ آپ کی رحمت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میرے عمل کی بنسبت آپ کی رحمت سے مجھے زیادہ امید ہے۔[1]

امانت و وصیت:

اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز پاس ہے، تو اس کو واپس کرے اور سب ضروریات کے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دے، اگر کسی کا قرضہ ہے، یا اپنا قرضہ کسی پر ہے، سب کو تفصیل سے لکھ دے اور کسی دین دار عادل شخص کو وصی (قائم مقام) بنادے۔

استخارہ اور مشورہ:

سفر سے پہلے کسی ہوشیار تجربہ کار دین دار شخص سے ضروریات سفر کے متعلق مشورہ کرے اور استخارہ بھی کرے، لیکن حج اگر فرض ہے، تو حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں، بلکہ راستہ، وقت، جہاز وغیرہ دیگر امور کیلئے استخارہ کیا جائے، البتہ اگر حج نفل ہے، تو حج کے لئے بھی استخارہ کرے۔[2]

نوٹ: استخارہ خود کرنا مسنون ہے۔

استخارہ کا طریقہ:

یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے، اول رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا افضل ہے اور سلام کے بعد حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، درود شریف پڑھے اور یہ دعا نہایت خشوع وخضوع سے مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدِرْهُ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ

---

[1] غنیۃ الناسک باب ماینبغی لمرید الحج من اداب سفرہ ص: ۳۴

[2] ویستحب ان یشاور من یثق بدینہ..........و کذا یستخیر اللہ (مناسک ملا علی قاری فصل ویستحب الخ ص ۹)

كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے تو اس چیز کا خیال دل میں کرے، جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے۔[1]
اس کے بعد جس جانب دل کا رجحان ہو، وہی بہتر ہے، اسی کے موافق عمل کرنا چاہیے، ایک مرتبہ میں اطمینان نہ ہو تو پھر کرے، سات مرتبہ تک ان شاء اللہ رجحان اور اطمینان حاصل ہو جائے گا، استخارہ میں اصل چیز یہی ہے، کہ شک دور ہو جائے اور ایک جانب کو ترجیح ہو جائے، خواب کا دیکھنا وغیرہ ضروری نہیں ہے۔[2]

سفرِ حج کے مصارف:

جہاں تک ممکن ہو حلال مال سے حج کرے حرام مال سے کیا ہوا حج قبول نہیں ہوتا اگرچہ حج کی فرضیت ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اگر کسی کا مال مشتبہ ہو تو کسی غیر مسلم سے بلاسودی قرضہ لے لے اور حج کی ادائیگی کے بعد مشتبہ مال سے اس قرض کو ادا کر دے۔[3]

رفیقِ سفر:

کوئی نیک ساتھی تلاش کرے، کہ جو ضرورت کے وقت کام آئے اور پریشانی کے وقت مدد کرے اور ہمت بندھائے، اگر عالم باعمل مل جائے تو بہت اچھا ہے کہ ہر قسم کے مسائل بالخصوص احکام حج میں مدد ملے گی۔

حج کے مسائل سیکھنا:

حج کرنے والے کیلئے وقت سے پہلے مسائل حج کا سیکھنا واجب ہے، اس لئے جب ارادہ ہو جائے، یا سفر شروع کرے، تو اسی وقت سے مسائل معلوم کرے، یا کسی معتبر عالم سے دریافت کرتا رہے، یا کوئی معتبر کتاب ساتھ رکھے اور اس کا بار بار مطالعہ کرتا رہے اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو کسی عالم سے سمجھ لے، عام لوگوں اور معمولی پڑھے لکھے لوگوں پر بھروسہ نہ کرے، بلکہ تحقیق

---

1. الصحیح للبخاری ابواب التطوع باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی ص: ۱۹۳ ط: دار ابن کثیر دمشق
2. الاذکار للنووی باب دعاء الاستخارۃ ص: ۱۶۳ ط: مکتبۃ دار البیان دمشق
3. واذا اراد ان یحج ولم یکن معہ الا مال حرام الخ (مناسک ملا علی قاری مقدمہ ص ۸)

مسائل جہاں تک ممکن ہو کسی معتبر عالم سے کرے اور ایسے ہی کسی شخص کے ساتھ سفر کرنے کی کوشش کرے۔

گھر سے نکلنا:

گھر سے نہایت خوش وخرم ہو کر نکلے، غمگین ہو کر نہ نکلے، گھر سے نکلنے سے پہلے اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہیے۔[1]

اور گھر میں دو رکعت نفل پڑھے، اسی طرح محلہ کی مسجد میں بھی دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا افضل ہے اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۃ قریش پڑھے اور حق تعالیٰ سے سفر میں اعانت اور سہولت کی دعا مانگے۔[2]

اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ وَالْاَصْحَابِ اِحْفَظْنَا وَاِيَّاهُمْ مِنْ كُلِّ عَافَةٍ وَّعَاهَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ مَسِيْرِ نَاهٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تَطْوِيَ لَنَا الْاَرْضَ وَتُهَوِّنَ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاَنْ تَرْزُقَنَا فِيْ سَفَرِنَا سَلَامَةَ الْبَدَنِ وَالدِّيْنِ وَالْمَالِ وَتُبَلِّغَنَا حَجَّ بَيْتِكَ وَزِيَارَةَ قَبْرِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْ شَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً بَلْ خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَقَضَاءَ فَرْضِكَ وَاِتِّبَاعَ سُنَّةِ نَبِيِّكَ وَشَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ۔[3]

روانہ ہونے سے پہلے لوگوں سے مل کر جانا چاہئے اور واپسی پر لوگوں کو ملنے کے لئے آنا چاہئے، جب سواری پر سوار ہو تو بِسْمِ اللہ پڑھ کر دایاں پیر رکھے اور داہنی جانب بیٹھنے کی

---

1. ويخرج بنفس طيبة ويتصدق بشيئ عند خروجه (غنية الناسک باب ماينبغى الخ ص ٣٧)
2. الاذكار للنووى كتاب اذكار السفر باب اذكاره عند ارداته الخروج من بيته ص: ٢٧٥ ط: مكتبة دار البيان دمشق
3. احياء علوم الدين كتاب اسرار الحج الباب الثانى ٣/٤٥٠ ط: دار الشعب القاهرة

کوشش کرے اور سوار ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِمُحَمَّدٍ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اَللّٰھُمَّ اطْوِ لَنَا الْاَرْضَ وَسَیِّرْنَا فِیْھَا بِطَاعَتِکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔[1]

سفر میں نماز پڑھنے کے ضروری مسائل

سفر میں نماز کا اہتمام:

سفر میں نماز کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے، بعض حجاج کرام کم ہمتی اور سستی سے نماز قضا کر دیتے ہیں، ایک فرض (یعنی) حج کی ادائیگی کا ارادہ کرتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض چھوڑ دیتے ہیں، نماز کو بلا عذرِ شدید قضا کرنا سخت گناہ ہے۔

اکثر لوگ تو سفر میں نماز بالکل ہی ترک کر دیتے ہیں اور بعض مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور بعضے بس ڈرائیور وغیرہ کے ڈر سے، بس کو نہیں روک سکتے، ایسے لوگوں کو ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے، اول تو بس میں بیٹھتے وقت ہی اس سے شرط کی جائے کہ نماز کے وقت ضرور رکنا ہوگا اور وقت پر اگر نہ روکے، تو ذرا ہمت سے کام لے کر سب حاجی متفق ہو کر کہیں، پھر بھی نہ مانے یا کوئی خطرہ ہو، تو پھر جس طرح ہو سکے بس ہی میں نماز پڑھ لی جائے۔

مسئلہ: بحری جہاز، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: چلتی سواری میں نماز پڑھنا درست ہے، اگر سر گھومتا یا چکراتا ہو یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں

[1] ارشاد الساری کتاب ادعیۃ الحج والعمرۃ ص ۵۴۵

چوٹ لگنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔[1]

مسئلہ: اگر سواری میں نماز کے دوران سواری کا رخ تبدیل ہو جائے اور قبلہ بدل جائے تو نماز ہی میں درست قبلہ کی جانب گھوم جانا چاہیے۔[2]

مسئلہ: سواری میں نماز ادا کرتے ہوئے قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے ٹھیک رخ کی تحقیق کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی صحیح رخ بتانے والا نہ ہو تو جس رخ پر غالب گمان ہو کے یہ قبلہ رخ ہے اسی طرف نماز ادا کر لینی چاہیے۔[3]

مسئلہ: سواری میں نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اور قبلہ رخ ہونا بھی ضروری نہیں۔

مسئلہ: ہوائی جہاز، ٹرین وغیرہ میں ادا کی جانے والی نمازیں اگر کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ادا کی گئی ہوں تو وہ ادا ہو گئیں ان کو دہرایا نہیں جائے گا۔

مسئلہ: اگر کہیں مفت پانی نہیں مل سکتا اور کوئی شخص اتنا مہنگا پانی فروخت کر رہا ہے کہ عام طور پر اتنی قیمت میں اس سے دگنا پانی مل جاتا ہے تو پانی خرید کر وضو کرنا ضروری نہیں بلکہ ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔[4]

مسئلہ: اگر پانی اس قدر مہنگا نہیں ملتا یا معمولی قیمت میں ملتا ہے تو پانی خرید کر وضو کر کے نماز پڑھنا لازم ہے البتہ اگر کسی کے پاس بالکل خرچ نہیں یا اس قدر کم ہے کہ ضروریات سفر بمشکل اس سے پوری ہوں گی تو ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہوگا۔[5]

مسئلہ: سواری کی نشست کے تختوں اور گدوں پر جو گرد و غبار جم گیا ہو اس سے تیمم کرنا جائز ہے البتہ جوتیوں کی ناپاک مٹی اور غبار سے تیمم کرنا جائز نہیں۔[6]

---

[1] ومنها القيام وهو فرض في صلاة الفرض والوتر (الفتاوى العالمگيرية كتاب الصلاة الفصل الاول في فرائض الصلاة، ص ٦٩، ج

[2] ومن اراد ان يصلي في سفينة......حتى لو دارت السفينة وهو يصلي توجه الى القبلة حيث دارت (الفتاوى العالمگيرية كتاب الصلاة الفصل الثالث، ص ٦٤، ٦٣، ج ١)

[3] وان اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يساله عنها اجتهد وصلى (الفتاوى العالمگيرية كتاب الصلاة الفصل الثالث، ص ٦٤، ج ١)

[4] وفي الوجه الثالث يجوز له التيمم لوجود الضرر (البحر الرائق كتاب الطهارة باب التيمم ص ٢٨٤ ج ١)

[5] ففي الوجه الاول والثاني لا يجزئه التيمم لتحقق القدرة (البحر الرائق كتاب الطهارة باب التيمم ص ٢٨٤ ج ١)

[6] يشترط لصحة التيمم طهارة الصعيد الخ (البحر الرائق كتاب الطهارة باب التيمم ص ٢٥٦ ج ١)

مسافر کے لئے نماز میں قصر

شریعت میں جو مسلمان اڑتالیس میل (تقریباً ۷۸ کلومیٹر) کے سفر کا ارادہ کر کے چلے، وہ مسافر کہلاتا ہے۔[۱]

اس پر ظہر، عصر، عشاء کی نماز بجائے چار فرض کے دو فرض ہیں اور فجر، مغرب اور وتر میں کوئی کمی نہیں ہوتی، جس طرح عام حالات میں پڑھی جاتی ہیں، اِسی طرح پوری پڑھی جاتی ہیں۔[۲]

تنبیہ: بعض حجاج اپنی ناواقفیت کی وجہ سے امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیتے ہیں، یاد رکھئے! جو امام چار رکعت پڑھ رہا ہو، تو اس کے پیچھے چار ہی پڑھیں گے۔

مسئلہ: ظہر، عصر، عشاء کا پورا پڑھنا گناہ ہے، ہاں اگر بھول کر پوری پڑھ لی اور دوسری رکعت میں قعدہ کر لیا ہے، تو دو رکعت فرض اور دو نفل ہو گئیں، لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔[۳]

مسئلہ: اپنے شہر سے نکل کر جب تک راستہ میں کسی مقام پر پندرہ روز، یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ ہو، قصر کرنا چاہیے، اگر کسی جگہ پندرہ روز، یا زیادہ قیام کی نیت کر لی، تو مقیم ہو گیا، نماز پوری پڑھنی ہوگی، لیکن اگر کسی جگہ پندرہ روز کی نیت نہیں کی اور آج کل کرتے کرتے پندرہ روز گزر گئے، تب بھی مسافر رہے گا اور نماز قصر پڑھنی ہوگی۔[۴]

مسئلہ: سفر میں سنتوں کا حکم یہ ہے، کہ اگر جلدی ہو، تو فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتوں کو چھوڑنے میں حرج نہیں، ایسی حالت میں ان کی تاکید نہیں رہتی اور اگر جلدی نہیں ہے، تو سنتوں کو ترک نہ کرے، سنتوں کی رکعتوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔[۵]

---

❶ اقل مسافة تتغير فيها الاحكام الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس عشر فى صلوة المسافر ۱/۱۳۸)

❷ وفرض المسافر فى الرباعية ركعتان الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس عشر فى صلوة المسافر ۱/۱۳۹)

❸ والقصر واجب عندنا الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس عشر فى صلوة المسافر ۱/۱۳۹)

❹ ولا يزال على حكم المسافر حتى ينوى الاقامة الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس عشر فى صلوة المسافر ۱/۱۳۹)

❺ ولا قصر فى السنن الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس عشر فى صلوة المسافر ۱/۱۳۹)

براہِ راست مدینہ منورہ روانگی

اگر اپنے ملک سے براہ راست مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو اور درمیان میں مکہ مکرمہ نہ جانا ہو تو ایسا شخص میقات سے احرام نہ باندھے بلکہ بغیر احرام ہی کے مدینہ منورہ چلا جائے اور جب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے لگے اس وقت احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آئے۔

حرم

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف مقررہ حدود پر نشانات بنے ہوئے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ مقامات بتائے تھے اور وہاں نشانات لگا دیئے تھے، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بنوائے، پھر حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے اپنے زمانہ میں تجدید کی، جدہ کی طرف مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی اس کے متصل حرم کی علامت کے لئے مینارہ بنا ہوا ہے اور مدینہ طیبہ کی طرف تنعیم پر جو مکہ سے تین میل ہے اور یمن کی جانب سات میل اور طائف کی طرف عرفہ تک سات میل تک حرم ہے۔

ان حدود کے اندر شکار کرنا، پکڑنا، شکار کو بھگانا، درخت یا گھاس کاٹنا حرام ہے، اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔

جدہ کی طرف ان نشانات کے قریب ہی ایک بستی ہے، اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کو کفار نے روکا اور عمرہ نہیں کرنے دیا تھا، اسی جگہ صلح حدیبیہ ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں سے مدینہ منورہ واپس چلے گئے تھے۔

جب حرم کی حدود سے گزرے تو سمجھے کہ اب اللہ تعالیٰ کے دربار کے خاص احاطہ میں داخل ہو رہا ہے، اس وقت جتنا ادب، انکسار کر سکتا ہو کرے اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہو اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ وَ
بَشَرِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ
وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَآئِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ

أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔[1]

اس کے بعد درود شریف اور پھر تلبیہ پڑھے اور حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور شکر ادا کرے کہ یہ سعادت نصیب ہوئی، حق یہ ہے کہ اگر انسان سر کے بَل بھی اس مقدس زمین پر چلے، تو حق ادب اَدا کرنے سے قاصر ہے، اِس لئے اگر تمام راستہ ننگے پیر نہ ہو، تو تھوڑی دور تو ننگے پیر پیدل چلنا چاہیے، لیکن اگر سواری والا راضی نہ ہو، تو اس سے جھگڑا نہ کرنا چاہیے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ

جب مکہ مکرمہ قریب آجائے، تو بہتر یہ ہے کہ داخل ہونے سے پہلے غسل کرلیا جائے، یہ غسل مستحب ہے اگر نہ ہو سکے تو کچھ حرج نہیں۔[2]

مکہ مکرمہ پہنچ کر بہتر یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے اپنے سامان کا انتظام کر کے، بیت اللہ شریف کی زیارت کریں، طواف کریں۔

حج کے فرض اور واجب ہونے کے مسائل

مسئلہ: تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے، جبکہ حج کی شرائط موجود ہوں اور حج فرض کو حجۃ الاسلام بھی کہتے ہیں۔[3]

مسئلہ: اگر کوئی حج کی نذر مان لے، تو اس سے بھی حج کرنا واجب ہوجاتا ہے اور حج کی نذر کا بیان ان شاء اللہ تفصیل سے آگے آئے گا۔[4]

مسئلہ: حج فرض اور حج نذر دونوں ایک ہی طرح ادا کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ: جس سال حج فرض ہوجائے، اسی سال حج کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہوگا، لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کرلیا، تو حج ادا ہوجائے گا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہے گا۔[5]

---

[1] عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کانت الانبیاء علیہم السلام یدخلون الحرم الخ (غنیۃ الناسک باب دخول مکۃ ص ۹۶، ۹۵)

[2] وھذا الغسل سنۃ لدخول مکۃ الخ (غنیۃ الناسک باب دخول مکۃ ص ۹۶، ۹۵)

[3] انہ فرض عین لا فرض کفایۃ..........انہ لا یجب فی العمر الا مرۃ الخ (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما کیفیۃ فرضہ ۲/ ۱۱۹ سعید)

[4] ولا یخفی انہ اذا نذر الحج فانہ یصیر فرضا الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/ ۵۴۴، ۵۴۳)

[5] (فرض مرۃ علی الفور) ای فرض الحج فی العمر مرۃ واحدۃ.......فاذا اخرہ واداہ بعد ذلک وقع اداء الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/ ۵۴۲)

مسئلہ: جو شخص حج کی فرضیت کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔[1]

مسئلہ: اگر کوئی شخص میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے بلا احرام کے گزر جائے، تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے، تو ایسا شخص، اگر حج کرے گا تو یہ حج واجب ہوگا۔[2]

مسئلہ: ایک مرتبہ سے زیادہ حج کرے گا، تو وہ نفل ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر حج فرض ہوگیا اور ادا نہیں ہوسکا، تو اس کے ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔[4]

اعذار اور موانع کا بیان

مسئلہ: اگر کسی پر حج فرض ہے اور اس کے ماں باپ بیمار ہیں اور ان کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہے، تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہلاکت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے، تو بلا اجازت جانے میں حرج نہیں، بشرطیکہ راستہ پر امن ہو اور اگر راستہ پر امن نہیں ہے اور غالب ہلاکت ہے، تو پھر بلا اجازت جانا جائز نہیں۔[5]

مسئلہ: دادا دادی، نانا نانی، ماں باپ کی غیر موجودگی میں ماں باپ کی طرح ہیں، البتہ ماں باپ کے ہوتے ہوئے ان کی اجازت ضروری نہیں۔[6]

مسئلہ: حج نفل کے لئے والدین کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے، چاہے ان کو خدمت کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔[7]

مسئلہ: بیوی یا اولاد وغیرہ جن کا خرچ اس کے ذمہ ہے، اگر وہ حج کیلئے جانے سے ناخوش ہیں اور ان کا خرچ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ پاس نہیں ہے، تو ان کی اجازت کے بغیر جانا مکروہ ہے، لیکن اگر

---

[1] فالحج فریضة محکمة ثبتت فرضیتها بدلائل مقطوعة حتی یکفر جاحدها الخ (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک ۱/۲۱۶)

[2] ویمکن ان یقال انه یکون واجبا وهو ما اذا جاوز المیقات بغیر احرام الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۴)

[3] وعلم من قوله فرض مرة ان ما زاد علیها فهو تطوع الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۴)

[4] واما بیان حکم فوات الحج عن العمرة فنقول من علیه الحج اذا مات قبل ادائه.......فیجب علیه ان یوصی به الخ (بدائع الصنائع کتاب الحج واما بیان فوات الحج ۲/۲۲۱ سعید)

[5] اذا اراد الابن ان یخرج الی الحج وابوه کاره لذلک ان کان الاب مستغنیا الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۰)

[6] وفی فتح القدیر والاجداد والجدات کالابوین عند فقدهما (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۰)

[7] ویکره الخروج الی الحج النفل اذا کره احد ابویه وهو محتاج الیه الخ (مناسک ملا علی قاری مقدمة ص ۸)

ان کی ہلاکت کا خوف نہیں ہے، تو حج کیلئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

مسئلہ: جن لوگوں کا خرچ واجب نہیں، اگر وہ ناخوش ہوں اور ان کی ہلاکت کا بھی اندیشہ ہو، تب بھی جانے میں کوئی حرج نہیں۔[2]

مسئلہ: بچہ چھوٹا ہے اور کوئی دوسرا اس کو رکھنے والا نہیں، تو یہ تاخیر کے لئے عذر ہے، بچہ چاہے تندرست ہو یا مریض ہو۔[3]

مسئلہ: حج فرض ہوگیا، لیکن تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور آرام لینے کی ضرورت ہوتی ہے، پھر تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور یہی کیفیت رہتی ہے اور سواری اور خرچ موجود ہے، تو حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں، ہاں اگر سواری پر بھی سفر نہ کر سکے، تو عذر ہے۔[4]

مسئلہ: خوب صورت لڑکے کو اگر فتنہ کا اندیشہ ہے، تو باپ حج کے لئے جانے سے داڑھی نکلنے تک روک سکتا ہے۔[5]

مسئلہ: عورت کے لئے محرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے۔[6]

مسئلہ: راستہ کا پرامن نہ ہونا بھی عذر ہے۔[7]

مسئلہ: ایسا مرض عذر ہے، جس کی وجہ سے سفر نہ ہو سکے، یا شدید تکلیف کا اندیشہ ہو۔[8]

مسئلہ: عورت کیلئے عدت کا ہونا بھی عذر ہے، جس کی وجہ سے حج کو مؤخر کیا جا سکتا ہے۔[9]

---

1. و کذا ان کرھت زوجتہ و من علیہ نفقتہ و ان لم علیہ نفقتہ فلا باس بہ مطلقا (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۰)
2. ومن لا تلزمه نفقته لو كان حاضرا فلا باس بالخروج مع كراهته وان كان يخاف الضيعة عليهم الخ (الفتاوى العالمگيرية كتاب المناسک، ومما يتصل الخ ۱/۲۲۱)
3. و الولد الصغیر المحتاج الیہ عذر فی التخلف مریضا کان او لم یکن (غنیۃ الناسک مقدمۃ فی تعریف الحج ص ۱۲)
4. و المراد بالصحة صحة الجوارح فلا يجب اداء الحج على المقعد و لا على المريض و الشيخ الذى لا يثبت نفسه على الراحلة الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۵)
5. ان کان الابن امرد صبیح الوجہ للاب ان یمنعہ عن الخروج حتی یلتحی الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۰)
6. (ومنھا المحرم للمراۃ) شابۃ کانت او عجوزۃ اذا کانت بینھا و بین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ ایام الخ (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۲/۲۱۸)
7. (ومنھا امن الطریق)..... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۲/۲۱۸)
8. (ومنھا سلامۃ البدن) حتی ان المقعد و الزمن...... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۲/۲۱۸)
9. (ومنها عم قيام العدة فى حق المراة) .... فلا تخرج الماة الى الحج فى عدة طلاق او موت الخ (الفتاوى العالمگيرية كتاب المناسک الباب الاول ۲/۲۱۹)

شرائط حج

حج کی چار قسم کی شرطیں ہیں:

❶ شرائط وجوب ❷ شرائط وجوب ادا ❸ شرائط صحت ادا ❹ شرائط وقوعِ فرض۔

شرائط وجوب: یہ وہ شرطیں ہیں، جن کے پائے جانے سے حج فرض ہوجاتا ہے اور اگر خود نہ کر سکے تو حج بدل کی وصیت واجب ہوجاتی ہے اور ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، تو حج بالکل فرض نہیں ہوتا اور کسی دوسرے سے حج کرانا اور وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہوتا، اس قسم میں سات شرطیں ہیں: ❶ اسلام ❷ حج فرض ہونے کا علم ہونا ❸ بلوغ ❹ عقل ❺ آزاد ہونا ❻ استطاعت وقدرت ❼ حج کا وقت ہونا۔[1]

مسئلہ: حج فرض ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، کافر پر حج فرض نہیں ہوتا، اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں اتنا مال دار ہوگیا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس پر حج فرض ہوتا لیکن کفر کی حالت میں ہی وہ فقیر ہوگیا اور فقیر ہونے کے بعد مسلمان ہوا تو اس پر حج فرض نہیں ہوا۔[2]

مسئلہ: اگر کفر کی حالت میں کوئی حج کرلے اور پھر مسلمان ہوجائے، تو اس کا حج ادا نہیں ہوا، اب اگر شرائط پائے جاتے ہیں، تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر کافر نے کسی مسلمان کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرایا، تو وہ بھی صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی مسلمان نے حج کیا، لیکن (نعوذ باللہ) پھر کافر ہوگیا، اس کے بعد پھر مسلمان ہوگیا، تو اب اگر حج کی شرائط موجود ہیں، تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔[4]

---

❶ شروع فی بیان شروط الحج و جعلها فی اللباب اربعة انواع......الخ (راجع للتفصیل البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۳۸)

❷ (واما شرائط وجوبه) فمنها الاسلام حتی لو ملک مابه الاستطاعة حال کفره ثم اسلم بعد ما افتقر لا یجب الخ (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک الباب الاول وام شرائط وجوبه ۱/۲۱۶)

❸ ومنها الاسلام فی حق احکام الدنیا بالاجماع حتی لو حج الکافر ثم اسلم یجب علیه حجة الاسلام الخ (بدائع الصنائع کتاب الحج واما شرائط فرضیته ص ۲/۱۲۰ سعید)

❹ ولو حج ثم ارتد والعیاذ بالله ثم اسلم لزمه اخری الخ (غنیة الناسک فصل واما شرائط صحة الاداء ص ۳۱)

مسئلہ: حج فرض ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ اور پاگل پر حج فرض نہیں ہوتا۔[۱]

مسئلہ: نابالغ بچہ نے حج کا احرام باندھا، اس کے بعد بالغ ہوگیا اور حج کرلیا، تو حج فرض ادا نہ ہوگا، البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا، تو حج فرض ادا ہو جائے گا۔[۲]

مسئلہ: کسی مجنون نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے ہوش آگیا اور جنون جاتا رہا، تو اگر اس کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا، تب تو حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر دوبارہ احرام نہیں باندھا، تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔[۳]

مسئلہ: جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے پاس نہیں رہتے، ان پر حج فرض ہونے کے لئے استطاعت یعنی سواری اور اتنا سرمایہ ہونا شرط ہے، کہ وہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک جاسکیں اور واپس آسکیں۔[۴]

مسئلہ: سرمایہ ان ضروریات کے علاوہ ہونا چاہیے: ❶ رہنے کا مکان ❷ پہننے کے کپڑے ❸ اسباب خانہ داری ❹ نوکر چاکر ❺ اپنے اہل وعیال کا خرچ واپسی تک ❻ قرض ❼ سواری۔[۵]

مسئلہ: عورت کے پاس اگر اتنی مقدار میں زیور ہے کہ اس کو بیچ کر حج کی ادائیگی کے لئے خرچ کا انتظام ہوسکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے۔[۶]

مسئلہ: دوکاندار کے لئے اتنا سامان تجارت جس سے گزر اوقات کرسکے اور کاشتکار کے لئے ہل، بیل اور

---

❶ (الثالث البلوغ)........(فلايجب على صبی)..........فلو احرم ثم بلغ ففلو جدد احرامه يقع عن فرضه والا فلا........ (الرابع العقل)..........(فلايلزم المجنون والمعتوه) الخ (مناسک ملاعلی قاری باب شرائط اللحج ص ۳۹،۳۸)

❷ (الثالث البلوغ)........(فلايجب على صبی)..........فلو احرم ثم بلغ ففلو جدد احرامه يقع عن فرضه والا فلا........ (الرابع العقل)..........(فلايلزم المجنون والمعتوه) الخ (مناسک ملاعلی قاری باب شرائط اللحج ص ۳۹،۳۸)

❸ حوالہ بالا

❹ ومنها ملک الزاد والراحلة فی حق النائی عن مکة........واالثانی فی تفسیر الزاد والراحلة الخ (بدائع الصنائع کتاب الحج واما شرائط فرضيته ص ۱۲۲/۲ سعید)

❺ ومعنى القدرة على زاد وراحلة ملک مال يبلغه الى مكة ....فاضلا عن حوائجه الاصلية المذكورة ۔۔۔الخ (غنية الناسک باب شرائط الحج فصل اما شرائط الوجوب ص ۱۹)

❻ ومعنى القدرة على زاد وراحلة ملک مال يبلغه الى مكة ....فاضلا عن حوائجه الاصلية المذكورة ۔۔۔الخ (غنية الناسک باب شرائط الحج فصل اما شرائط الوجوب ص ۱۹

عالم کے لئے ضروری کتابیں ضروریات میں سے ہیں، ان چیزوں کے علاوہ سرمایہ معتبر ہوگا اور ہر پیشہ والے کا یہی حکم ہے، کہ اس کے پیشے کے اوزار اور ضروری سامان اس کی ضروریات میں شامل ہوں گے۔[۱]

مسئلہ: سرمایہ اور مال سے مراد وہ مال ہے، جو اپنی جائز کمائی کا ہوا اور خود اس کا مالک ہو۔[۲]

مسئلہ: سواری کا مالک ہونا ضروری نہیں ہے، اگر کرایہ پر سواری مل گئی، تو وہ بھی کافی ہے۔[۳]

مسئلہ: مکہ مکرمہ والے یا جو لوگ مکہ مکرمہ کے قریب رہتے ہیں اور پیدل سفر کر سکتے ہیں، ان کے لئے سواری شرط نہیں، ہاں اگر چل نہیں سکتے، تو ان کے لئے بھی باہر کے رہنے والوں کی طرح سواری شرط ہے اور ضروری زادراہ مکہ مکرمہ والوں کے لئے بھی شرط ہے۔[۴]

مسئلہ: اگر باہر کا رہنے والا فقیر شخص میقات تک پہنچ گیا اور چلنے پر قادر ہے، تو اس کے لئے بھی مکہ مکرمہ والوں کی طرح سواری شرط نہیں، زادراہ شرط ہے۔[۵]

مسئلہ: سواری ایسی ہونی ضروری ہے کہ جس سے کوئی شدید تکلیف نہ ہو اور اس میں ہر شخص کی حالت کا اعتبار ہوگا اور اس کی حیثیت کے مطابق عرف و عادت کے اعتبار سے سواری معتبر ہوگی، یہ ضروری نہیں کہ مکہ مکرمہ سے موٹر ہی میں جانا ضروری ہے، جہاز اور ریل میں بھی پہلے درجہ، دوسرے درجہ کا ٹکٹ ہونا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص تیسرے درجہ میں کبھی سفر نہیں کرتا اور اس میں سفر کرنے سے شدید تکلیف کا اندیشہ غالب ہے، تو اس کے لئے پہلے یا دوسرے درجہ کے ٹکٹ کا اعتبار ہوگا۔[۶]

مسئلہ: مستقل سواری کا ہونا ضروری نہیں ہے، زادِراہ اور توشہ میں بھی ہر شخص کا اس کے حال کے موافق اعتبار ہوگا، جو شخص عام طور سے جیسا کھاتا پیتا ہے، اس کے لئے اسی کا لحاظ ہوگا۔[۷]

---

① ثم القدرة علی الزاد لا تثبت الا بالملک الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۸)

② ثم القدرة علی الزاد لا تثبت الا بالملک الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۸)

③ و القدرة علی الراحلة لا تثبت الا بالملک و الاجارة الخ (البحر الرائق کتاب الحج ۲/۵۴۸)

④ (و الزاد فقط فی حق المکی) ای و من فی حکمه ممن لیس یوجد فی حقه تلک المسافة (ان قدر علی المشی) الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۴۱)

⑤ (و الفقیر الافاقی اذا وصل الی میقات فهو کالمکی) الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۴۱)

⑥ و اما المحفة .... و لا یخفی منابذته لما قرروه من انه یعتبر فی کل ما یلیق بحاله عادة و عرفا الخ (ارشاد الساری علی مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۴۳)

⑦ (المعتبر) ای شرعا (فی حق کل) ای احد من مریدی الحج (ما یلیق بحاله) ای عرفا او عادة (من شق محمل) الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۴۶)

مسئلہ: زادراہ سے مراد متوسط درجہ کی مقدار کا زادراہ ہے، جس میں فضول خرچی بھی نہ ہو اور کنجوسی بھی نہ ہو۔[1]

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے کسی کو مال ہدیہ کرتا ہے، تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں، خواہ ہدیہ کرنے والا اجنبی شخص ہو، یا اپنا رشتہ دار، ماں، باپ، بیٹا وغیرہ لیکن اتنا مال کسی نے ہدیہ کیا اور اس کو قبول کرلیا، تو حج فرض ہوجائے گا۔[2]

مسئلہ: کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے، کہ اس کا ایک حصہ رہنے کیلئے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کرسکتا ہے، تو اس کو بیچنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔[3]

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے، کہ اس کو بیچ کر حج بھی کرسکتا ہے اور چھوٹا سا مکان بھی خرید سکتا ہے، تو اس کا بیچنا ضروری نہیں، اگر بیچ کر حج کرے تو افضل ہے۔[4]

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا غلہ موجود ہے، کہ اس کو سال بھر کے لئے کافی ہے، تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب نہیں، ہاں اگر سال بھر سے زائد کے لئے کافی ہے اور زائد کو بیچ کر حج کرسکتا ہے، تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے۔[5]

مسئلہ: اگر کسی کے پاس اتنی زمین قابل کاشت ہے، کہ اگر تھوڑی سی اس میں سے فروخت کردے، تو اس کے حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئے گا اور باقی زمین اتنی باقی رہے گی، کہ واپس آکر اس سے گزر کرسکتا ہے، تو اس پر حج فرض ہے اور اگر فروخت کرنے کے بعد گزر بسر کے لائق نہیں بچتی، تو حج فرض نہیں۔[6]

---

❶ ویعتبر فی نفقتہ و نفقۃ عیالہ الوسط من غیر تبذیر و لا تقتیر (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۱۷)

❷ ولو وھب لہ مال لیصح بہ لا یجب علیہ قبولہ الخ (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۱۷)

❸ ولو کان لہ منزل یکفیہ بعضہ لا یلزمہ بیع الفاضل لاجل الحج ....وان اخذ بہ فھو افضل (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۱۸،۲۱۷)

❹ ولو کان لہ منزل یکفیہ بعضہ لا یلزمہ بیع الفاضل لاجل الحج ....وان اخذ بہ فھو افضل (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۱۸،۲۱۷)

❺ ولو کان عندہ طعام سنۃ ولو اکثر لزمہ بیع الزائد (رد المحتار کتاب الحج ۲/۴۶۲ سعید)

❻ وان کان صاحب ضیعۃ ان کان لہ من الضیاع ما لو باع مقدار ما یکفی الزاد والراحلۃ ...... یفترض علیہ ولحج والا فلا (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۱۸)

مسئلہ: ایک شخص کے پاس حج کے لائق مال موجود ہے، لیکن اس کو مکان کی ضرورت ہے، تو اگر حج پر جانے کا وقت ہے، یعنی اس وقت عام طور سے وہاں کے لوگ حج کو جاتے ہیں، تو اس پر حج کرنا فرض ہے، مکان میں صرف کرنا جائز نہیں، البتہ اگر حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں ہے، تو مکان میں صرف کرنا جائز ہے۔[۱]

مسئلہ: اگر کسی شخص کے پاس حج کے لائق روپیہ موجود ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے، تو اگر حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت ہے، تو اس پر حج کرنا واجب ہے، اور اگر ابھی حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت نہیں آیا، تو نکاح کرسکتا ہے، لیکن اگر یہ یقین ہے، کہ اگر نکاح نہ کیا تو زنا میں مبتلا ہو جائے گا، تو پہلے نکاح کرے، حج نہ کرے۔[۲]

مسئلہ: زادراہ میں سرکاری محصول، معلمین کی فیس اور دیگر اخراجات ضروریہ جو حاجیوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں، سب داخل ہیں۔[۳]

مسئلہ: تحائف وتبرکات پر جو رقم خرچ ہوگی، وہ زادراہ میں شمار نہیں ہوگی۔[۴]

مسئلہ: مدینہ منورہ کے سفر کے اخراجات بھی زادراہ میں شمار نہیں ہیں، مدینہ منورہ کی حاضری بڑی نعمت ہے، لیکن حج فرض ہونے میں اس کو دخل نہیں، جس کو اللہ تعالیٰ وسعت دے اس کو ضرور جانا چاہیے اور جس کے پاس صرف حج کے لائق روپیہ ہو، اس کو محض اس وجہ سے کہ مدینہ منورہ کیلئے روپیہ نہیں ہے، حج کو مؤخر نہ کرنا چاہیے۔[۵]

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا مال موجود تھا، کہ اس پر حج فرض ہو گیا، لیکن اس نے حج نہیں کیا اور پھر

---

[۱] وان لم یکن لہ مسکن.........لکن ھذا اذا کان وقت خروج اھل بلدہ (ردالمحتار کتاب الحج ۳/۵۲۸ رشیدیہ)

[۲] لو الف وخاف العزوبۃ ان کان.........لانہ اذا خاف الزنا فالتزوج واجب (غنیۃ الناسک باب شرائط الحج فصل اما شرائط الوجوب ص ۲۰)

[۳] وتعتبر مع نفقۃ الطریق نفقۃ العکس والخفارۃ فیشترط القدرۃ علیھا ایضا (غنیۃ الناسک باب شرائط الحج فصل اما شرائط الوجوب ص ۲۰)

[۴] تنبیہ لیس من الحوائج الاصلیۃ ماجرت بہ العادۃ المحدثۃ برسم الھدایۃ (ردالمحتار کتاب الحج ۳/۵۲۸ رشیدیہ)

[۵] (ومنھا القدرۃ علی الزاد والراحلۃ) وتفسیر ملک الزاد والراحلۃ ان یکون لہ مال فاضل الخ (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۱۷)

فقیر ہو گیا،تو اس کے ذمہ حج باقی رہے گا،اس کو حج کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔[۱]

مسئلہ: حرام مال سے حج کرنا حرام ہے،اگر اس نے حج کیا،تو فرض ادا ہو جائے گا،لیکن حج مقبول نہ ہوگا۔[۲]

مسئلہ: ایک شخص پر حج فرض نہیں تھا اور اس نے پیدل حج کر لیا اور حج فرض کی نیت کی، یا صرف حج کی نیت کی (فرض یا نفل یا نذر کا ارادہ اور ذکر نہیں کیا)،تو حج فرض ادا ہو گیا،اس کے بعد اگر مالدار ہو جائے گا،تو دوبارہ حج فرض نہ ہوگا،لیکن اگر پہلے نفل کی نیت سے حج کیا تھا،تو مال دار ہونے پر دوبارہ حج فرض ہو جائے گا۔[۳]

مسئلہ: حج فرض ہونے کے لئے شروع کی چھ شرطوں کے ساتھ وقت کا ہونا بھی شرط ہے،کہ حج کے مہینوں،یعنی شوال،ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے،یا ایسا وقت ہو،کہ اس جگہ کے لوگ عام طور سے اس وقت حج کو جاتے ہیں۔[۴]

مسئلہ: ابھی حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں آیا اور حج کی سب شرائط موجود ہیں،تو ابھی حج فرض نہیں ہوا،اگر اس وقت سے پہلے کسی کام میں روپیہ صرف کر دیا،تو اس پر حج فرض نہیں،لیکن اس نیت سے روپیہ صرف کرنا،کہ حج نہ کرنا پڑے،مکروہ ہے۔[۵]

شرائطِ وجوبِ ادا

وہ شرائط ہیں جن کا حج کے فرض ہونے سے کوئی تعلق نہیں،لیکن حج کا ادا کرنا ان شرائط کے پائے جانے کے وقت واجب ہوتا ہے،اگر شرائط وجوب اور شرائط وجوب ادا دونوں موجود ہوں،تو

---

[۱] و کذلک لو لم یحج حتی افتقر تقرر وجوبہ دینا فی ذمتہ بالاتفاق (غنیۃ الناسک باب شرائط الحج فصل فیما اذا وجد شرائط الوجوب ص ۳۳)

[۲] ویجتھد فی تحصیل نفقۃ حلال فانہ لایقبل الحج بالنفقۃ الحرام مع انہ یسقط الفرض (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب المناسک الباب الاول ۱/۲۲۰)

[۳] (واما الفقیر)......(ومن بمعناہ).....(اذا حج سقط عنہ الفرض ان نواہ).....الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۶۳)

[۴] (السابع) من شرائط الوجوب (الوقت وھو اشھر الحج)....الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۴۹)

[۵] ثم ما ذکرنا من الشرائط لوجوب الحج من الزاد والراحلۃ وغیر ذلک یعتبر وجودھا وقت خروج اھل بلدہ (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما شرائط فرضیتہ ۲/۱۲۵)

پھر انسان کو خود حج کرنا فرض ہے اور اگر شرائط وجوب تمام موجود ہوں، لیکن شرائط وجوب ادا میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو، تو پھر خود حج کرنا واجب نہیں ہوتا، بلکہ ایسی صورت میں اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص سے فی الحال حج کرانا، یا بعد میں حج کرنا، یا حج کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔

اس قسم میں پانچ شرطیں ہیں: ❶ تندرست ہونا ❷ قید یا بادشاہ کی طرف سے ممانعت نہ ہونا ❸ راستہ پر امن ہونا (یہ تین شرائط تو عورت مرد سب کے لئے ہیں) ❹ عورت کے لئے محرم ہونا ❺ عورت کا عدت میں نہ ہونا (یہ اخیر کی دو شرطیں عورتوں کے لئے زائد ہیں)۔[1]

مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو، مریض ہو، یا اندھا ہو، یا مفلوج ہو، یا لنگڑا وغیرہ ہو اور خود سفر نہ کر سکتا ہو اور ساری شرائط حج کی موجود ہوں، تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں، بعض علماء کہتے ہیں کہ حج فرض ہو جاتا ہے اور بہت سے علماء نے اسی کو صحیح کہا ہے اور اس کو اختیار کیا ہے کہ اس پر حج واجب ہے اور ان کے قول کے مطابق ایسا شخص اگر حج نہ کر سکے، تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر خود حج کر لے گا، تو حج ہو جائے گا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر حج واجب نہیں، نہ ہی اس پر حج بدل کرانا، یا وصیت کا کرنا واجب ہے۔[2]

نوٹ: یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت حاصل ہوئی ہو، اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا اور پھر بیمار اور معذور ہو گیا، تو بالاتفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج بدل کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے، اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں۔[3]

مسئلہ: اگر کوئی شخص قید میں ہے، یا بادشاہ اس کو حج کے لئے جانے سے منع کرتا ہے، تو اس پر خود حج کرنا واجب نہیں، لیکن اگر حج کرنے کا موقع نہ ملا، تو حج بدل کرانے کی وصیت کرنا واجب ہے۔[4]

مسئلہ: کسی شخص کے ذمہ کسی کا حق ہے (قرض وغیرہ) اور اس کی وجہ سے قید کر دیا گیا اور حج فرض ہے

---

❶ والنوع الثانی: شروط الاداء وھی التی ان وجدت بتمامھا الخ (ردالمحتار کتاب الحج ۵۲۴/۳، ۵۲۳ رشیدیه)

❷ قال ابن عابدین رحمه الله تعالی (قوله (صحیح لابدن) ای سالم عن الافات المانعة الخ (رد المحتار کتاب الحج ۵۲۴/۳، ۵۲۳ رشیدیه)

❸ والنوع الثانی: شروط الاداء وھی التی ان وجدت بتمامھا الخ (ردالمحتار کتاب الحج ۵۲۴/۳، ۵۲۳ رشیدیه)

❹ (الثالث) ای من شرائط الاداء علی الصحیح کما ذکرہ ابن الھمام (عدم الحبس)......الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۵۵)

اوراس حق کے ادا کرنے پر قدرت بھی ہے، تو یہ حج کے لئے عذر نہ ہوگا، حج کرنا واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: عورت کے حج کرنے کے لئے کسی دین دار محرم، یا شوہر کا ہونا بھی شرط ہے، اگر کوئی محرم موجود نہ ہو، یا ہے لیکن ساتھ جانے کو تیار نہیں، اسی طرح شوہر بھی ساتھ جانے کو تیار نہیں، تو حج کے لئے جانا واجب نہیں، اگر حج نہ کرسکی تو حج کرانے کی وصیت کرنی واجب ہوگی۔[2]

مسئلہ: محرم وہ مرد ہے، جس سے نکاح کسی وقت بھی جائز نہ ہو، چاہے نسب کے اعتبار سے، یعنی رشتہ دار ہو، یا رضاعت یعنی دودھ کی شرکت کے اعتبار سے، جیسے بھائی، بھتیجے، تایا، چچا وغیرہ یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے، جیسے داماد اور سسر، مگر اس زمانہ میں سُسرالی رشتہ اور دودھ کے رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔[3]

مسئلہ: محرم کا عاقل، بالغ اور دین دار ہونا شرط ہے، اسی طرح شوہر کے لئے بھی عقل اور بلوغ اور دین دار ہونا شرط ہے، اگر محرم یا شوہر فاسق ہو، تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں، اسی طرح لااُبالی اور بے پرواہ بھی نہ ہو۔[4]

مسئلہ: جو لڑکا ہوشیار اور قریب بالغ ہونے کے ہے، وہ بالغ کے حکم میں ہے اس کے ساتھ جانا جائز ہے۔[5]

مسئلہ: اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی محرم موجود نہیں ہے، تو حج کرنے کے لئے اُس پر نکاح کرنا واجب نہیں۔[6]

مسئلہ: اگر بلا محرم یا شوہر کو ساتھ لئے کوئی عورت حج کو جائی گی تو حج ہوجائے گا لیکن گناہ گار ہوگی۔[7]

مسئلہ: محرم کا مسلمان ہونا، یا آزاد ہونا شرط نہیں، بلکہ غلام اور کافر بھی محرم ہوسکتا ہے، لیکن اگر محرم مجوسی

---

[1] والظاهر انه لو كان حبسه لمنعه حقاقادرا على ادائه لايسقط عنه وجوب الاداء (ردالمحتار كتاب الحج ۳/۴۶۴ رشيديه)

[2] (ومحرم او زوج لامراة في سفر) اى وبشرط محرم الخ (البحر الرائق كتاب الحج ۲/۵۵۱)

[3] والمحرم من لايجوز مناكحتها على التابيد بقرابة الخ (ردالمحتار كتاب الحج ۳/۵۳۱ رشيديه)

[4] الرابع اى: من شرائط الاداء في خصوص حق النساء (المحرم الامين) ....الخ (مناسك ملاعلى قارى باب شرائط الحج ۵۵)

[5] والمراهق كبالغ (غنية الناسك واما شرائط وجوب الاداء ص ۲۷)

[6] ولهذا قالوا في المراة التي لازوج لها ..... انه لايجب عليها ان تتزوج الخ (بدائع الصنائع كتاب الحج واما شرائط فرضيته ۲/۱۲۴)

[7] ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة .... اى التحريمية للنهى في حديث الصحيحين لاتسافر امراة ثلاثة الا ومعها محرم (ردالمحتار كتاب الحج ۳/۵۳۴، ۵۳۳ رشيديه)

ہو،تو اس کا اعتبار نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک محرمات سے بھی نکاح جائز ہے، مجوسی کے علاوہ اور کافر اگرچہ محرم بن سکتے ہیں، لیکن اس زمانہ میں کافر کا اعتبار نہیں، اندیشہ ہے کہ وہ عورت کو اسلام سے ہٹانے کی کوشش کرے گا، اس لئے اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔[1]

مسئلہ: اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے جانے پر تیار نہ ہو، تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچہ پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوب حج کے لئے شرط ہوگا، ہاں اگر وہ اپنے خرچہ سے جانے کے لئے تیار ہوں، تو پھر عورت پر واجب نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: حج کرنے کے لئے محرم اور شوہر کو ساتھ لے جانے پر عورت مجبور نہیں کرسکتی۔[3]

مسئلہ: بوڑھی عورت اور ایسی لڑکی کے لئے بھی جو بالغ ہونے کے قریب ہے، محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔[4]

مسئلہ: خنثی مشکل (جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامات پائی جاتی ہوں) کے لئے بھی محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔[5]

مسئلہ: عورت پر حج فرض ہوگیا اور محرم بھی جانے کے لئے موجود ہے، تو شوہر اس کو حج فرض سے نہیں روک سکتا، ہاں اگر محرم ساتھ نہ ہو، یا حج نفل ہو، تو روک سکتا ہے۔[6]

مسئلہ: اگر عورت نے حج کی نذر مانی، تو نذر صحیح ہوگئی، لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر حج کے لئے نہیں جاسکتی، اگر حج نہ کرسکے، تو اپنے مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کردے۔[7]

---

[1] ویشترط ان یکون المحرم او الزوج ماموناعاقلا بالغا ......غیر فاسق ...الا ان یعتقد حل مناکحتها کالمجوسی الخ (غنیۃ الناسک فصل واما شرائط وجوب الاداء ص ۲۶)

[2] (مع وجوب النفقۃ الخ) ای فیشترط ان تکون قادرۃ علی نفقتها و نفقته (ردالمحتار کتاب الحج ۲/۵۳۲/۳ رشیدیه)

[3] فان امتنع الزوج او المحرم عن الخروج لا یجبران علی الخروج (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما شرائط فرضیته ۲/۱۲۳)

[4] سواء کانت المراۃ شابۃ او عجوزا انها لاتخرج.........فاذا بلغت حد الشهوۃ لا تسافر بغیر محرم (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما شرائط فرضیته ۲/۱۲۴)

[5] والخنثی المشکل یشترط فی حقه مایشترط فی حق الانثی احتیاطا (غنیۃ الناسک فصل واما شرائط وجوب الاداء ص ۲۹)

[6] ولو کان معها محرم فلها ان تخرج مع المحرم فی الحجۃ الفریضۃ من غیر اذن زوجها ...... لو ارادت الخروج الی حجۃ التطوع فللزوج ان یمنعها (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما شرائط فرضیته ۲/۱۲۴)

[7] (ولیس للزوج ان یمنعها) ای اذا کان (معها محرم والا فله ان یمنعها کما یمنعها من غیر حجۃ الاسلام ولو واجبۃ بصنعها کالمنذورۃ (رد المحتار کتاب الحج ۲/۴۶۵ سعید)

مسئلہ: اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے، تو ولی یا شوہر کو روکنے کا حق ہے۔[1]

مسئلہ: شوہر کو یہ حق ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے، یا اس شہر کے حاجی جس وقت عام طور سے جاتے ہیں، اس سے پہلے اگر عورت حج کے لئے جائے، تو روک دے، لیکن اگر ایک دو روز پہلے جا رہی ہو، تو نہیں روک سکتا۔[2]

مسئلہ: عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم کے حج کے لئے جانا جائز نہیں۔[3]

مسئلہ: عورت پر حج کے لئے جانا اس وقت واجب ہے، جب عدت میں نہ ہو، اگر عدت میں ہے، تو جانا واجب نہیں اور عدت چاہے موت کی ہو، یا فسخِ نکاح اور طلاق وغیرہ کی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔[4]

مسئلہ: عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی، تو حج ہو جائے گا، لیکن گناہ گار ہوگی۔[5]

مسئلہ: اگر راستہ میں شوہر طلاق رجعی دے دے، تو عورت کو شوہر کے ساتھ ہی رہنا چاہیے، چاہے آگے جائے یا واپس آجائے اور شوہر کو بھی عورت سے علیٰحدہ نہ ہونا چاہیے اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ طلاق سے رجوع کر لے۔[6]

مسئلہ: اگر شوہر نے سفر میں طلاق بائن دی اور اس کے وطن اور مکہ مکرمہ کے درمیان مدتِ سفر یعنی تین روز کی مسافت (اڑتالیس میل تقریباً 78 کلومیٹر) سے کم ہے، تو عورت کو اختیار ہے، چاہے وطن واپس چلی جائے، یا مکہ مکرمہ چلی جائے، چاہے محرم ساتھ ہو، یا نہ ہو اور شہر میں ہو، یا جنگل میں ہو، مگر وطن واپس چلے جانا افضل ہے اور اگر ایک طرف مدت سفر زیادہ ہے اور ایک طرف کم، تو جس طرف کم ہو، ادھر جائے، جس طرف مسافت زیادہ ہو، اس طرف نہ جائے اور اگر دونوں کے درمیان میں مدت سفر کی مسافت سے زیادہ ہو اور شہر میں ہے، تو اس کو اسی شہر میں عدت گزارنی

---

[1] ولو ارادان تحج ماشية كان لوليها وزوجها منعها (غنية الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۲۹)

[2] هذا اذا خرجت عند خروج اهل بلدها او قبله بيوم او يومين ولو قبله يمنعها (غنية الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۲۸)

[3] (ومحرم او زوج لامراة فی سفر)............فافاد هذا كله ان النسوة الثقات لاتكفى قياسا الخ (البحر الرائق كتاب الحج ۲/۱۵۵)

[4] والخامس عدم عدة عليها مطلقا سواء كانت من طلاق بائن الخ (غنية الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۲۹)

[5] فان حجت وهی فی العدة جازت بالاتفاق و كانت عاصية (غنية الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۲۹)

[6] فان كان الطلاق رجعيا تبعت زوجها رجع او مضى......والافضل ان يراجعها (غنية الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۲۹)

چاہیئے، اگرچہ محرم بھی ساتھ ہو، یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں، کہ اگر محرم موجود ہو، تو عدت ختم کرنے سے پہلے بھی اس کو اس شہر سے نکلنا جائز ہے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی گاؤں یا جنگل میں عدت لازم ہوگئی اور وہاں جان و مال کا خطرہ ہے، تو اس جگہ سے کسی ایسے گاؤں یا شہر میں جانا کہ جہاں امن ہو، جائز ہے۔[2]

شرائط صحت ادا

یعنی وہ شرطیں جن کے بغیر حج نہیں ہوتا۔

❶ اسلام: اس کا بیان اور مسائل پہلے گزر چکے ❷ احرام: بلا احرام کے اگر کوئی حج کے افعال کرلے گا تو حج صحیح نہ ہوگا ❸ حج کا زمانہ ہونا: یعنی حج کے مہینوں میں افعال حج یعنی طواف، سعی، وقوف وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات میں کرنا ❹ مکان: یعنی ہر چیز کو اس کی متعین جگہ میں کرنا مثلاً وقوف کا عرفہ میں ہونا اور طواف کا مسجد حرام میں ہونا، ذبح کا حدودِ حرم میں ہونا اور رمی کا منیٰ میں ہونا، اگر کوئی شخص حج کے افعال کو چاہے وہ فرض ہوں، یا واجب، یا سنت اس کی خاص جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کرے گا، تو وہ افعال صحیح نہ ہوں گے ❺ تمیز اور ❻ عقل ❼ احرام کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کا نہ ہونا: اگر جماع کرلیا تو حج صحیح نہ ہوگا، اگرچہ سب افعال پورے کرنے ہوں گے اور بعد میں قضاء بھی کرنی ہوگی ❽ جس سال احرام باندھے اسی سال حج کرنا ❾ افعال حج خود کرنا۔[3]

شرائط وقوعِ فرض

یعنی وہ شرائط جن کا پایا جانا حج کے فرائض واقع ہونے اور ذمہ سے ساقط ہونے کے لئے ضروری ہے۔

---

❶ فان کان الطلاق.........بائنا فان کان الی کل من بلدھا و مکۃ اقل من مدۃ سفر تخیرت (غنیۃ الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۲۹)

❷ و ان کانت فی قریۃ او مفازۃ لاتامن علی نفسھا فلھا ان تمضی الی موضع امن (غنیۃ الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۳۰)

❸ و اما شرائط صحۃ الاداء فتسعۃ: الاسلام و الاحرام و الزمان و المکان الخ (غنیۃ الناسک فصل و اما شرائط وجوب الاداء ص ۳۰)

❶ حج کے وقت مسلمان ہونا ❷ آخر عمر تک اسلام کا باقی رہنا، اگر کوئی شخص العیاذ باللہ حج کے بعد کافر ہوگیا، تو اس کا پہلا حج معتبر نہ ہوگا، دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد پھر کرنا واجب ہوگا، بشرطیکہ شرائط موجود ہوں ❸ آزاد ہونا ❹ بالغ ہونا ❺ عاقل ہونا ❻ حج خود کرنا، جبکہ قدرت ہو ❼ حج کو جماع سے فاسد نہ کرنا ❽ کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت نہ کرنا ❾ نفل کی نیت نہ کرنا۔[1]

مسئلہ: اگر غلام یا نابالغ یا مجنون نے حج کیا وہ حج فرض نہ ہوگا، بلکہ غلام کو آزاد ہونے، نابالغ کو بالغ ہونے اور مجنون کو اچھا ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا، بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔[2]

مسئلہ: اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص مجنون ہوگیا، یا احرام سے پہلے مجنون تھا، مگر احرام کے وقت افاقہ ہوگیا اور احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا، اس کے بعد پھر مجنون ہوگیا اور تمام افعال اس کو ساتھ لے کر ولی نے کرا دیئے، تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا، البتہ طوافِ زیارت افاقہ ہونے کے بعد خود ادا کرنا ضروری ہوگا۔[3]

نوٹ: اگر شرائط وجوب پائے جانے کے باوجود کسی شخص نے خود حج نہیں کیا، تو اس کو حج بدل کی وصیت کرنی واجب ہے، خواہ شرائط ادا پائے گئے ہوں، یا نہ پائے گئے ہوں اور اگر شرائط ادا تو پائے گئے، لیکن شرائط وجوب نہیں پائے گئے، تو وصیت واجب نہیں، کیونکہ شرائط وجوب کے نہ پائے جانے کی صورت میں حج فرض نہیں ہوا۔[4]

---

❶ و اما شرائط وقوع الحج عن الفرض فالاسلام وبقاؤہ الی الموت و العقل و الحریۃ الخ (غنیۃ الناسک فصل و اما شرائط وقوع الحج ص ۳۲)

❷ وھؤلاء لو حجوا و لو بعد الاستطاعۃ لا یسقط عنھم الفرض ویجب علیھم ثانیا اذا استطاعوا (غنیۃ الناسک فصل و اما شرائط وقوع الحج ص ۳۲)

❸ فان المجنون و ان صح مباشرۃ ولیہ عنہ فانہ یصیر نفلا لا فرضا نعم لو کان حال الاحرام مفیقا یعقل النیۃ و التلبیۃ و اتی بھما .... الخ (مناسک ملا علی قاری باب شرائط الحج ص ۶۲)

❹ فان کان استجمع فیہ شرائط الوجوب دون الاداء وجب علیہ الحج ولکن لا یجب علیہ ادائہ ببدنہ الخ (غنیۃ الناسک باب شرائط الحج ص ۳۳)

فرائض حج

حج کے تین فرائض ہیں:

❶ احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ کہنا، احرام کا تفصیلی بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

❷ وقوف عرفات یعنی ۹ ذی الحجہ کو زوالِ آفتاب کے وقت سے ۱۰ ذِی الحجہ کو صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔

❸ طواف زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک کیا جاتا ہے۔[۱]

مسئلہ: ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔[۲]

مسئلہ: ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مقام اور وقت میں کرنا بھی واجب ہے۔[۳]

مسئلہ: حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفات سے پہلے جماع نہ کرنا بھی واجب ہے، بلکہ فرائض کے ساتھ ملا ہوا ہے، اگر کسی نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفات سے پہلے جماع کرلیا تو اس کا حج فاسد ہوجائے گا اگلے سال اس حج کی قضاء کرنی ہوگی اور اس فاسد حج کے بھی تمام افعال ادا کرنے ہوں گے۔[۴]

ارکانِ حج

حج کے دو رکن ہیں:

❶ طوافِ زیارت ❷ وقوف عرفہ۔[۵]

---

❶ اما فرائض الحج وھی اعم من الشرائط فثلاث الاول الاحرام قبل الوقوف بعرفة.....والثانی....الخ (غنیة الناسک فصل باب فرائض الحج وواجباته ۴۴)

❷ وحکم الفرائض انه لا یحج الا بها (غنیة الناسک باب فرائض الحج وواجباته ۴۵)

❸ تتمة: بقی من فرائض الحج فیه الطواف والترتیب بین الفرائض الخ (ردالمحتار کتاب الحج ۲/۴۶۷ سعید)

❹ والحق بها ترک الجماع قبل الوقوف الخ (ردالمحتار کتاب الحج ۲/۴۶۷ سعید)

❺ (والوقوف بعرفة) (واکثر طواف الزیارة) ای فی محله وھما رکنان.. (مناسک ملا علی قاری باب فرائض الحج فصل فی فرائضه ص ۷۳)

واجباتِ حج

حج کے چھ واجبات ہیں:

❶ مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔

❷ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

❸ رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا۔

❹ حج قران اور حج تمتع کرنے والے کے لئے قربانی کرنا۔

❺ حلق یعنی سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی بال کتروانا۔

❻ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طواف وداع کرنا۔[1]

نوٹ: بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کئے ہیں، وہ حقیقت میں حج کے واجبات نہیں ہیں، بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں، مثلاً بعض احرام کے ہیں، بعض طواف کے ہیں، حج کے واجبات بلا واسطہ صرف چھ ہیں، افعالِ حج کے واجبات ان شاء اللہ ان افعال کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے۔[2]

مسئلہ: واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے گا، تو حج ہو جائے گا، چاہے جان بوجھ کر چھوڑا ہو یا بھول کر، لیکن اس کی جزا قربانی یا صدقہ کی صورت میں لازم ہوگی، جیسا جنایات کے بیان میں آئے گا، البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزا لازم نہیں آئے گی۔[3]

حج کی سنتیں

❶ حج افراد کرنے والے آفاقی اور حج قران کرنے والے کو طواف قدوم کرنا۔

---

❶ واما واجباته فستة: وقوف جمع فی وقته ولو لحظة والسعی بین الخ (غنیة الناسک فصل واما واجباته الخ ص ۴۵)

❷ (وواجبه) نیف وعشرون (وقوف جمع) وهو المزدلفة الخ (رد المحتار کتاب الحج ۲/ ۴۶۸، ۴۶۷ سعید)

❸ (وحکم الواجبات لزوم الجزاء) ای: الدم..... (بترک واحد منها) .. الخ (مناسک ملا علی قاری باب فرائض الحج فصل فی واجباته ص ۷۲)

❷ امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا، ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں اور نویں ذی الحجہ کو عرفات میں اور گیارہویں کو منیٰ میں۔

❸ نویں ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں رہنا۔

❹ نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جانا۔

❺ عرفات سے امام کے چلنے کے بعد چلنا، یعنی غروب آفتاب کے بعد نکلنا۔

❻ مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے رات کو ٹھہرنا۔

❼ ایام منیٰ (دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی درمیانی راتیں) میں رات کو منیٰ میں رہنا۔

❽ منیٰ سے واپسی میں محصب میں ٹھہرنا، اگرچہ کچھ لمحہ ہی ہو۔

❾ اگر طواف قدوم کے بعد حج کی سعی کرنی ہو تو طواف قدوم میں رمل کرنا اور اگر طواف قدوم کے بعد حج کی سعی نہیں کرنی تو پھر طواف زیارت میں رمل کرنا سنت ہے۔

❿ عرفات میں غسل کرنا۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سنتیں ہیں، جو مسائل وافعال حج کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ موقع بہ موقع ذکر کی جائیں گی۔[1]

مسئلہ: سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو جان بوجھ کر چھوڑنا بہت ہی برا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے چھوڑنے سے جزا لازم نہیں آتی۔[2]

مستحبات ومکروہات

حج کے مستحبات ومکروہات اور آداب بے شمار ہیں، بہت سے آداب اور مستحبات ومکروہات شروع میں آداب سفر حج کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں، جو ان شاء اللہ آئندہ مسائل کے ذیل میں بیان کئے جائیں گے۔

---

❶ واماسننه....وطواف القدوم للافاقى المفرد الخ (غنية الناسک وفصل واماسننه الخ ص ۴۷)

❷ (وحکم السنن) اى المؤکدة (الاساءة بترکها) اى لو ترکها عمدا (مناسک ملا على قارى وفصل فى سننه الخ ص ۷۵)

میقات کا بیان

میقات اصل میں مخصوص وقت اور مخصوص مکان کو کہتے ہیں، حج کی میقات کی دو قسمیں ہیں:

❶ میقات زمانی اور ❷ میقات مکانی۔[۱]

میقات زمانی:

حج کے لئے میقات زمانی یعنی مقررہ اور مخصوص وقت، حج کے مہینے یعنی شوال ذوالقعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں۔[۲]

مسئلہ: حج کے مہینوں میں ہی افعال حج صحیح ہوتے ہیں، چاہے وہ افعال واجب ہوں یا مسنون، یا مستحب، اگر ان مہینوں سے پہلے کوئی فعل، حج کے احرام کے علاوہ کیا، تو صحیح نہ ہوگا، مثلاً قارن یا متمتع اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا طواف کریں، یا حج کی سعی طواف قدوم کے بعد حج کے مہینوں سے پہلے کریں، تو سعی نہ ہوگی۔[۳]

مسئلہ: حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔[۴]

مسئلہ: اگر کسی نے حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہے اور طواف قدوم کے اکثر شوط (چکر یا پھیرا) شوال میں کئے اور اس کے بعد حج کے لئے سعی کر لی، تو یہ سعی حج کی ہو جائے گی اور اگر بجائے شوال کے یہ طواف اور سعی رمضان میں کی، تو حج کی سعی شمار نہ ہوگی۔[۵]

مسئلہ: اگر طواف قدوم کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے اور تھوڑے سے شوال میں، تب بھی جائز نہیں، اسی طرح اگر سعی طواف قدوم سے پہلے کر لی، اگرچہ شوال ہی میں ہو، تو سعی نہ ہوگی۔[۶]

---

❶ باب المواقیت ھو نوعان زمانی و مکانی (غنیۃ الناسک باب المواقیت ص ۴۹)

❷ اما المیقات الزمانی فاشھر الحج و ھی شوال و ذو القعدۃ و عشر من ذی الحجۃ (غنیۃ الناسک باب المواقیت ص ۴۹)

❸ و فائدۃ التوقیت بھا ابتداء انہ لو فعل شیئا من افعال الحج قبلھا لا یجزیہ (غنیۃ الناسک باب المواقیت ص ۴۹)

❹ و فائدۃ التوقیت بھا ابتداء انہ لو فعل شیئا من افعال الحج قبلھا لا یجزیہ (غنیۃ الناسک باب المواقیت ص ۴۹)

❺ (فلو احرم بہ) ای بالحج و لو قبل الاشھر (و طاف) ... الخ (مناسک ملا علی قاری باب المواقیت ص ۷۸)

❻ و کذا لو کان اکثر طوافہ فی رمضان و اقلہ من شوال فانہ لم یجز .... الخ (مناسک ملا علی قاری باب المواقیت ص ۷۸)

میقات مکانی:

یعنی وہ مخصوص مقامات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے، اسکی تین قسمیں ہیں۔

1. میقات اہل آفاق: یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگوں کی میقات۔
2. اہل حل یعنی میقات کے اندر، حدود حرم سے باہر رہنے والے کی میقات۔
3. اہل حرم یعنی مکہ مکرمہ والے اور جو حدودِ حرم کے رہنے والے ہیں کی میقات۔[1]

آفاقیوں کی میقات یہ ہیں:

1. ذوالحلیفہ یعنی بیر علی: مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔
2. ذاتِ عرق: عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔
3. جحفہ: شام اور مصر کی جانب سے آنے والوں کے لئے۔
4. قرن: نجد کے راستے سے آنے والوں کے لئے، پاکستان سے جانے والے ہوائی جہاز بھی اسی میقات سے گزرتے ہیں۔
5. یلملم: یمن سے آنے والوں کے لئے۔[2]

اہل حل اور اہل میقات کے لئے حل کا مقررہ علاقہ میقات ہے، ان کو حج وعمرہ کا احرام حل سے باندھنا ضروری ہے، البتہ اپنے گھر سے باندھنا افضل ہے۔[3]

اہل مکہ مکرمہ کیلئے حج کا احرام باندھنے کے لئے حرم کا مقررہ علاقہ میقات ہے اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے حل کا مقررہ علاقہ میقات ہے۔[4]

مسئلہ: آفاقیوں کے لئے جو میقات بیان کی گئی ہیں، یہ خاص ان ممالک والوں کے لئے بھی میقات ہیں اور جو لوگ دوسرے ممالک کے رہنے والے، مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے، ان میقاتوں پر گزریں،

---

[1] واما المیقات المکانی فیختلف باختلاف الناس فانھم فی حق المواقیت اصناف ثلاثة...الخ (غنیة الناسک باب المواقیت ص ۵۰)

[2] المواقیت التی لایجوز ان یجاوزھا الانسان الامحرماخمسة...الخ (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک الباب الثانی فی المواقیت ۱/۲۲۱)

[3] فی الصنف الثانی وھم الذین منازلھم فی نفس المیقات او داخل المیقات...الخ (مناسک ملاعلی قاری فصل فی الصنف الثانی ص ۸۳)

[4] (فی الصنف الثالث وھم من کان منزله فی الحرم) کسکان مکة ومنی (فوقته الحرم للحج)....الخ (مناسک ملاعلی قاری فصل فی الصنف الثالث ص ۸۳)

اُن کے لئے بھی یہی میقات ہیں۔[1]

مسئلہ: جوشخص میقات سے باہر رہنے والا ہے، اگر وہ مکہ مکرمہ یا حرم کے ارادہ سے سفر کرے، تو اس کو میقات پر پہنچ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔[2]

مسئلہ: مکہ مکرمہ یا حرم میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے جائے، یا تجارت وسیر وغیرہ کیلئے جائے، بہر صورت میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے۔[3]

مسئلہ: میقات سے پہلے اپنے گھر سے بھی احرام باندھنا جائز ہے، بلکہ افضل ہے، بشرطیکہ جنایات احرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو، ورنہ مکروہ ہے۔[4]

مسئلہ: اگر کوئی شخص خشکی میں، یا سمندر میں سفر کر کے ایسے راستے سے مکہ مکرمہ جارہا ہے، کہ اس میں کوئی میقات، مذکورہ مواقیت میں سے نہیں آئے گی، تو اس کو مذکورہ مواقیت میں سے کسی میقات کی محاذات (برابری) سے احرام باندھنا واجب ہے۔[5]

مسئلہ: اگر ایسے راستہ سے گیا کہ جس میں کوئی مقررہ میقات نہیں آئے گی، تو اس کو کسی میقات کی محاذات معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اگر معلوم نہ ہو، تو خوب اچھی طرح اس کی محاذات معلوم کرنے میں غور وفکر کرے اور جب غالب گمان ہو جائے، کہ اس جگہ سے محاذات ہے، تو اس جگہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔[6]

مسئلہ: غور وفکر اس وقت کرنا چاہیے کہ جب کوئی واقف موجود نہ ہو، اگر کوئی واقف موجود ہے، تو اس

---

1. وکل واحد من هذه المواقیت وقت لاهلها ولمن مر بها من غیر اهلها الخ (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک الباب الثانی فی المواقیت ۱/۲۲۱)
2. وکذلک لو اراد بمجاوزة هذه المواقیت دخول مکة لایجوز له ان یجاوزها الا محرما (بدائع الصنائع کتاب الحج واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۴)
3. وکذلک لو اراد بمجاوزة هذه المواقیت دخول مکة لایجوز له ان یجاوزها الا محرما (بدائع الصنائع کتاب الحج واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۴)
4. فان قدم الاحرام علی هذه المواقیت جاز وهو الافضل ....فالتاخیر الی المیقات افضل (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک الباب الثانی المواقیت ۱/۲۲۱)
5. وکل من قصد مکة من طریق غیر مسلوک احرم اذا حاذی میقاتا ...الخ (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک الباب الثانی المواقیت ۱/۲۲۱)
6. ومن کان فی بحر او بر لا یمر بواحد من المواقیت الخمس تحری اذا لم یجد من یستخبره واحرم اذا غلب علی ظنه (غنیة الناسک باب المواقیت فصل اما مواقیت اهل الآفاق ص ۵۳)

سے دریافت کرنا واجب ہے، لیکن اگر دو آدمی یکساں ناواقف ہیں اور رائے میں اختلاف ہے، تو اپنی رائے کے موافق جس جگہ سے محاذات کا ظن غالب ہو، احرام باندھ لے، دوسرے کے قول کا اعتبار نہ کرے۔[1]

مسئلہ: کافر کا قول معتبر نہیں، مثلاً جہاز میں کافر بتائے، کہ اس جگہ سے میقات کی محاذات ہے تو اس کا قول معتبر نہیں، البتہ اگر جہاز کے ملازموں میں سے ایک مسلمان شخص وہاں آمدورفت رکھنے والا اور جاننے والا بتادے، تو اس کا قول معتبر ہے۔[2]

مسئلہ: اگر کسی کے راستے میں دو میقات پڑتی ہیں، تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اگر دوسری میقات تک مؤخر کر دیا، تو جائز ہے، مؤخر کرنے سے دم (قربانی) واجب نہ ہوگا، اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں، تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔[3]

مسئلہ: اگر کسی کو محاذات میقات کا علم نہیں اور نہ کوئی جاننے والا اس کو ملا، تو ایسی صورت میں مکہ مکرمہ سے دو منزل پہلے سے احرام باندھنا واجب ہے۔[4]

مسئلہ: مدینہ منورہ والے کو، یا جو شخص آفاقی، مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آرہا ہو، ذوالحلیفہ یعنی بیر علی سے احرام باندھنا چاہیئے، جحفہ تک بلا احرام آنا اور پھر یہاں سے احرام باندھنا مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ: اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اسی طرح میقات کے شروع سے باندھنا افضل ہے اور آخر میقات تک تاخیر جائز ہے۔[6]

---

[1] انہ لایجوز التحری عند امکان الاستخبار لمن لا یعلم محاذاۃ المیقات لان الاستخبار فوق التحری (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل اما مواقیت اھل الافاق ص ۵۲)

[2] ولا یقبل قول الکافر فی الدیانات (الفتاوی العالمگیریۃ کتاب الکراھیۃ الباب الاول فی العمل بخبر الواحد ۳۰۸/۵)

[3] ولو مر بمیقاتین فاحرامہ من الابعد افضل ولو اخرہ الی الثانی لاشیئ علیہ (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل اما مواقیت اھل الافاق ص ۵۳)

[4] ان لم یعلم المحاذاۃ فعلی مرحلتین عرفیتین من مکۃ کجدۃ من طرف البحر (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل اما مواقیت اھل الافاق ص۵۴،۵۳)

[5] والمدنی ان جاوز وقتہ غیر محرم الی الجحفۃ کرہ وفاقا ای بین علمائنا (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل اما مواقیت اھل الافاق ص ۵۳)

[6] ومیقات بلدہ افضل من من غیر وکذا طریق بلدہ والافضل فی کل میقات احرامہ من اولہ (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل اما مواقیت اھل الافاق ص ۵۳)

مسئلہ: اگر آفاقی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا، تو اس کی میقات کا حکم اب مکہ مکرمہ والوں کی میقات کی طرح ہے، یعنی حج کے لئے حرم اور عمرہ کے لئے حل، البتہ عمرہ کا احرام تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) سے باندھنا افضل ہے۔[1]

مسئلہ: اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائے گا، تو واپسی میں اس کو بھی آفاقی کی طرح میقات سے احرام باندھنا واجب ہوگا۔[2]

میقات سے بلا احرام باندھے گزر جانا

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسلمان عاقل بالغ جو میقات سے باہر رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، چاہے حج وعمرہ کی نیت سے ہو، یا اور کسی غرض سے، میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائے گا، تو گناہ گار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا، اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات سے آگے سے ہی احرام باندھ لیا، تو ایک دم دینا واجب ہوگا اور اگر میقات پر واپس آ کر احرام باندھا، تو دم ساقط ہو جائے گا۔[3]

مسئلہ: اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام کے گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ (یعنی لبیک) پڑھ لیا، تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر احرام باندھ کر واپس آیا اور تلبیہ میقات پر نہیں پڑھا، تو دم ساقط نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ: اگر میقات سے بلا احرام گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ میں بھی داخل ہو گیا، مگر افعال حج کو شروع نہیں کیا (مثلاً طواف کا ایک چکر بھی نہیں کیا) اور میقات پر واپس آ کر تلبیہ پڑھا، تو دم ساقط ہو جائے گا۔[5]

---

❶ (والافاقی او الحلی)...... (اذا دخل مکة او الحرم فهو وقته) ای فالحرم صار میقاته.... الخ (مناسک ملا علی قاری باب المواقیت وقد یتغیر المیقات الخ ص ۸۴)

❷ وکذا البستانی او المکی اذا خرج الی الافاق صار حکمه حکم اهل الافاق الخ (غنیة الناسک باب المواقیت فصل وقد یتغیر المیقات ص ۵۸)

❸ افاقی مسلم مکلف اراد دخول مکة او الحرم........ وجاوز اخر مواقیته غیر محرم ثم احرم او لم یحرم اثم ولزمه الدم (غنیة الناسک باب المواقیت فصل فی مجاوزة الافاقی وقته ص ۶۰)

❹ ثم عاد الی المیقات ولبی سقط عنه الدم وان لم یلب لم یسقط (بدائع الصنائع کتاب الحج واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۴)

❺ ولو احرم بعد ما جاوز المیقات قبل ان یعمل شیئا من افعال الحج ثم عاد الی المیقات ولبی سقط عنه الدم (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۵)

مسئلہ: اگر بلا احرام کے میقات سے گزر گیا اور پھر آگے احرام باندھ لیا، تو میقات پر واپس آنا واجب ہے، اگر واپس نہیں آیا، تو گناہ گار ہوگا اور دم واجب ہوگا، یعنی حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو میقات پر واپس آ کر تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔[1]

مسئلہ: میقات پر لوٹنا اس وقت واجب ہے، جب واپسی میں جان ومال کا خوف نہ ہو اور کوئی مرض وغیرہ نہ ہو، ورنہ واجب نہیں، لیکن گناہ سے توبہ واستغفار کرنا چاہیئے اور ایک دم بھی دینا چاہیے۔[2]

مسئلہ: اگر میقات سے گزرنے کے بعد احرام باندھا اور پھر میقات پر واپس نہیں آیا، یا کچھ افعال شروع کرنے کے بعد واپس آیا، تو دم ساقط نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرا ہے، اس پر یہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے، بلکہ مواقیت مذکورہ میں سے کسی بھی میقات پر آنا کافی ہے، ہاں افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے گزرا تھا۔[4]

مسئلہ: آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ، جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے، کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے، مکہ مکرمہ جانے اور حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے، تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بغیر احرام جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہو گیا، وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا ارادہ کرے، تو حل کے رہنے والوں کی میقات، یعنی حل سے احرام باندھنا ہوگا۔[5]

---

[1] وعلی العود الی المیقات الذی جاوزہ............فان لم یعد ولا عذر لہ اثم اخری لترکہ العود الواجب....الخ (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل فی مجاوزۃ الافاقی وقتہ ص ۶۰)

[2] فان کان لہ عذر کخوف الطریق او الانقطاع عن الرفقۃ........الخ (غنیۃ الناسک باب المواقیت فصل فی مجاوزۃ الافاقی وقتہ ص ۶۰)

[3] ولو جاوز المیقات بغیر احرام فاحرم ولم یعد الی المیقات حتی طاف شوطا او شوطین او وقف بعرفۃ.....ثم عاد الی المیقات لا یسقط عنہ الدم...الخ (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۵)

[4] ولو عاد الی میقات اخر غیر الذی جاوزہ........وعودہ الی ہذا المیقات ولی میقات اخر سواء (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۵)

[5] فاما اذا لم یرد ذلک وانما اراد ان یاتی بستان بنی عامر او غیرہ لحاجۃ فلا شیئ علیہ ....فان حصل فی البستان......ثم بدا لہ ان یدخل مکۃ لحاجۃ من غیر احرام فلہ ذلک...الخ (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل واما بیان مکان الاحرام ۲/۱۶۶)

مسئلہ: آفاقی شخص اگر حرم میں، یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہو جائے، تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوا ہو، تو ہر دفعہ کے لئے بلا احرام جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہو گا۔[۱]

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں، یا حرم میں، بغیر احرام کے داخل ہونے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ لازم ہوتا ہے، اس کے قائم مقام فرض اور حج نذر اور عمرہ نذر بھی ہو جائے گا، اگر چہ قائم مقام بنانے کی نیت بھی نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسرا حج اور عمرہ کرنا واجب نہ ہو گا، لیکن یہ شرط ہے کہ یہ حج یا عمرہ اسی سال میں کیا ہو، جس سال بغیر احرام کے داخل ہوا تھا، اگر یہ سال گزر گیا، تو پھر اس کے لئے مستقل حج یا عمرہ واجب ہو گا۔[۲]

مسئلہ: جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں، یا میقات اور حرم کے درمیان رہتے ہیں، اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں، تو احرام باندھنا ان پر واجب ہے اور اگر حج و عمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں، تو ان کے لئے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں ہے، بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں، ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج و عمرہ کے بعد مقیم ہو گیا ہو، وہ بھی ان کے حکم میں ہے، یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے اپنے وطن سے کسی جگہ حل میں گیا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا ارادہ ہو گیا، تو وہاں سے وہ مکہ مکرمہ بلا احرام جا سکتا ہے، وہ اہل حل کے حکم میں ہے، اہل حل کے لئے بغیر احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔[۳]

مثال کے طور پر اگر جدہ سے کوئی شخص مکہ مکرمہ آئے اور اس کی عمرے یا حج کی نیت نہ ہو تو وہ بغیر احرام باندھے مکہ مکرمہ آ سکتا ہے، البتہ عمرے یا حج کی نیت کی صورت میں اسے احرام باندھ کر آنا ہو گا۔

---

[۱] ومن دخل مكة او الحرم بلا احرام فعليه احد النسكين ...... ولو دخلها مرارا فعليه لكل دخول حج او عمرة (غنية الناسک باب المواقيت فصل فی مجاوزة الافاقی وقته ص ٦٢)

[۲] فان كان حين دخل مكة عاد فی تلک السنة الی الميقات فاحرم بحجة عليه من الاسلام او حجة نذر او عمرة نذر سقط ما وجب عليه.........ولا خلاف فی انه اذا تحولت السنة ثم عاد......انه لا يجزئه (بدائع الصنائع كتاب الحج فصل واما بيان مكان الاحرام ٢/١٦٥)

[۳] (قوله اما لم يرد نسكا) اما ان اراده وجب عليه الاحرام قبل دخول ارض الحرم فميقاته كل الحل الی الحرم (رد المحتار كتاب الحج ٣/٥٥٤، رشیدیہ)

احرام کا بیان

احرام:

احرام کے معنی حرام کرنا، حاجی جس وقت حج کی نیت کر کے تلبیہ (یعنی لبیک) پڑھ لیتا ہے، تو اس پر چند حلال چیزیں، احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں، اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں اور عام طور پر ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں، جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے (حقیقت میں احرام نیت کا نام ہے اور یہ دو چادریں جو احرام کی نیت کی وجہ سے اوڑھی جاتی ہیں یہ احرام کی حالت میں مرد کا لباس اور وردی ہیں)۔[1]

اقسام احرام:

احرام چار طرح کا ہوتا ہے:

1. صرف حج کا احرام اس کو افراد کہتے ہیں۔
2. حج کے مہینوں میں صرف عمرے کا احرام باندھنا اور پھر اپنے وطن واپس نہ آئے اور اسی سال حج کرنا اسے تمتع کہتے ہیں۔
3. حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام، اس کو قران کہتے ہیں۔
4. ایام حج سے پہلے یا بعد میں صرف عمرہ کا احرام باندھنا۔[2]

احرام باندھنے کا طریقہ:

جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو، تو اول حجامت بنوائے، زیر ناف کے بال دور کرے، کنگھی سے بال درست کر لے، بیوی اگر ساتھ ہے، تو صحبت بھی مستحب ہے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے، اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکے، تو وضو کر لے اور سلے ہوئے کپڑے بدن سے

---

(1) الاحرام لغة الدخول فی حرمة لا تنتهک من الذمة وغیرها وشرعا الدخول فی حرمات مخصوصة...الخ (غنیة الناسک باب الاحرام ص ٦٥)

(2) (فصل فی وجوه الاحرام) ای انواعه بالنسبة الی الخاص والعام وھی اربعة....الخ (مناسک ملا علی قاری فصل فی وجوه الاحرام ٩٤)

نکال دے، ایک لنگی باندھ لے اور ایک چادر اوڑھ لے، بدن پر خوشبو لگائے، لیکن ایسی خوشبو نہ لگائے، جس کا جسم (نشان) باقی رہے، اس کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھے، اول رکعت میں پوری سورۂ کافرون (قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) اور دوسری رکعت میں پوری سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھنا افضل ہے، سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر، سر کھول کر، اسی جگہ احرام کی نیت کرے۔[1]

اگر حج کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ۔[2]

اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔

عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ۔[3]

اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے۔

حج اور عمرہ یعنی حج قران کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ۔[4]

اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کرنا چاہتا ہوں، ان کو آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں، تو صرف اردو (یا جس زبان میں چاہیں) میں ترجمہ کہہ لیں۔

اس کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں، تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ

---

[1] فان اراد ان یحرم یستحب له قبل الغسل کمال التنظیف ...الخ (غنیۃ الناسک فصل فیما ینبغی لمرید الاحرام ص ٦٨)

[2] ثم اذا فرغ من صلاته یطلب من اللہ التیسیر ویدعو اللھم انی ...الخ (الفتاوی العالمگیریة کتاب المناسک و اما شرطه فالنیة ١/٢٢٣)

[3] و ان اراد العمرة ینویها بقلبه ویذکرها بلسانه مکان الحج فی الدعاء و النیة ...الخ (غنیۃ الناسک فصل فی کیفیة الاحرام ٧٣)

[4] و ان اراد القران یقول اللھم انی ارید العمرة و الحج ....الخ (غنیۃ الناسک فصل فی کیفیة الاحرام ٧٣)

وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے، اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

اس کے بعد درود شریف پڑھیں، اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں، تلبیہ کے بعد یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ

یا اللہ میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصہ اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اگر پہلا حج ہے تو فرض کی نیت خاص طور سے کرنا اور زبان سے کہہ لینا بہتر ہے، نیت کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا، اب ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے، جن کا کرنا احرام باندھ لینے کے بعد منع ہے۔[1]

اقسام حج

حج کی تین قسمیں ہیں ❶ افراد ❷ قران ❸ تمتع۔[2]

صرف حج کے احرام باندھنے کو افراد کہتے ہیں، حج افراد کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔[3]

حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنے کو قران کہتے ہیں، حج قران کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔[4]

اول حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے، پھر گھر جائے بغیر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے، اس کو تمتع کہتے ہیں، حج تمتع کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔[5]

---

❶ ثم ینو بقلبه الدخول فی الحج ویقول بلسانه....ویلبی فیقول لبیک.....ویصلی علی النبی صلی اللہ علیه وسلم ویدعو بما شاء.....الخ (غنیة الناسک فصل فی کیفیة الاحرام ۷۴، ۷۳)

❷ و اما بیان مایحرم به فمایحرم به فی الاصل ثلاثة انواع.......الخ (بدائع الصنائع فصل و اما بیان مایحرم به ص ۲/۱۶۷)

❸ فمفرد بالحج هو الذی یحرم بالحج لاغیر (بدائع الصنائع فصل و اما بیان مایحرم به ص ۲/۱۶۷)

❹ اما القارن فی عرف الشرع فهو اسم لافاقی یجمع بین احرام العمرة و احرام الحج...الخ (بدائع الصنائع فصل و اما بیان مایحرم به ص ۲/۱۶۷)

❺ و اما المتمتع فی عرف الشرع فهو اسم لافاقی یحرم بالعمرة ویاتی بافعالها....ثم یحرم بالحج....الخ (بدائع الصنائع فصل و اما بیان مایحرم به ۲/۱۶۸)

مسئلہ: حج کی تینوں قسمیں جائز ہیں، مگر سب سے افضل قران ہے، اس کے بعد تمتع، اس کے بعد افراد۔[1]

مسئلہ: آفاقی شخص کو اختیار ہے، کہ حج کی تینوں قسموں میں سے جس کا چاہے احرام باندھے، لیکن مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کو قران اور تمتع کرنا منع ہے۔[2]

شرائط صحت احرام

① صحت احرام کے لئے اسلام کا ہونا شرط ہے۔

② احرام کی نیت اور تلبیہ، یا کوئی ایسا ذکر جو تلبیہ کے قائم مقام ہو کرنا بھی شرط ہے۔[3]

مسئلہ: صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا، بلکہ تلبیہ، یا اور کوئی ذکر جو تلبیہ کے قائم مقام ہو کرنا ضروری ہے، اسی طرح اگر بلا نیت کے صرف تلبیہ پڑھ لے، تب بھی محرم نہ ہوگا، خلاصہ یہ ہے کہ احرام کے لئے نیت اور تلبیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے، نیت کے ساتھ ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔[4]

مسئلہ: احرام کے صحیح ہونے کے لئے کوئی خاص زمانہ یا مکان اور خاص ہیئت یا حالت شرط نہیں، اگر کوئی سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے بھی احرام کی نیت کرے گا، تو احرام صحیح ہو جائے گا، اگر چہ اس طرح احرام کی نیت کرنا مکروہ ہے اور احرام کی نیت کے بعد ان کے پہنے رہنے سے جزاء یعنی دم یا صدقہ واجب ہوگا، جس کا بیان آگے آئے گا۔[5]

واجباتِ احرام

① میقات سے احرام باندھنا۔ ② ممنوعات احرام سے بچنا۔[6]

---

① باب القران هو افضل......ثم التمتع ثم الافراد (الدر المختار کتاب الحج باب القران ٣/٦٣٢، ٦٣١ رشيديه)

② وليس لاهل مكة ولا لاهل داخل المواقيت التى بينها وبين مكة قران ولا تمتع (بدائع الصنائع فصل واما بيان مايحرم به ٢/١٦٩)

③ لايتحقق شرعا الا بالنية مع الذكر او الخصوصية....والمراد بالذكر التلبية...الخ (غنية الناسک باب الاحرام وشرائطه ٦٥)

④ لايتحقق شرعا الا بالنية مع الذكر او الخصوصية....والمراد بالذكر التلبية...الخ (غنية الناسک باب الاحرام وشرائطه ٦٥)

⑤ وكذا لايشترط لصحته زمان ولا مكان.....فلو احرم لابسا للمخيط او مجامعا انعقد....الخ (غنية الناسک باب الاحرام وشرائطه ٦٦)

⑥ اما واجباته فكونه من الميقات وصونه من المحظورات....الخ (غنية الناسک فصل فى واجبات الاحرام ٦٧)

احرام کی سنتیں

1. حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔
2. اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا، جبکہ اس سے گزرے۔
3. غسل یا وضو کرنا۔
4. مرد کے لئے چادر اور لنگی استعمال کرنا۔
5. دو رکعت نفل پڑھنا۔
6. تلبیہ پڑھنا۔
7. تلبیہ کو تین مرتبہ پڑھنا۔
8. مرد کیلئے تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا اور عورت کا آہستہ پڑھنا۔
9. خوشبو لگانا (یعنی احرام کی نیت کرنے سے پہلے)۔[1]

مستحباتِ احرام

1. جسم سے میل کچیل دور کرنا۔
2. ناخن کترنا۔
3. بغل کے بال صاف کرنا۔
4. زیر ناف بال دور کرنا۔
5. احرام کی نیت سے غسل کرنا۔
6. مرد کے لئے لنگی یا چادر سفید، نئی یا دھلی ہوئی استعمال کرنا۔
7. مرد کے لئے ایسی چپل پہننا جس میں پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی کھلی رہے۔
8. زبان سے احرام کی نیت کرنا۔
9. نماز کے بعد بیٹھ کر نیت کرنا۔
10. احرام کا میقات سے پہلے باندھنا۔[2]

---

[1] ومن سننه کونه من اشهر الحج وان لا یعدل من خصوص میقات بلده....الخ (غنیة الناسک فصل فی واجبات الاحرام ٦٧)

[2] ویستحب کمال التنظیف من قص الاظفار والشارب وحلق الابطین...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ١/٢٢٢)

احرام کا حکم

جب احرام باندھ لیا، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر حج کا احرام باندھا ہے اور حج کسی وجہ سے فاسد ہو جائے، تب بھی تمام افعال حج ادا کرے اور اگر حج نہ ملے، تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر کوئی اسے زبردستی حج کے لئے جانے سے روک لے، تو قربانی کا جانور حدود حرم میں ذبح کرنے کے بعد احرام سے حلال ہوگا۔[1]

مسائل احرام

نیت کے مسائل:

مسئلہ: احرام کی نیت کا دل سے ہونا ضروری ہے، زبان سے کہنا مستحب ہے، جس چیز کا احرام باندھنا ہے اس کی دل سے نیت کرنی چاہیے کہ افراد کا احرام باندھتا ہوں، یا قران کا، یا تمتع کا، اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو بھی نیت ہو جائے گی۔[2]

مسئلہ: دل میں نیت قران کی کی اور زبان سے افراد یا تمتع نکل گیا، تو جو دل میں تھا اس کا اعتبار ہوگا، زبان کے الفاظ کا اعتبار نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: نیت کا تلبیہ کے ساتھ ہونا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔[4]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے صرف احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ کسی چیز کی نیت نہیں کی، تو احرام صحیح ہو گیا اور اس کو حج یا عمرہ کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے اختیار ہے کہ اس احرام کو حج کے لئے کر دے، یا عمرہ کے لئے، اگر افعال شروع کرنے سے پہلے متعین نہیں کیا اور عمرہ کے لئے پورا طواف یا ایک چکر کر لیا، یا بلا نیت عمرہ کے طواف کا ایک چکر کر لیا، تو یہ احرام عمرہ کا ہو گیا اور طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ

---

[1] واذا تم احرام المکلف فحکمه او لا لزوم المضی وعدم امکان الخروج منه مالم یمت الا بعمل النسک...الخ (غنیة الناسک فصل فی حکم الاحرام ص ٦٦)

[2] (واما شرطه فالنیة) حتی لا یصیر محرما بالتلبیة بدون نیة الاحرام (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ١/٢٢٢)

[3] ولو لبی بالحج وهو ینوی العمرة او لبی بالعمرة وهو ینوی الحج فهو کما نوی (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ١/٢٢٣)

[4] ولا یصیر شارعا بمجرد النیة مالم یات بالتلبیة او ما یقوم مقامها من الذکر....الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ١/٢٢٢)

کرلیا، تو یہ احرام حج کا ہوجائے گا اگرچہ نیت نہ ہو۔[1]

مسئلہ: حج کا احرام باندھا، لیکن فرض یا نفل کی تعیین نہیں کی، تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا اور اگر نذر یا نفل یا کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کرلی، تو جیسی نیت کرے گا، ویسا ہی ہوگا۔[2]

مسئلہ: کسی شخص نے حج، یا عمرہ، یا قران کا احرام باندھا اور پھر بھول گیا، یا شک ہوگیا کہ کس چیز کی نیت سے احرام باندھا تھا، تو ایسے شخص کو حج اور عمرہ دونوں کرنے چاہئیں اور عمرہ پہلے کرنا چاہئے جس طرح قارن کرتا ہے، لیکن یہ شخص شرعاً قارن نہ ہوگا، اس لئے اس پر قران کی ہدی (قربانی) لازم نہ ہوگی۔[3]

مسئلہ: اگر حج بدل ہے، تو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کی طرف سے نیت کرے اور زبان سے بھی کہے کہ فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کی طرف سے احرام باندھا۔[4]

تلبیہ کے مسائل

مسئلہ: تلبیہ یعنی لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے، اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ: گونگے کو زبان ہلانی چاہئے، اگرچہ الفاظ نہ کہہ سکے۔[6]

مسئلہ: ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو، تلبیہ کے قائم مقام ہوسکتا ہے، جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وغیرہ۔[7]

مسئلہ: تلبیہ کسی بھی زبان میں پڑھنا جائز ہے، اگرچہ عربی میں بھی پڑھ سکتا ہو، مگر عربی میں پڑھنا

---

[1] فان خرج ولا نية له واحرم ولم ينو شيئا قال له ان يجعله ما شاء مالم يطف بالبيت...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الثالث فى الاحرام ۱/۲۲۳)

[2] واذا احرم بحجة وعليه حجة الاسلام ولم ينو فرضا ولا تطوعا فهى عن حجة الاسلام ...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الثالث فى الاحرام ۱/۲۲۳)

[3] ولو احرم بشئ واحد معين كحج او عمرة او قران ثم نسيه او شك فيه قبل الافعال تحرى وان لم يقع تحريه على شئ لزمه حجة وعمرة احتياطا....الخ (غنية الناسک مطلب فى نسيان ما احرم به ۸۱)

[4] (ومنها) نية المحجوج عنه عند الاحرام...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الرابع عشر فى الحج عن الغير ۱/۲۵۷)

[5] وشرط التلبية ان تكون باللسان فلو ذكرها بقلبه لم يعتد بها الخ (غنية الناسک فصل فى كيفية الاحرام ۷۴)

[6] والاخرس يلزمه تحريک لسانه وقيل لا بل يستحب (غنية الناسک فصل فى كيفية الاحرام ۷۵)

[7] ولو كان مكان التلبية تسبيح او تحميد....ونوى به الاحرام سار محرما (الفتاوى العالمگيرية الباب الثالث فى الاحرام ۱/۲۲۲)

افضل ہے۔[1]

مسئلہ: خاص تلبیہ کے الفاظ جو پہلے نقل کئے گئے ہیں، ان کا کہنا سنت ہے، شرط نہیں ہے، اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کرے گا، تو احرام صحیح ہو جائے گا، لیکن تلبیہ چھوڑنا مکروہ ہے۔[2]

مسئلہ: احرام باندھنے کے وقت تلبیہ، یا کوئی اور ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے، اس کی تکرار سنت ہے، جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔[3]

مسئلہ: حالت کی تبدیلی کے وقت، مثلاً صبح شام، اٹھتے بیٹھتے، باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے، تلبیہ پڑھنا مستحب ہے، یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔[4]

مسئلہ: تلبیہ کے درمیان میں کلام نہ کیا جائے، جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے تلبیہ پڑھنے کے وقت سلام کیا، تو سلام کا جواب تلبیہ کے درمیان میں دینا جائز ہے، مگر ختم کر کے جواب دینا بہتر ہے۔[6]

مسئلہ: فرض نماز کے بعد سلام پھیر کر سب سے پہلے تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق (۹ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک) میں فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی اول تکبیر تشریق اور پھر تلبیہ پڑھنا چاہیئے، اگر اول تلبیہ پڑھ لیا، تو تکبیر ساقط ہوگئی، تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، باقی ایام تشریق میں صرف تکبیر کہی جائے۔[7]

تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہیں:

---

1. وکذا اذا اتی بلسان آخر اجزاہ سواء کان یحسن العربیۃ او لا یحسنہا الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۲)
2. واما خصوص التلبیۃ فسنۃ لا شرط ...الخ (غنیۃ الناسک فصل فیما یقوم مقام التلبیۃ ۷۶)
3. (احدہما قول) بان یقول لبیک اللھم لبیک.....وھی مرۃ شرط والزیادۃ سنۃ...الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۲، ۲۲۱)
4. (وعند تغیر الحالات) کالاصباح والامساء والاسحار...الخ (مناسک ملا علی قاری فصل وشرط التلبیۃ ۱۰۲)
5. ولا یقطعھا بکلام او غیرہ ولو رد السلام فی خلالھا جاز ولکن یکرہ لغیرہ ان یسلم علیہ...الخ (غنیۃ الناسک فصل فی کیفیۃ الاحرام ۷۴)
6. ولا یقطعھا بکلام او غیرہ ولو رد السلام فی خلالھا جاز ولکن یکرہ لغیرہ ان یسلم علیہ...الخ (غنیۃ الناسک فصل فی کیفیۃ الاحرام ۷۴)
7. وبعد المکتوبات اتفاقا یبدا بتکبیر التشریق ثم بھا فلو بدا بھا سقط التکبیر (غنیۃ الناسک فصل فی کیفیۃ الاحرام ۷۵)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

مسئلہ: مسبوق جس کی کچھ رکعتیں امام کے ساتھ چھوٹ جائیں، اگر دوران نماز امام کے ساتھ تلبیہ کہہ لے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[1]

مسئلہ: تلبیہ کی کثرت مستحب ہے۔[2]

مسئلہ: اگر چند آدمی ساتھ ہوں، تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں علیحدہ علیحدہ کہیں۔[3]

مسئلہ: تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے، لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔[4]

مسئلہ: مسجد حرام، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھے، لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھے۔[5]

مسئلہ: طواف اور سعی میں تلبیہ نہ پڑھنا افضل ہے۔[6]

مسئلہ: تلبیہ کے بعد مزید الفاظ کی زیادتی کرنا مستحب ہے، لیکن درمیان میں زیادتی نہ کی جائے، بلکہ بعد میں کی جائے، مثلاً یہ الفاظ پڑھے:

لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ۔[7]

مسئلہ: تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔[8]

---

[1] والمسبوق لو تابع امامه فی التلبية تفسد (غنية الناسک فصل فی کيفية الاحرام ۷۵)

[2] (ويستحب ان يكرر التلبية فی كل مرة) ای اذا شرعها الخ (مناسک ملا علی قاری فصل و شرط التلبية ان تكون باللسان ۱۰۲)

[3] و اذا كانوا جماعة لا يمشی احد علی تلبية الاخر بل كل انسان يلبی بنفسه...الخ (غنية الناسک فصل فی کيفية الاحرام ۷۵)

[4] ويستحب فی التلبية كلها رفع الصوت من غير ان يبلغ الجهد فی ذلک...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۳)

[5] (ويلبی) ای حال احرامه (فی مسجد مكة) الظاهر انه من غير رفع صوت ...الخ (مناسک ملا علی قاری فصل و شرط التلبية ان تكون باللسان ۱۰۴)

[6] (لا فی الطواف) ای لا يلبی حال طوافه.....(وسعی العمرة) ای و لا فی سعی العمرة (مناسک ملا علی قاری فصل و شرط التلبية ان تكون باللسان ۱۰۴)

[7] و ان زاد عليها فهو حسن بان يقول لبيک اله الخلق لبيک غفار الذنوب لبيک و سعديک و الخير كله بيديک و الرغباء اليک.... الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۳)

[8] و اما النقص عنها فمكروه اتفاقا...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۳)

مسئلہ: جب کوئی عجیب چیز نظر آئے تو یہ کہے: لَبَّیْكَ إِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ۔[1]

مسئلہ: عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔[2]

مسئلہ: حج میں تلبیہ رمی کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے، جب دس ذی الحجہ کو جمرۂ عقبیٰ (بڑے شیطان) کی رمی شروع کرے، تو تلبیہ روک دے، اس کے بعد نہ پڑھے اور عمرہ میں طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔[3]

مسائل غسل

احرام کے لئے غسل مسنون ہے، یہ غسل محض صفائی کے لئے ہے، اس لئے وہ عورت جو حالت حیض یا نفاس میں ہو اور بچہ کے لئے بھی مستحب ہے۔[4]

مسئلہ: اگر احرام کے لئے غسل کیا اور پھر احرام باندھنے سے پہلے وضو ٹوٹ گیا، تو غسل کی فضیلت حاصل نہ ہوگی، بعض علماء کے نزدیک حاصل ہو جائے گی۔[5]

مسئلہ: اگر غسل نہ کر سکے، تو وضو کر لے بلا غسل اور وضو کے احرام باندھنا جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔[6]

مسئلہ: اگر پانی نہ ہو، تو احرام کے لئے غسل کی نیت سے تیمم کرنا مشروع نہیں، ہاں اگر نماز پڑھنی ہے اور پانی نہیں ہے، تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔[7]

---

❶ واذا رای شیئا یعجبه یقول لبیک ان العیش... الخ (غنیة الناسک فصل فی کیفیة الاحرام ۷۵)

❷ (او امراۃ) فانها لاترفع صوتها الخ (مناسک ملاعلی قاری فصل و شرط التلبیة ان تکون باللسان ۱۰۴)

❸ ثم یاتی الجمرۃ العقبة قبل الزوال....ویقطع التلبیة عند اول حصاۃ..الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۳۱)

❹ واذا اراد الاحرام اغتسل او توضا والغسل افضل الا ان هذا الغسل للتنظیف حتی تؤمر به الحائض ......ویستحب فی حق النفساء والصبی...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۲)

❺ (ولو اغتسل ثم احدث ثم توضا)....واحرم لم ینل فضل الغسل (وقیل ینال) ای فضیلة السنة (مناسک ملاعلی قاری فصل فی صفة الاحرام ۹۷)

❻ وکل غسل کان لمعنی النظافة یقوم الوضوء مقامه (کمافی الجمعة)...الخ (فتح القدیر باب الاحرام ۲/۴۳۷)

❼ واذا کان للنظافة وازالة الرائحة لایعتبر التیمم بدله عند العجز عن الماء (فتح القدیر باب الاحرام ۲/۴۳۷)

مسائل لباس

مسئلہ: احرام کی چادر اتنی لمبی ہو، کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور تہہ بند لنگی اتنی ہو، کہ ستر اچھی طرح چھپ جائے۔[1]

مسئلہ: احرام میں کرتا، پاجامہ، بنیان وغیرہ پہننا منع ہے، جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو، اس کو پہننا احرام میں جائز نہیں۔[2]

مسئلہ: چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہے، تو جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔[3]

مسئلہ: احرام کا کپڑا سفید ہونا افضل ہے۔[4]

مسئلہ: کمبل، لحاف، رضائی وغیرہ احرام میں اوڑھنا جائز ہے (لیکن سر اور چہرے کو نہ ڈھکے)۔[5]

مسئلہ: ایک کپڑا بھی احرام میں کافی ہے اور دو سے زائد بھی جائز ہیں، رنگین بھی جائز ہے۔[6]

مسئلہ: عورت کے لئے احرام کا کوئی خاص لباس مخصوص نہیں، نہ ہی کوئی رنگ مخصوص ہے، البتہ زیب وزینت والا لباس نہ ہو۔[7]

---

[1] ویسن ان یلبس من احسن ثیابہ ثوبین ازار من السرۃ الی ماتحت الرکبۃ ویشدہ من فوق السرۃ ورداء علی الظھر و الکتفین .... الخ (غنیۃ الناسک باب ماینبغی لمرید الاحرام ۷۱)

[2] ثم یتجرد عن الملبوس المحرم علی المحرم لبسہ من المخیط الخ (غنیۃ الناسک باب ماینبغی لمرید الاحرام ۷۱)

[3] فاذا لم تکن الخیاطۃ علی وجہ المخیط الممنوع جاز (مناسک ملا علی قاری فصل فی صفۃ الاحرام ۹۸)

[4] (ویلبس من احسن ثیابہ)... (ثوبین جدیدین) ..... (او غسیلین) .... (ابیضین) وصف لثوبین وھو الافضل من لون اخر (مناسک ملا علی قاری فصل فی صفۃ الاحرام فصل ۹۸)

[5] (ویجوز) ای الاحرام فی (ثوب واحد) ..... (واکثر من ثوبین) بان یجعل واحدا فوق واحد (مناسک ملا علی قاری فصل فی صفۃ الاحرام فصل ۹۸)

[6] (ویجوز) ای الاحرام فی (ثوب واحد) ..... (واکثر من ثوبین) بان یجعل واحدا فوق واحد (مناسک ملا علی قاری فصل فی صفۃ الاحرام فصل ۹۸)

[7] (ھی فیہ) ای المراۃ فی حق الاحرام (کالرجل الا) .... (ان لھا ان تلبس المخیط) ... الخ (مناسک ملا علی قاری فصل فی احرام المراۃ ۱۱۵)

نماز احرام

مسئلہ: دو رکعت نفل احرام کی نیت سے ایسے وقت میں پڑھنا مسنون ہے، کہ وقت مکروہ نہ ہو۔[۱]

مسئلہ: فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کر لی، تو یہ بھی کافی ہے، لیکن مستقل دو نفل پڑھنا افضل ہے۔[۲]

مسئلہ: جس میقات سے احرام باندھنا ہے، اگر اس جگہ کوئی مسجد ہے، تو اس میں نماز پڑھ کر احرام باندھنا مستحب ہے۔[۳]

مسئلہ: احرام بلا نماز کے باندھنا جائز ہے، لیکن مکروہ ہے، اگر مکروہ وقت ہے، تو پھر بلا نماز مکروہ نہیں۔[۴]

مسئلہ: عورت کو حیض اور نفاس میں چونکہ نماز پڑھنی ناجائز ہے، اس لئے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر، نیت کر کے، تلبیہ پڑھ لینا چاہیے، نماز نہ پڑھے۔[۵]

مسئلہ: احرام کے نفل سر ڈھانک کر پڑھنے چاہئیں اور نماز میں اضطباع (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) بھی نہ کیا جائے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے، احرام کے نفل کے بعد جب احرام کی نیت کرے، تو اب نمازیں سر کھول کر پڑھی جائیں گی جب تک احرام رہے گا، احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔[۶]

بے ہوش اور مریض وغیرہ کا احرام

اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بے ہوش ہو جائے، تو اس کے ساتھی کو چاہیے، کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے، یا بعد میں بے ہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے،

---

❶ ثم یصلی رکعتین ویقرا فیھا بما شاء..... ولا یصلیھما فی الوقت المکروہ ...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۳)

❷ وتجزیه المکتوبة کذا فی البحر الرائق (الفتاوی العالمگیریة الباب الثالث فی الاحرام ۱/۲۲۳)

❸ ویستحب ان کان بالمیقات مسجد ان یصلیھما فیه (غنیة الناسک فصل فیما ینبغی لمرید الاحرام ۷۳)

❹ ولو احرم بغیر صلوة جاز وکرہ ولا یصلی فی وقت مکروہ (غنیة الناسک فصل فیما ینبغی لمرید الاحرام ۷۳)

❺ فلو حاضت قبل الاحرام اغتسلت واحرمت (رد المحتار کتاب الحج ۲/۵۲۸ سعید)

❻ واعلم ان الضطباع سنة فی جمیع اشواط الطواف.......... حتی اذا صلی رکعتی الطواف مضطبعا یکرہ (رد المحتار کتاب الحج ۲/۴۹۵ سعید)

جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا، تو بے ہوش کا احرام بندھ گیا۔

مسئلہ: بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے حکم کی ضرورت نہیں، اس نے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو، ساتھی اگر اس کی طرف سے احرام باندھ لے گا، تو اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔[۱]

مسئلہ: بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے سلے ہوئے کپڑے اتارنا ضروری نہیں ہے، کپڑے اتارے بغیر بھی احرام صحیح ہو جائے گا، لیکن سلے کپڑے نکال لئے جائیں، ورنہ اس پر جنایت لازم ہوگی۔[۲]

مسئلہ: جس وقت اس کو ہوش آ جائے، تو تعیین احرام کر کے باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر ہوش نہ آئے، تو جس شخص نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہو، وہ یا اور کوئی دوسرا شخص وقوف عرفہ اور طواف وغیرہ اس کی طرف سے نیت کر کے اگر ادا کرے گا، تو حج ہو جائے گا، بے ہوش کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ ساتھ لے جائے اور جو شخص ایسے بے ہوش کی طرف سے طواف اور سعی کرے، اس کو اپنا طواف اور سعی علیٰحدہ کرنی ہوگی ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہوگی، ساتھ لے جانے کی حالت میں ایک طواف وسعی دونوں کی طرف ہو جائے گا، کیونکہ بے ہوش خود طواف میں موجود ہے، البتہ بے ہوش کی طرف سے نیت طواف الگ سے کرنی ہوگی۔[۳]

مسئلہ: اگر بے ہوش سے کوئی فعل ممنوعات احرام میں ہو گیا اگرچہ بلا ارادہ ہوا، اس کی جزاء بے ہوش ہی پر واجب ہوگی، جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہوگی۔[۴]

مسئلہ: جو شخص خود بھی احرام باندھے اور بے ہوش کی طرف سے بھی اس نے احرام باندھا ہے، اگر وہ کوئی فعل ممنوعات احرام میں سے کر لے گا، تو صرف ایک ہی جزا واجب ہوگی۔[۵]

---

۱ من خرج يريد حجة الاسلام فاغمى عليه قبل الاحرام او كان مريضا فنام قبله فنوى ولى عنه رفيقه او غيره بامره نصا او لا من الميقات او بمكة بعد احرام نفسه او قبله جاز عندنا......الخ (غنية الناسک باب الاحرام فصل فى احرام المغمى عليه....الخ ص: ۸۱)

۲ (ولا يشترط)......(تجريده عن لبس المخيط)...الخ (ارشاد السارى، فصل فى احرام المغمى عليه ص: ۱۲۲)

۳ ويصير محرما بذلک لا الذى باشر الاحرام عنه لانتقال احرامه اليه شرعا لانه يتوقع افاقته فيؤدى باقى الافعال بنفسه لعدم العجز.... الخ (غنية الناسک باب الاحرام فصل فى احرام المغمى عليه....الخ ص: ۸۲، ۸۱)

۴ ولو ارتكب محظورا لزمه موجبه لا المباشر (غنية الناسک باب الاحرام فصل فى احرام المغمى عليه....الخ ص: ۸۱)

۵ ولذا لو ارتكب هو ايضا محظورا لزمه جزاء واحدا.....الخ (ارشاد السارى، فصل فى احرام المغمى عليه ص: ۱۲۳)

مسئلہ: اگر احرام کے بعد کوئی شخص بے ہوش ہو جائے، تو اس کو عرفات اور طواف وغیرہ میں ساتھ لے جانا واجب ہے، دوسرے شخص کی نیابت کافی نہ ہوگی اور جب ایسے بے ہوش کو کوئی دوسرا شخص طواف کرائے، تو کرانے والے کیلئے طواف کی نیت کرنی شرط ہے۔[1]

مسئلہ: اگر ایسے بے ہوش کو خود اٹھا کر طواف کروایا اور نیت طواف کی اپنی طرف سے بھی کرلی، تو دونوں کو ایک طواف کافی ہو جائے گا۔[2]

مسئلہ: اگر بے ہوش کو اٹھانے والا حج کا طواف کر رہا ہے اور بے ہوش کو عمرہ وغیرہ کا طواف کروا رہا ہے، تب بھی جائز ہے، نیت مختلف ہونے میں کچھ مضائقہ نہیں۔[3]

مسئلہ: کوئی شخص مریض ہے، بے ہوش نہیں اور وہ احرام کے وقت سو گیا اور کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لئے اس نے کہہ دیا تھا اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو احرام صحیح ہو گیا، جاگنے کے بعد باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے، اور اگر بلا اس کے حکم کے کسی نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا، تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا، اسی طرح اگر ایسے مریض کو کوئی دوسرا شخص طواف سونے کی حالت میں کرائے، تو اس کے لئے بھی اس کا حکم اور فوراً طواف کرانا شرط ہے، اگر بلا اس کے حکم کے یا کچھ دیر کے بعد طواف کروایا، تو طواف نہ ہوگا۔[4]

نابالغ اور مجنون کا احرام

مسئلہ: اگر نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھدار ہے، تو وہ خود احرام باندھے اور افعال حج ادا کرے اور بالغ کی طرح حج اور عمرہ کے افعال کرے، اگر ناسمجھ اور چھوٹا بچہ ہے، تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے۔[5]

---

[1] و اذا اغمی علیه بعد الاحرام او نام المریض بعده تعین حمله اتفاقا ....الخ (غنیة الناسک باب الاحرام فصل فی احرام المغمی علیه....الخ ص: ۸۲)

[2] و اذا طیف به کان بمنزلة الطائف راکبا فیکتفی به المباشر بطواف واحد و ان اختلف طوافهما....الخ (غنیة الناسک باب الاحرام فصل فی احرام المغمی علیه....الخ ص: ۸۲)

[3] حوالہ بالا

[4] و اما فی النائم المریض فیشترط صریح الاذن......الخ (غنیة الناسک باب الاحرام فصل فی احرام المغمی علیه....الخ ص: ۸۲)

[5] ینعقد احرام الصبی الممیز للنفل لا للفرض...و کذا غیر الممیز (غنیة الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۳)

مسئلہ: چھوٹا بچہ (ناسمجھ) اگر خود افعال ادا کرے، یا خود احرام باندھے، تو یہ افعال اور احرام صحیح نہیں ہوں گے، البتہ سمجھدار بچہ اگر خود احرام باندھے اور افعال خود ادا کرے تو صحیح ہو جائیں گے۔[1]

مسئلہ: سمجھدار بچہ کی طرف سے ولی احرام نہیں باندھ سکتا۔[2]

مسئلہ: بچہ سمجھدار جو افعال خود کر سکتا ہو، خود کرے اور اگر خود نہ کر سکے تو اس کا ولی کر دے، البتہ طواف کے بعد واجب ہونے والی دو رکعتیں بچہ خود پڑھے، ولی نہ پڑھے۔[3]

مسئلہ: سمجھدار بچہ خود طواف کرے اور ناسمجھ کو ولی گود میں لے کر طواف کرائے، یہی حکم وقوف عرفات اور سعی اور رمی وغیرہ کا ہے۔[4]

مسئلہ: ولی کو چاہیئے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے، لیکن بچہ اگر کوئی ممنوع فعل کر لے گا، تو اس کی جزاء واجب نہ ہوگی، نہ بچہ پر اور نہ ولی پر۔[5]

مسئلہ: جب بچہ کی طرف سے احرام باندھا جائے، تو اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار دیئے جائیں اور چادر اور لنگی اس کو پہنا دی جائے۔[6]

مسئلہ: بچہ پر حج فرض نہیں ہے اس لئے یہ حج نفل ہوگا۔[7]

مسئلہ: بچہ کا احرام لازم نہیں ہوتا، اگر تمام افعال چھوڑ دے، یا بعض چھوڑ دے، تو اس پر کوئی جزاء اور قضا واجب نہ ہوگی۔[8]

مسئلہ: رشتہ کے اعتبار سے جو ولی سب سے قریب ہو وہ بچہ کی طرف احرام باندھے، مثلاً باپ اور بھائی دونوں ساتھ ہیں، تو بچہ کی طرف سے باپ کو احرام باندھنا اولیٰ ہے، بھائی وغیرہ باندھ لے گا تو

---

1. ینعقد احرام الصبی الممیز للنفل لا للفرض ... و کذا غیر الممیز (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۳)
2. ینعقد احرام الصبی الممیز للنفل لا للفرض ... و کذا غیر الممیز (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۳)
3. و جاز النیابۃ عنہ فی کل شئ الا فی رکعتی الطواف (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۴)
4. و ینوی عنہ حین یحملہ فی الطواف .... الخ (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۴)
5. و اذا احرم لہ ینبغی ان یجنبہ من محظورات الاحرام ... الخ (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۴)
6. و ینبغی للولی ان یجردہ قبل الاحرام و یلبسہ ازارا و رداء (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۴)
7. ینعقد احرام الصبی الممیز للنفل لا للفرض ... و کذا غیر الممیز (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۳)
8. و احرام الصبی غیر لازم فلا یلزمہ المضی فیہ (غنیۃ الناسک فصل فی احرام الصبی و المجنون ۸۴)

بھی جائز ہے۔[1]

مسئلہ: مجنون کا حکم تمام احکام میں ناسمجھ بچہ کی طرح ہے، لیکن اگر کوئی شخص احرام کے بعد مجنون ہوا ہے، تو ممنوعات احرام کے ارتکاب سے اس پر جزاء لازم ہونے میں اختلاف ہے، احتیاطاً جزاء دیدے، تو اچھا ہے، حج اس کا صحیح ہو جائے گا اور اگر احرام سے پہلے سے مجنون تھا اور اس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا اور پھر وہ ہوش میں آ گیا، تو اگر اس نے ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ خود احرام باندھ کر افعال حج ادا کر لئے، تو حج فرض ادا ہو گیا۔[2]

عورت کا احرام

مسئلہ: عورت کا احرام مرد کے احرام کی طرح ہے، فرق صرف یہ ہے، کہ عورت کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔[3]

مسئلہ: عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا منع ہے، اس لئے کوئی چیز پیشانی کے اوپر ایسی طرح لگا کر کپڑا اڈالے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔ (آج کل بازار میں اس قسم کے نقاب دستیاب ہیں جن سے پردہ بھی ہو جاتا ہے اور کپڑا بھی چہرے کو نہیں لگتا)۔[4]

مسئلہ: عورت کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہیں، چاہے رنگین ہوں۔[5]

مسئلہ: عورت کو احرام میں زیور، موزے اور دستانے پہننے جائز ہیں، مگر نہ پہننا بہتر ہے۔[6]

مسئلہ: عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے، صرف اس قدر زور سے پڑھے کہ خود سن لے۔[7]

مسئلہ: عورت طواف میں اضطباع (چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا)

---

❶ بل یحرم له ولیه والاقرب اولی (غنیة الناسک فصل فی احرام الصبی والمجنون ۸۴)

❷ والمجنون کالصبی الغیر الممیز فی جمیع ماذکرنا......الخ (غنیة الناسک فصل فی احرام الصبی والمجنون ۸۴)

❸ (هی فیه) ای المراۃ فی حق الاحرام (کالرجل الا)....(ان لها ان تلبس المخیط)...الخ (مناسک ملا علی قاری فصل فی احرام المراۃ ۱۱۵)

❹ (والمراۃ)....(کالرجل)....(لکنها تکشف وجهها ولا راسها ولو سدلت شیئا علیه وجافته عنه جاز) بل یندب....والمراد بکشف الوجه عدم مماسة شئ له...الخ (رد المحتار کتاب الحج ۳/۶۲۹، ۶۲۸ رشیدیه)

❺ وتلبس من المخیط ما بدا لها کالدروع والقمیص والسراویل....الخ (غنیة الناسک بفصل فی احرام المراۃ ۹۴)

❻ وتلبس من المخیط.....الخفین....والقفازین وقوله علیه السلام ((ولا تلبس القفازین)) نهی ندب (غنیة الناسک بفصل فی احرام المراۃ ۹۴)

❼ ولا تجهر بالتلبیة بل تسمع نفسها دفعا للفتنة (غنیة الناسک بفصل فی احرام المراۃ ۹۴)

اور رمل (سینہ نکال کر اکڑ چلنا) کبھی نہ کرے اور سعی میں میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر بھی نہ چلے، اپنی چال سے چلے اور جس وقت ہجوم ہو صفا اور مروہ پر بھی نہ چڑھے، اسی طرح مردوں کے ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ بھی نہ دے اور اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے، بلکہ دور ہی سے اشارے سے استلام کرے اور طواف کی دو رکعت بھی مقام ابراہیم میں مردوں کے ہجوم کے وقت نہ پڑھے۔[۱]

مسئلہ: عورت کو بالوں کا منڈوانا منع ہے، اس لئے احرام کھولنے کے وقت ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پورے کے برابر خود کاٹ دے، کسی اجنبی شخص سے کٹوانا حرام ہے، منڈائے نہیں اور ایک انگلی کے ایک پور سے کچھ زیادہ کاٹے، تاکہ اکثر حصہ سر کے بالوں کا کٹ جائے۔[۲]

مسئلہ: عورت کو حیض میں حج کے تمام افعال کرنے جائز ہیں، صرف طواف کرنا منع ہے، اگر احرام سے پہلے حیض آ جائے، تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے، مگر طواف اور سعی نہ کرے۔[۳]

مسئلہ: حیض کی وجہ سے طواف زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا، تو دم واجب نہ ہوگا۔[۴]

مسئلہ: اگر واپسی کے وقت حیض آ گیا اور طواف وداع نہ کر سکی، تو بھی دم واجب نہ ہوگا، لیکن پاک ہونے کے بعد طواف وداع کر کے واپس جانا بہتر ہے۔[۵]

ممنوعات احرام

یعنی وہ چیزیں جو احرام کی حالت میں منع ہے

مسئلہ: احرام باندھنے کے بعد جماع (یعنی ہم بستری) کا ذکر عورتوں کے سامنے کرنا، یا جماع کے

---

❶ ولا تضطبع ولا ترمل ولا تسعی بین المیلین ولا تستلم الحجر اذا کان ھناک جمع لانھا ممنوعۃ عن مماسۃ الرجال الخ (غنیۃ الناسک بفصل فی احرام المراۃ ۹۴)

❷ ولا تحلق راسھا لانھا مثلۃ کحلق الرجال لحیتہ بل تقصر من ربع شعرھا ....الخ (غنیۃ الناسک بفصل فی احرام المراۃ ۹۴)

❸ فلو حاضت قبل الاحرام اغتسلت واحرمت وشھدت جمیع المناسک الا الطواف والسعی ای: لان سعیھا بدون الطواف غیر صحیح (رد المحتار کتاب الحج ۲۳۸/۳ رشیدیہ)

❹ ولا یلزمھا دم لترک الصدر وتاخیر الزیارۃ عن وقتہ لعذر الحیض والنفاس (غنیۃ الناسک فصل فی احرام المراۃ ۹۴)

❺ ولا یلزمھا دم لترک الصدر وتاخیر الزیارۃ عن وقتہ لعذر الحیض والنفاس (غنیۃ الناسک فصل فی احرام المراۃ ۹۴)

اسباب جیسے بوسہ لینا، شہوت سے چھونا منع ہے۔[1]

مسئلہ: احرام کی حالت میں کوئی گناہ کا کام کرنا، خاص طور سے منع ہے، اگرچہ بلا احرام بھی ناجائز ہے۔[2]

مسئلہ: ساتھیوں کے ساتھ یا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا منع ہے۔[3]

مسئلہ: خشکی کے جانور کا شکار کرنا، یا کسی شکاری کو بتانا اور اشارہ کرنا منع ہے، شکاری کی مدد کرنا جیسے تیز تلوار، لکڑی، چھڑی، چاقو دینا بھی منع ہے، دریائی شکار جائز ہے۔[4]

مسئلہ: خشکی کے شکار کو بھگانا اور اس کا انڈا توڑنا، پر اور بازو اکھاڑنا، شکار کا انڈا یا شکار بیچنا، خریدنا، شکار کا دودھ نکالنا، اس کے انڈے یا گوشت کو بھوننا، پکانا، جوں مارنا، یا دھوپ میں ڈالنا، یا کپڑے کو جوں مارنے کے لئے دھونا، یا دھوپ میں ڈالنا، یا کسی دوسرے سے جوں مروانا، یا مارنے کے لئے اشارہ کرنا، خضاب لگانا، تلبید یعنی بالوں کو گوند وغیرہ سے ایسے طور سے جمانا کہ بال چھپ جائیں منع ہے، اگر بال نہ چھپیں تو مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ: خوشبو لگانا، ناخن اور بال کاٹنا، کٹوانا، سر یا منہ کو ڈھانکنا خواہ سارا یا تھوڑا منع ہے۔[6]

مسئلہ: (مرد کے لئے) سلے ہوئے کپڑے جیسے کرتا، پاجامہ، ٹوپی، عمامہ، کوٹ، دستانے، موزہ وغیرہ پہننا بھی منع ہیں۔[7]

مسئلہ: (مرد کے لئے) اگر جوتا نہ ہو تو موزوں کو کاٹ کر جوتے کی طرح بنا کر پہننا جائز ہے، لیکن اتنا کاٹنا ضروری ہے، کہ پیر کے بیچ میں جو ہڈی اٹھی ہوئی ہوتی ہے جس پر جوتے کا تسمہ باندھا جاتا ہے،

---

[1] فاذا احرم قولا بالتلبیة او فعلا بالسوق کما ذکرنا فلیتق الرفث وھو الجماع عند الجمھور ....او ذکر الجماع الخ (غنیة الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۵)

[2] او کل کلام فحش وفجور وزور، والفسوق المعاصی کلھا، وخصت بحال الاحرام لانھا اقبح حینئذ...الخ (مناسک ملا علی قاری فصل فی محرمات الاحرام ۱۱۷)

[3] والجدال مع الرفقاء والخدم والمکارین حتی یغضبھم..الخ (غنیة الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۵)

[4] وقتل صید البر واخذه....والاعانة علیه الخ (غنیة الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۹)

[5] وتنفیره وکسر بیضه وشیه ونتف ریشه....وقتل القملة ورمیھا...الخ (غنیة الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۹)

[6] وحلق راسه وراس غیره ولو حلالا....وقلم ظفره ولو واحدا...الخ (غنیة الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۵)

[7] ولبس المخیط....ولبس الخفین والجوربین الا ان لا یجد النعلین......الخ (غنیة الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۶،۸۵)

وہ کھل جائے۔[1]

مسئلہ: مرد کے لئے ایسا جوتا پہننا بھی منع ہے، جس میں پاؤں کی بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔[2]

مسئلہ: کرتا وغیرہ کو چادر کی طرح اوڑھنا جائز ہے، مگر اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔[3]

مسئلہ: سر اور منہ پر پٹی باندھنا منع ہے، اگر ایک دن اور ایک رات باندھی جائے گی، اگر چہ بیماری کی وجہ سے ہو، تو صدقہ واجب ہوگا۔[4] **مسئلہ:** خوشبودار چیز سے رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، ہاں اگر دھلا ہوا ہو اور خوشبو نہ آتی ہو، تو جائز ہے۔[5]

مسئلہ: جو شخص احرام کی حالت میں مرجائے، اس کی تجہیز و تکفین عام آدمی کی طرح کی جائے، اس کا سر ڈھانکا جائے، کافور اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔[6]

مکروہات احرام

مسئلہ: بدن سے میل دور کرنا، سر یا داڑھی اور بدن کو بغیر خوشبو والے صابون وغیرہ سے دھونا مکروہ ہے۔[7]

مسئلہ: سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا، سر یا داڑھی کو ایسی طرح کھجانا، کہ بال یا جوں گرنے کا خوف ہو مکروہ ہے، ایسے آہستہ کھجلانا کہ بال اور جوں نہ گرے جائز ہے۔[8]

---

[1] ولبس الخفين والجوربين الا ان لا يجد نعلين فليقطعهما حتى يكون اسفل من الكعبين (غنية الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۶)

[2] ولبس الخفين والجوربين الا ان لا يجد نعلين فليقطعهما حتى يكون اسفل من الكعبين (غنية الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۶)

[3] والحرام من لبس المخيط هو اللبس المعتاد حتى لو اتزر بالقميص والسراويل او وضع القباء على كتفه وادخل منكبيه ولا يدخل يديه لاباس به (الفتاوى العالمگيرية الباب الرابع فيما يفعله المحرم الخ ۱/۲۲۴)

[4] وتغطية الراس والوجه كله او بعضه..... بثوب او طين او حناء او تعصيب الخ (غنية الناسک فصل فی محرمات الاحرام ۸۸)

[5] ولا يلبس ثوبا مصبوغا بعصفر او زعفران او غيره الا ان يكون غسيلا.... الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الرابع فيما يفعله المحرم الخ ۱/۲۲۴)

[6] ولو مات محرم ايغطى راسه و وجهه لبطلان احرامه بموته الخ (رد المحتار كتاب الحج مطلب فيما يحرم الخ ۳/۵۶۸ رشيديه)

[7] وهي ازالة التفث وهو الوسخ والدرن والشعث وهو انتشار الشعر .... وغسلا لراس واللحية والجسد الخ (غنية الناسک فصل فی مكروهات الاحرام ۹۰)

[8] ومشط راسه ولحيته وحكهما وحک سائر بدنه حكا شديدا ان خاف سقوط شعرة او قملة والا فلا باس به (غنية الناسک فصل فی مكروهات الاحرام ۹۰)

مسئلہ: داڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے، اگر کرے، تو ایسی طرح کرے کہ بال نہ گریں۔[1]

مسئلہ: تہہ بند (لنگی) کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے، اگر کسی نے سترعورت کی حفاظت کی وجہ سے سی لیا، تو دم واجب نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: چادر میں گرہ دے کر گردن پر باندھنا، چادر اور تہہ بند (لنگی) میں گرہ لگانا، یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا، دھاگے یا رسی سے باندھنا مکروہ ہے۔[3]

مسئلہ: خوشبو کو چھونا، یا سونگھنا، خوشبو والے کی دوکان پر خوشبو سونگھنے کے لئے بیٹھنا، خوشبودار میوہ اور خوشبودار گھاس کو سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے، اگر بلاارادہ خوشبو آجائے، تو کچھ حرج نہیں۔[4]

مسئلہ: سر اور منہ کے علاوہ اور بدن پر بلا وجہ کے پٹی باندھنا مکروہ ہے، اگر ضرورت ہو تو مکروہ نہیں۔[5]

مسئلہ: کعبہ کے پردہ کے نیچے اس طرح کھڑے ہونا، کہ منہ کو یا سر کو لگے، مکروہ ہے، اگر سر یا چہرے کو نہ لگے تو جائز ہے۔[6]

مسئلہ: لنگی میں نیفہ موڑ کر کمر بند ڈال کر باندھنا مکروہ ہے۔[7]

مسئلہ: ناک، ٹھوڑی، رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے، ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔[8]

مسئلہ: تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔[9]

---

❶ (وتخليل اللحية) لغير المحرم قال ابن عابدين رحمه الله تعالى قوله (لغير المحرم) اما المحرم فمكروه الخ (رد المحتار كتاب الطهارة مطلب في منافع السواک ۱/۲۵۵) رشيديه)

❷ وعقد الازار والرداء بان يربط طرف احدهما بطرفه الاخر الخ (غنية الناسک فصل في مكروهات الاحرام ۹۱)

❸ ولا يشد طيلسانه بالزر او الخلال لانه يشبه المخيط...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الرابع فيما يفعله المحرم الخ ۱/۲۲۴)

❹ ومس الطيب ان لم يلتزق شئ من جرمه الى بدنه....وشمه الخ (غنية الناسک فصل في مكروهات الاحرام ۹۱)

❺ ولو عصب غير الراس من بدنه يكره ايضا ان كان بلا علة (مناسک ملا علي قاري فصل في مكروهاته ۱۲۱)

❻ وكذا لو دخل تحت ستر الكعبة حتى غطاه والستر لا يصيب راسه ول وجهه لا باس به فان كان يصيب راسه او وجهه كره ذلک لمكان التغطية...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الرابع فيما يفعله المحرم الخ ۱/۲۲۴)

❼ وعقد الازار والرداء بان يربط طرف احدهما بطرفه الاخر الخ (غنية الناسک فصل في مكروهات الاحرام ۹۰)

❽ ويتقي ستر الراس والوجه ولا يغطي فاه ولا ذقنه ولا عارضه ولا باس بان يضع يده على انفه...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الرابع فيما يفعله المحرم الخ ۱/۲۲۴)

❾ وكب وجهه على وسادة بخلاف خديه (غنية الناسک فصل في مكروهات الاحرام ۹۱)

مسئلہ: خوشبودار کھانا (بغیر پکا ہوا) مکروہ ہے، پکا ہوا خوشبودار کھانا مکروہ نہیں۔[1]

مسئلہ: اپنی بیوی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا مکروہ ہے۔[2]

مسئلہ: چوغہ اور قبہ وغیرہ کو صرف کندھوں پر ڈالنا بھی مکروہ ہے، اگر چہ ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے ہوں۔[3]

مسئلہ: احرام باندھنے کے بعد دھونی دیا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔[4]

مباحاتِ احرام

یعنی وہ کام جو احرام میں کرنا جائز ہیں

مسئلہ: ضرورت کیلئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے اور غبار دور کرنے کے لیے غسل کرنا جائز ہے چاہے پانی ٹھنڈا ہو یا گرم، لیکن میل دور نہ کرے، غوطہ لگانا، حمام میں داخل ہونا، کپڑا پاک کرنا، انگوٹھی پہننا، گھڑی پہننا، ہتھیار باندھنا، دشمن سے شریعت کے حکم کے مطابق جنگ کرنا جائز ہے۔[5]

مسئلہ: ہمیانی اور پیٹی (بیلٹ) لنگی کے اوپر یا نیچے باندھنا جائز ہے، چاہے اس میں اپنا روپیہ ہو، یا کسی دوسرے کا۔[6]

مسئلہ: گھر اور خیمے کے اندر داخل ہونا، چھتری لگانا اور کسی سایہ دار چیز کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔[7]

مسئلہ: آئینہ دیکھنا، مسواک کرنا، دانت اکھاڑنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کا کاٹنا، بلا بال دور کئے حجامہ

---

❶ (واکل طعام) ای غیر مطبوخ (یوجد منہ رائحۃ الطیب) بخلاف المطبوخ فانہ لایکرہ (مناسک ملا علی قاری فصل فی مکروھاتہ ۱۲۱)

❷ والنظر الی فرج امراتہ بشھوۃ (غنیۃ الناسک فصل فی مکروھات الاحرام ۹۱)

❸ والقاء القباء والعباء ونحوھما علی منکبیہ من غیر ادخال یدیہ وکمیہ... الخ (غنیۃ الناسک فصل فی مکروھات الاحرام ۹۱،۹۰)

❹ ولبس الثوب المبخر بعد الاحرام الخ (غنیۃ الناسک فصل فی مکروھات الاحرام ۸۸)

❺ لہ الغتسال بالماء القراح...... حیث لا یزیل الوسخ بل یقصد الطھارۃ او دفع الغبار او الحرارۃ..... وغسل الثوب للطھارۃ او النظافۃ .... ومقاتلۃ عدوہ بدءاو دفعا للضرر...... وتقلد السیف... الخ (غنیۃ الناسک فصل فی مکروھات الاحرام ۹۲، ۹۱)

❻ ولا باس بشد الھمیان او المنطقۃ للمحرم سواء کان فی الھمیان نفقتہ او نفقۃ غیرہ.... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الرابع فیما یفعلہ المحرم الخ ۱/۲۲۴)

❼ (۲) "(والاستظلال)... (ببیت) ای: من داخل او خارج (ومحمل وعماریۃ)... (وفسطاط)... ای: خیمۃ کبیر" (ارشاد الساری، فصل فی مباحاتہ، ص: ۱۲۲)

کروانا، بلا خوشبودار سرمہ لگانا، ختنہ کرنا، آبلہ کو توڑنا، ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا جائز ہے۔[1]

مسئلہ: انجکشن اور ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

مسئلہ: تہہ بند (لنگی) میں روپیہ یا گھڑی کے لئے جیب لگانا جائز ہے۔[2]

مسئلہ: سر اور منہ کے علاوہ سارے بدن کو ڈھانپنا، کان گردن، پیروں کو چادر، رومال وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔[3]

مسئلہ: جو داڑھی ٹھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہے، اس کو ڈھانپنا جائز ہے۔[4]

مسئلہ: دیگ، طباق، رکابی، چارپائی وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔[5]

مسئلہ: خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا جائز ہے جسے حلال شخص نے حل میں شکار کیا ہو اور اسی نے ذبح کیا ہو، محرم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہو، اونٹ، گائے، بکری، مرغی، گھریلو بطخ کو ذبح کرنا اور گوشت کھانا بھی جائز ہے اور جنگلی بطخ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔[6]

مسئلہ: موذی جانوروں کا مارنا جائز ہے، جیسے سانپ، بچھو، پسو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، کھٹمل، چیل، مکھی، مردار خور کوّا وغیرہ۔[7]

مسئلہ: بلا الائچی اور لونگ اور خوشبودار تمباکو کے پان کھانا جائز ہے اور لونگ الائچی اور خوشبودار تمباکو ڈال کر کھانا مکروہ ہے۔[8]

---

❶ "(والاکتحال) بما لا طیب فیہ... (والنظر فی المرآة)... (والسواک)... (ونزع الضرس) ای: قلعه مطلقاً (والظفر المکسور) ای: قطعه (والفصد) ای: (والحجامة) ای: الاحتجام (وجبر المکسور) ای: اصلاح المکسور (وتعصیبه بخرقة) وکذا تغطیته اذا لم یکن برأسه ووجهه.... الخ (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۲۲)

❷ (وشد الهمیان)... ای ربطه فی وسطه سواء کان فیه نفقته او نفقة غیره (والمنطقة)۔" (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۲۲)

❸ "وتغطیة اللحیة مادون الذقن واذنیه وقفاه ویدیه وسائر بدنه سوی الرأس والوجه (غنیة الناسک، باب الاحرام، فصل فی مباحات الاحرام، ص: ۹۳)

❹ "وتغطیة اللحیة مادون الذقن... الخ (غنیة الناسک، باب الاحرام، فصل فی مباحات الاحرام، ص: ۹۳)

❺ والحمل علی رأسه اجانة او طبقا او عدل بر او نحو ذلک (غنیة الناسک، باب الاحرام، فصل فی مباحات الاحرام، ص: ۹۳)

❻ وأکل ما اصطاده حلال فی الحل ولو بارادته اذا لم یشارکه فیه محرم بوجه من وجوه الاعانة (غنیة الناسک، باب الاحرام، فصل فی مباحات الاحرام، ص: ۹۳)

❼ (وقتل الهوام) کالوزغ والحیة والعقرب والذباب والبعوض والبرغوث..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۲۵)

❽ (وأکل طعام فیه طیب ان مسته النار) وکذا ان لم تمسه کما سبق (او تغیر)... فیکره ان وجد منه رائحة ولا یجب علیه شیء (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۳۸)

مسئلہ: خوشبودار چیز کھانا مکروہ ہے، اگر کسی نے کھانے میں خوشبو ڈال کر پکالیا اور خوشبو آتی ہے تو مکروہ نہیں۔[1]

مسئلہ: ایسا شعر پڑھنا جس میں گناہ کی بات نہ ہو، جائز ہے اور جس میں گناہ کی بات ہو ناجائز ہے۔[2]

مسئلہ: داڑھی، سر اور تمام بدن کو اس طرح کھجلانا کہ بال نہ گرے جائز ہے اور اگر زور سے کھجلانے سے بال ٹوٹنے کا اندیشہ نہ ہو، تو پھر زور سے کھجلانا بھی جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے۔[3]

مسئلہ: گھی، تیل، چربی کا کھانا جائز ہے۔[4]

مسئلہ: زخم یا ہاتھ پاؤں کی پھٹن میں تیل لگانا جائز ہے، بشرطیکہ خوشبو والا نہ ہو۔[5]

مسئلہ: مسائل اور دینی امور میں گفتگو اور مباحثہ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: احرام کی حالت میں اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا جائز ہے، لیکن صحبت کرنا جائز نہیں۔[6]

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔[7]

مسئلہ: جب مکہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا۔[8]

اے اللہ میرے لئے مکہ مکرمہ میں ٹھکانہ کردے اور حلال روزی دے۔

---

❶(و أکل طعام فیه طیب ان مسته النار) و کذا ان لم تمسه کما سبق (او تغیر) ففی النخبة و له أکل طعام فیه طیب مما مسته النار و تغیر، و ما أکل طیب غیرته النار و لم یخلط بطعام او خلط و طبخ لم تغیره النار فیکره ان وجد منه رائحة و لا یجب علیه شیء (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۳۸)

❷(و انشاء الشعر) الذی لا اثم فیه فان انشاد الشعر القبیح، و انشاؤه مذموم مطلقاً۔" (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۲۴)

❸و ان یحک رأسه و لحیته و سائر جسده برفق ان خاف سقوط شعرة و قملة، و الا فلا بأس بحکه، و لو بشدة، او خروج دم۔" (غنیة الناسک، باب الاحرام، فصل فی مباحات الاحرام، ص: ۹۴، ۹۳)

❹(و السمن) ای: و له استعمال السمن بالاکل او الشراب (و الزیت) ای: دهن الزیتون (و الشیرج) ای: و دهن السمسم... (و کل دهن لا طیب فیه و الشحم) ای: دهنه و کذا الالیة (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۲۴)

❺(و کل دهن لا طیب فیه و الشحم) ای: دهنه... (و دهن جرح)... (او شقاق)۔" (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۲۴)

❻و ان یتزوج و ان یزوج عندنا (غنیة الناسک، باب الاحرام، فصل فی مباحات الاحرام، ص: ۹۳)

❼یستحب ان یغتسل لدخول مکة و هو مستحب للحائض و النفساء (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج: ۱/۲۲۴)

❽(و اذا رأی مکة) ای: بلدها (دعا) ای: بقوله: اللهم اجعل لی بها قرارا و ارزقنی فیها رزقا حلالا (ارشاد الساری، باب دخول مکة، ص: ۱۲۷)

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوا، ادب اور تعظیم کرتا ہوا داخل ہو اور داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ جِئْتُ لِاُؤَدِّيَ فَرِيْضَتَكَ وَاَطْلُبَ رَحْمَتَكَ وَاَلْتَمِسَ رِضَاكَ مُتَّبِعًا لِاَمْرِكَ رَاضِيًا بِقَضَائِكَ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ اِلَيْكَ الْمُشْفِقِيْنَ مِنْ عَذَابِكَ الْخَائِفِيْنَ مِنْ عِقَابِكَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِيَ الْيَوْمَ بِعَفْوِكَ وَتَحْفَظَنِيْ بِرَحْمَتِكَ وَتَجَاوَزَ عَنِّيْ بِمَغْفِرَتِكَ وَ تُعِيْنَنِيْ عَلٰى اَدَاءِ فَرْضِكَ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا وَاَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔[1]

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں رات اور دن میں جس وقت چاہے داخل ہو جائز ہے، لیکن دن کو داخل ہونا افضل ہے۔[2]

مسجد حرام میں داخل ہونے کے آداب

بیت اللہ کی مسجد کا نام مسجد حرام ہے، بیت اللہ مسجد حرام کے بالکل بیچ میں ہے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے، اگر فوراً ممکن نہ ہو تو سامان وغیرہ کا بندوبست کر کے اول مسجد میں حاضر ہونا چاہیے۔[3]

مسئلہ: مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے۔[4]

مسئلہ: تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہو اور پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے اور اعتکاف کی نیت بھی کر لے:

---

[1] و اذا اراد دخول مكة دخلها ملبيا متواضعا خاشعا .... داعيا بما شاء و استحبوا ان يقول ..... الهم انت ربى و انا عبدك جئت لاودى فرضك و اطلب رحمتك ...... الخ (غنية الناسك، فصل و يستحب الخ، ص: ۹۶)

[2] و لا يضره ليلا دخلها او نهارا ...... و المستحب ان يدخلها نهارا (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج: ۱/۲۲۴)

[3] و [4] ثم توجه نحو المسجد ملبيا مكبرا ..... الى ان يصل الى باب ..... بباب السلام فيبدأ بالمسجد .... مقدما رجله اليمنى .... داعيا بقوله: بسم الله و الصلاة و السلام على رسول الله .... الخ (غنية الناسك، فصل و يستحب الخ، ص: ۹۷)

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَکَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اے اللہ اس گھر کی شرافت وعظمت و بزرگی اور ہیبت بڑھا، اور جو اس کی زیارت کرنے والا ہو اور اس کی عزت واحترام کرنے والا ہو، اس کی بھی شرافت، بزرگی اور بھلائی زیادہ کر، اے اللہ آپ کا نام سلام ہے اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے، پس ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔

اس کے بعد درود شریف پڑھے اور جو دعا چاہے مانگے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔[1]
سب سے زیادہ اہم دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بلا حساب کے جنت مانگے اور اس وقت یہ دعا بھی مستحب ہے:

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَیْتِ مِنَ الدَّیْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِیْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں، اس گھر کے رب کی قرضہ محتاجگی اور تنگ دلی اور عذاب قبر سے۔

مسئلہ: بیت اللہ شریف کے دیکھتے وقت کھڑے ہو کر دعا مانگنا مستحب ہے۔[2]
فائدہ: جو دعائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں، اگر وہ یاد ہوں، تو ان کا مانگنا افضل ہے، لیکن اگر وہ دعا یاد نہ ہوں تو جو چاہے دعا مانگے، کسی جگہ کوئی خاص دعا مخصوص نہیں کہ اس کا مانگنا

---

[1] فاذا عاین البیت کبر ثلاثا.... ثم یرفع یدیه.... و یقول: اللھم زد ھذا البیت...... ثم صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ھی من اھم الاذکار ھنا و دعا بما احب فقد جاء انه تستجاب دعوۃ المسلم عند رؤیة الکعبة...... الخ (غنیة الناسک، فصل و یستحب الخ، ص:۹۷)

[2] و من اھم الادعیة طلب الجنة بلا حساب و من المأثور ھنا اعوذ برب البیت..... الخ (غنیة الناسک، فصل و یستحب الخ، ص:۹۷)

ضروری ہو، جس دعا میں خشوع حاصل ہو وہ مانگے۔[1]

مسئلہ: مسجد حرام میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد نہ پڑھے، اس مسجد کا تحیہ، طواف ہے، اس لئے دعا مانگنے کے بعد طواف کرے، البتہ اگر طواف کرنے کی وجہ سے فرض نماز کے قضا ہونے، یا مستحب وقت نکل جانے، یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو، تو طواف کی بجائے تحیۃ المسجد پڑھنا چاہئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔[2]

مسئلہ: نماز جنازہ، سنت مؤکدہ، وتر کو طواف تحیۃ سے پہلے پڑھے اور اشراق، تہجد، چاشت وغیرہ کو طواف سے پہلے نہ پڑھے۔[3]

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے فوراً طواف کا ارادہ نہ ہو، تو تحیۃ المسجد پڑھنا چاہیے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔[4]

مسئلہ: مسجد حرام میں، بلکہ ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے، اور نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے، اس طرح مسجد میں کھانا، پینا، سونا جائز ہو جائے گا، البتہ دنیا کی باتیں نہ کرے۔[5]

مسئلہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے آگے، طواف کرنے والوں کو گزرنا جائز ہے اور طواف نہ کرنے والوں کو بھی جائز ہے، مگر سجدہ کی جگہ سے نہ گزریں۔[6]

---

[1] و دعا بما احب فقد جاء انه تستجاب دعوۃ المسلم عند رؤیۃ الکعبۃ (غنیۃ الناسک، فصل و یسحب الخ، ص: ۹۷)

[2] (و لا یشتغل بتحیۃ المسجد) لان تحیۃ ھذا المسجد الشریف ھو الطواف .... الخ (ارشاد الساری، فصل و یستحب، ص: ۱۲۹)

[3] (و لا بشیء آخر) ای: من السنن الزائدۃ کصلاۃ الضحی و الاشراق و التھجد (الا ان یکون علیہ فائتۃ) ...... الخ (ارشاد الساری، فصل و یستحب، ص: ۱۲۹)

[4] و اراد ان یجلس فلا یجلس حتی یصلی رکعتین تحیۃ المسجد الا ان یکون الوقت مکروھا للصلاۃ (ارشاد الساری، فصل و یستحب، ص: ۱۲۹)

[5] و یستحب لہ ان ینوی الاعتکاف کلما دخل المسجد الحرام فانہ مستحب فی کل مسجد ... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فیما ینبغی لھا الاعتناء بہ الخ، تنبیہ، ص: ۱۳۸)

[6] ما روی المطلب بن ابی وداعۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ ﷺ حین فرغ من سعیہ جاء حتی اذا حاذی الرکن فصلی رکعتین فی حاشیۃ المطاف و لیس بینہ و بین الطائفین احد ... تنبیہ ... اذا صلی فی المسجد ینبغی ان لا یمنع المار لھذا الحدیث و ھو محمول علی الطائفین لان الطواف صلاۃ فصار کمن بین یدیہ صفوف من المصلین و قال: ثم رأیت فی البحر العمیق ... ان المرور بین یدی المصلی بحضرۃ الکعبۃ یجوز۔" (رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی عدم المار بین یدی المصلی عند الکعبۃ: ۳/ ۵۸۹، رشیدیہ)

مسجد حرام میں نماز کے ثواب کی زیادتی

مسئلہ: مسجد حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے، اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے، البتہ عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔[1]

مسئلہ: جس طرح کعبہ سے باہر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے، ایسا ہی کعبہ کے اندر بھی جائز ہے، کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی صورت میں چاروں طرف قبلہ ہے، جدھر کو چاہے نماز پڑھے۔[2]

مسئلہ: کعبہ کے اندر فرض نماز اور نفل پڑھنا جائز ہے۔[3]

مسئلہ: کعبہ کی چھت پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے، مگر بلاضرورت اوپر چڑھنا اور نماز پڑھنا منع ہے۔[4]

مسئلہ: کعبہ کے اندر تنہا یا جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو، کیونکہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے، البتہ یہ ضرور شرط ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو، اگر کوئی مقتدی امام کی طرف کو منہ کر کے نماز پڑھے گا، تو نماز ہو جائے گی، مگر اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا، آگے ہونے کی صورت یہ ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اور مقتدی آگے ہو، اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔[5]

---

(1) قال قال رسول الله ﷺ : صلاة فی مسجدی هذا افضل من الف صلاة فی غیره من المساجد الا المسجد الحرام......الخ (غنية الناسک، باب السعی بین الصفاو المروة، مطلب فی مضاعفة الصلاة فی المسجد الحرام، ص: ۱۴۱)

(2) و لو صلی فی جوف الکعبة او علی سطحها جاز الی ای جهة توجهه۔" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی استقبال القبلة: ۱/۶۳، رشیدیه)

(3) و یصح فرض و نفل فیها و فوقها) . . . (و ان کره الثانی) للنهی۔" (الدر المختار) قال ابن عابدین رحمه الله تعالی: (قوله: و ان کره الثانی) ای: الصلاة فوقها (قوله: للنهی) لانها من السبع التی نهی عنها رسول الله ﷺ۔" (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی الکعبة: ۲، ۲۵۴، سعید)

(4) ایضا

(5) و لو صلوا فی جوف الکعبة بجماعة و استداروا حول الامام فمن جعل ظهره الی ظهر الامام او جعل وجهه الی ظهره جازت صلاته و کذا ان جعل وجهه الی وجهه الا انه یکره اذا لم یکن بینه و بین الامام سترة و من جعل ظهره الی وجه الامام لم یجز۔" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلاة، و مما یتصل بذلک الصلاة فی الکعبة: ۱/۶۵، رشیدیه)

مسئلہ: بیت اللہ کی مسجد میں کعبہ کے چاروں طرف نماز پڑھنی جائز ہے، لیکن بیت اللہ کا سامنے ہونا ضروری ہے، اگر بیت اللہ سامنے نہ ہوگا، تو نماز نہ ہوگی، بیت اللہ سے فاصلہ پر تو بیت اللہ کی سیدھ کافی ہو جاتی ہے، مگر قریب ہونے کی صورت میں ذرا سے فرق سے بھی بعض اوقات استقبال قبلہ نہیں رہتا، اگر قریب کھڑے ہونے کی صورت میں عین قبلہ کا استقبال نہ ہوگا، تو نماز نہ ہوگی۔[1]

مسئلہ: نماز میں صرف حطیم کی طرف رُخ کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے، چاہے حطیم بیچ میں آ جائے۔[2]

مسئلہ: جب امام بیت اللہ کے باہر کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہو، تو مقتدیوں کو چاروں طرف سے حلقہ بنا کر اس کی اقتداء درست ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے، اس طرف کوئی مقتدی امام سے آگے نہ ہو، یعنی امام اور کعبہ میں جتنا فاصلہ ہے، مقتدی اور کعبہ میں اس سے کم نہ ہو، ورنہ جو شخص بہ نسبت امام کے زیادہ قریب ہوگا، وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا اور اس کی نماز نہ ہوگی، البتہ اور کسی طرف سے اگر کوئی جماعت یا شخص کعبہ کے زیادہ قریب ہو تو کچھ حرج نہیں۔[3]

مسئلہ: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیے، سیر و تفریح میں اس مسجد کی نماز چھوٹ نہ جائے۔

وہ مقامات جہاں بیت اللہ شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی

1. خانہ کعبہ کے اندر۔
2. مقام ابراہیم کے پیچھے۔
3. مطاف میں حجر اسود کے مقابل۔

---

[1] اتفقوا علی ان القبلة فی حق من کان بمکة عین الکعبة فیلزمه التوجه الی عینها و لا فرق بین ان یکون بینه و بینها حائل من جدار او لم یکن۔" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی استقبال القبلة ۱/ ۶۳)

[2] و لو صلی مستقبلا بوجهه الی الحطیم لا یجوز۔" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی استقبال القبلة ۱/ ۶۳)

[3] و اذا صلی الامام فی المسجد الحرام و تحلق الناس حول الکعبة و صلوا صلاة الامام فمن کان منهم اقرب الی الکعبة من الامام جازت صلاته اذا لم یکن فی جانب الامام۔" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الصلاة، و ممایتصل بذلک الصلاة فی الکعبة: ۱/ ۶۵، رشیدیه)

۴ رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان میں واقع ہے۔

۵ کعبہ کے دروازے کے پاس بیت اللہ کے سامنے جو گڑھا ہے، جس کو مقام جبرئیل بھی کہتے ہیں۔

۶ بیت اللہ کے دروازہ کے نزدیک۔

۷ حطیم خصوصاً میزاب رحمت کے نیچے۔

۸ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان۔

۹ مصلّٰی آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔[1]

حرمین شریفین سے متعلق چند ضروری مسائل (اضافہ)

مسئلہ: آج کل عورتیں مردوں کے برابر جماعت میں، یا آگے مردوں کے مقابل کھڑی ہوجاتی ہیں ،اس سے مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے،لہذا عورتوں کے برابر کھڑا نہ ہو۔[2]

مسئلہ: اگر عورتوں کی صف آگے اور مردوں کی صف عورتوں کی صف کے پیچھے ہو،تو مردوں کی نماز نہ ہوگی۔[3]

مسئلہ: محاذات کی صورت میں نماز کے فاسد ہونے کی چند شرطیں ہیں:

۱ عورت کا قابل جماع ہونا چاہے بالغہ ہو یا نابالغہ۔

۲ دونوں کا ایک نماز میں شریک ہونا۔

۳ درمیان میں حائل یا ایک آدمی کی جگہ خالی نہ ہونا۔

۴ عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرط پایا جانا،یعنی مجنون اور حیض ونفاس والی نہ ہونا۔

---

۱ فصل: فی المواضع التی صلی فیها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد الحرام خلف المقام... (وتلقاء الحجر الاسود علی حاشیة المطاف) ...(وقرب الرکن العراقی)...(وعند باب الکعبة)...(والحفرة)...(ووجه البیت)...(والحجر) ای: الحطیم...(وداخل البیت) ای: داخل الکعبة...(وبین الرکنین الیمانین)...(وعند الرکن الشامی)..." (ارشاد الساری، فصل فی المواضع التی صلی فیها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد الحرام خلف المقام، ص: ۴۹۹،۴۹۸)

۲ قوم صلوا علی ظهر ظلة فی المسجد وتحتهم قدامهم نساء... فان کن ثلاثا فی ظاهر الروایة تفسد صلاة ثلاثة من الرجال الی آخر الصفوف۔" (الفتاوی العالمکیریة، الفصل الرابع فی بیان: ۸۷/۱)

۳ اذا کان صف تام من النساء خلف الامام ووراءهن صفوف من الرجال فسدت صلاة تلک الصفوف کلها استحسانا۔" (الفتاوی العالمکیریة، الفصل الرابع فی بیان مایمنع صحة الاقتداء ومالا یمنع: ۸۷/۱ رشیدیه)

⑤ ایک رکن کی مقدار کم از کم برابر کھڑے ہو کر نماز میں شریک رہنا۔

⑥ دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں، یا عورت اس مرد کی مقتدی ہو۔

⑦ امام کا عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کرنا، اگر نیت نہ کی ہو تو مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی، عورت کی فاسد ہو جائے گی۔[1]

مسئلہ: اگر جماعت کی نماز میں عورت مرد کے دائیں بائیں یا آگے کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس لئے حرم شریف میں نماز شروع کرتے ہوئے احتیاط کریں کہ آس پاس کوئی عورت نہ ہو، اور باوجود احتیاط کے اگر دوران نماز کوئی عورت برابر میں آکر کھڑی ہو جائے تو مرد کو چاہئے کہ ایک یا دو قدم آگے بڑھ جائے، ان شاء اللہ نماز فاسد نہ ہوگی۔[2]

مسئلہ: عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے، لہٰذا حرمین شریفین میں عصر کے بعد طواف، ذکر و دعا، درود شریف میں مشغول رہیں۔[3]

مسئلہ: فجر کی سنتوں کا وقت فجر کے فرائض سے پہلے ہے، اگر خدانخواستہ کسی کی فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں، تو پھر انھیں فرائض کے فوراً بعد ادا نہ کریں، بلکہ سورج طلوع ہو جانے کے بعد جب اشراق کا وقت شروع ہو جائے، اس وقت ادا کریں۔

مسئلہ: حرمین شریفین کے بعض مقامات پر سلفی علماء کے بیانات ہوتے ہیں اور وہ حضرات اپنے مسلک کے مطابق مسائل بیان کرتے ہیں، جو اکثر حنفی مسلک سے مطابقت نہیں رکھتے، اس لئے ان علماء کے بیانات سننے کی بجائے حنفی علماء سے استفادہ کیا جائے۔

---

① و ② محاذاة المرأة الرجل مفسدة لصلاته و لها شرائط: منها: ان تكون المحاذية مشتهاة تصلى للجماع و لا عبرة للسن و هو الاصح ... منها: ان تكون الصلاة مطلقة و هى التى لها ركوع و سجود و ان كان يصليان بالايماء و منها: ان تكون الصلاة مشتركة تحريمة و اداء و نعنى بالشركة تحريمة ان يكونا بانيين تحريمتهما على تحريمة الامام ... و منها: ان يكونا فى مكان واحد ... و منها: ان يكون بلا حائل ... و منها: ان تكون ممن تصح منها الصلاة حتى ان المجنونة اذا حاذته لا تفسد صلاته و منها: ان ينوى الامام امامتها ... و منها: ان تكون المحاذاة فى ركن كامل ... و منها: ان تكون جهتهما متحدة۔" (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، فصل الخامس فى بيان مقام الامام و المأموم: ۱/ ۸۹)

[2] و يفسدها محاذاة المشتهاة بساقها و كعبها الخ (رد المحتار: ۱/ ۵۷۵-۵۷۲)

[3] و اما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس (رد المحتار: ۲/ ۵۷)

مسئلہ: عام حالات میں عورتوں کیلئے نماز جنازہ نہیں ہے، لیکن حرمین شریفین میں حاضری کے موقعہ پر اگر نماز جنازہ شروع ہوجائے، تو عورتیں شریک ہوسکتی ہیں، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ نماز جنازہ کا طریقہ سیکھ لیں۔

مسئلہ: بیت اللہ شریف کی طرف پاؤں کرنا، اس کی طرف تھوکنا، قرآن شریف پر ٹیک لگانا، اسے زمین پر رکھنا، اس کا تکیہ بنانا بڑی بے ادبی اور گناہ کی بات ہے، ان سب باتوں سے بچنا ضروری ہے۔[1]

مسئلہ: حنفی فقہ میں دوران نماز آمین آہستہ آواز میں کہی جاتی ہے، حرمین شریفین میں چونکہ تمام مسالک کے لوگ موجود ہوتے ہیں، جن میں سے بعض بلند آواز سے آمین کہتے ہیں، ان کی دیکھا دیکھی میں بلند آواز سے آمین کہنے کی بجائے آمین آہستہ آواز ہی سے کہیں۔[2]

مسئلہ: حنفی فقہ میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز شروع ہونے سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں ہے۔[3]

مسئلہ: عورتوں کیلئے حرمین شریفین جا کر مسجد میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ عورتیں گھر میں نماز پڑھیں۔[4]

مسئلہ: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں، جو گوشت فروخت ہوتا ہے، اگر وہ تازہ ہے، اور وہیں ذبح کیا گیا ہے تو اس کا استعمال جائز ہے، یا وہ تازہ تو نہیں، لیکن کسی اسلامی ملک سے درآمد کیا گیا ہے، یا اس کے جائز ہونے کی تصدیق کسی مستند مسلمان جماعت نے کردی ہے ایسے گوشت کا استعمال بھی جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا استعمال بھی جائز نہیں۔

---

[1] وکما کرہ مدرجلیہ فی نوم او غیرہ الیہا (شامی: ۱/۶۵۵، ط سعید)

[2] ویخفونہا ای ویخفی الامام والمقتدون آمین۔ (ردالمحتار: ۱/۴۹۲، ط سعید)

[3] ویجلس بینہما الا فی المغرب فانما قدر ثلث آیات۔ (شامی: ۱/۳۸۹، ط سعید)

[4] ویکرہ حضورہن الجماعۃ (شامی: ۱/۵۶۶، ط سعید)

طواف کا بیان

طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں اور حج کے بیان میں اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف سات مرتبہ چکر لگانا ہے۔[1]

طواف کی بہت فضیلت ہے اور حدیثوں میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، (جن میں سے) ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں، اور چالیس نماز پڑھنے والوں کیلئے اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔[2]

دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا معاف کر دیتے ہیں اور ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔[3]

مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس قدر ہو سکے طواف کرتا رہے، اکثر اوقات حرم میں گزارے اور بیت اللہ کو دیکھتا رہے، بیت اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

طواف کا طریقہ:

یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا کندھا حجر اسود کے مقابل ہو یعنی حجر اسود داہنی طرف رہے، اس کے بعد طواف کی نیت کر کے داہنی طرف کو اتنا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح نماز کے لئے اٹھائے جاتے ہیں (یعنی کانوں کے برابر) اور ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھے:

---

1. الطواف هو الدوران حول الكعبة.... الخ (غنية الناسک، باب فی ماهية الطواف وانواعه، ص: ۱۰۹)
2. منها ابن عمر رضی اللہ عنهما: من طاف بالبيت اسبوعا لا يضع قدما ولا يرفع اخرى الا حط اللہ تعالى عنه بها خطيئة وكتب له بها حسنة و رفع له بها درجة۔" (اعلاء السنن، کتاب الحج، باب فی فضل الطواف: ۱۰/۹۵، ۹۶)
3. منها ابن عباس رضی اللہ عنهما: ينزل اللہ تعالى فی كل يوم مائة و عشرين رحمة منها على الطائفين ستون، و اربعون على المصلين، و عشرون على الناظرين۔" (اعلاء السنن، کتاب الحج، باب فی فضل الطواف: ۱۰/۹۵، ۹۶)

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں وہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ تیرے حکم کی تعمیل میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کو پورا کرنے اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے لئے اس پتھر کو چھوتا اور چومتا ہوں۔

اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود پر آئے اور دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر بوسہ دے، لیکن آہستہ بوسہ دے کہ چٹاخے کی آواز پیدا نہ ہو اور یہ بھی مستحب ہے، کہ بوسہ دینے کے بعد حجر اسود پر سر رکھے اور اس کے بعد دوسرا بوسہ دے، پھر سر رکھے، پھر تیسرا بوسہ دے اور سر رکھے، اس کے بعد داہنی طرف یعنی بیت اللہ کے دروازے کی طرف کو چلے اور بیت اللہ بائیں طرف رہے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے، حطیم اور بیت اللہ کے درمیان سے نہ نکلے، جب طواف کرتا ہوا رکن یمانی (کعبہ کے جنوبی مغربی گوشہ کا نام ہے) پر پہنچے، تو اس پر پیشانی وغیرہ نہ رکھے، بلکہ اس پر دایاں ہاتھ لگا کر ہاتھ کو بوسہ دے، پھر جب حجر اسود پر آئے، حجر اسود کا استلام کرے جیسا پہلی مرتبہ کیا تھا، لیکن ہاتھ نہ اٹھائے ہاتھ صرف پہلی دفعہ اٹھائے جاتے ہیں اور حجر اسود تک دوبارہ آنے کو شوط (ایک چکر) کہتے ہیں، اسی طرح سات چکر پورے کرے اور ساتویں شوط کے بعد آٹھویں مرتبہ پھر حجر اسود کا استلام کرے بس ایک طواف پورا ہو گیا۔[1]

اگر حجر اسود پر براہ راست بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو حجر اسود کو ہاتھ سے چھو کر ہاتھ پر بوسہ دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو دور سے اشارہ ہی سے استلام کرے۔

---

[1] (ثم یقف مستقبل البیت بجانب الحجر الاسود مما یلی الرکن الیمانی بحیث یصیر جمیع الحجر عن یمینه و یکون منکبه الایمن عند طرف الحجر فنوی الطواف و هذه الکیفیة مستحبة)... (و النیة فرض)... (ثم یمشی مارا الی یمینه)....(حتی یحاذی الحجر)...(فیقف بحیاله)....(و یستقبله)...(و یبسمل و یکبر و یحمد و یصلی و یدعو)........(و یرفع یدیه عند التکبیر)......(حذاء منکبیه او اذنیه)......(ثم یستلم الحجر)......(و صفة الاستلام)......(ان یضع کفیه علی الحجر).....(و یضع فمه بین کفیه).....(و یقبله من غیر صوت).....(ان تیسر).....(و الا یسمحه).....(بالکف)......(و یقبله).....(و یستحب ان یسجد علیه)........(و یکرره)......(مع التقبیل)......(ثلاثا).....(و اذا فرغ من الاستلام).....(اخذ عن یمین نفسه).....(و هو مما یلی الباب و جعل البیت عن یساره).....(فیطوف سبعة اشواط).....(و یستحب استلام الرکن الیمانی)....(فی کل شوط).....(و اذا طاف سبعة اشواط استلم الحجر).....(فختم به) (ارشاد الساری، فصل فی صفة الشروع فی الطواف اذا اراد الشروع فیه، ص:۱۳۷-۱۳۰)

اس کے بعد دو رکعت طواف مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ کافرون قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا افضل ہے، اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے لیکن دعاء آدم علیہ السلام اس مقام پر ماثور ہے، وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَافِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

یا اللہ آپ میری ظاہری اور باطنی سب حالتوں سے واقف ہیں، میں عذر کرتا ہوں آپ میرے عذر کو قبول فرمالیں اور آپ میری حاجت کو جانتے ہیں پس وہ مجھے عطا فرمادیں اور جو کچھ میرے دل میں ہے وہ جانتے ہیں تو میرے قصور کو معاف فرمادیں، یا اللہ مجھ کو ایسا ایمان عطا فرما جو میرے دل میں جم جائے اور ایسا یقین عنایت فرما کہ میں آپ کے سوا کسی کی کچھ پرواہ نہ کروں اور ایسی اچھی عادت عطا فرما کہ آپ کی دی ہوئی چیز پر خوش ہوجاؤں۔

پھر طواف کی دو رکعت پڑھ کر آبِ زمزم پئے اور دُعا مانگے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے، پھر وہاں سے آ کر حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار (اس کو ملتزم کہتے ہیں) سے لپٹ کر دعا کرے کہ یہ بھی مقبولیت دعا کا مقام ہے۔[1]

نوٹ: طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہو تو طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع (یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور داہنا کندھا کھلا رہنے دے) بھی کرے اور تمام طواف میں باقی رکھے اور اول کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے

[1] (ثم يأتي المقام)..... (و المراد بالمقام مقام ابراهيم عليه السلام)..... (فيصلي خلفه)..... (ركعتي الطواف)..... (يقرأ)..... (فى الاولى)..... (الكافرون)..... (و فى الثانية الاخلاص)..... (و يستحب ان يدعو بعدهما)............. (ثم يأتي المتلزم)... (بعد اداء الركعتين او قبلهما)..... (فيتشبث به)..... (بقرب الحجر و يضع صدره و بطنه و خده الايمن عليه)..... (رافعا يديه فوق رأسه)..... (مبسوطتين على الجدار)..... (داعيا)..... (ثم يأتي زمزم)... (فيشرب من مائها)..... الخ (ارشاد السارى الى مناسک ملا على القارى رحمه الله، فصل فى صفة الشروع، ص: ۱۳۹-۱۳۷)

کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا) بھی کرے۔[1]

مسئلہ: طواف کے شروع میں تکبیر سے پہلے اور حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہاتھ اُٹھائے۔[2]

مسئلہ: جب طواف کی دو رکعت پڑھے تو کندھے ڈھانک کر پڑھے، اضطباع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔[3]

مسئلہ: عورتیں کسی بھی قسم کے طواف میں رمل اور اضطباع نہیں کریں گی۔[4]

مسئلہ: طواف کی نیت اس طرح کھڑے ہو کر کرنی چاہیئے کہ داہنا کندھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو۔[5]

مسئلہ: بیت اللہ کی اکثر دیواروں خصوصاً حجر اسود، رکن یمانی اور ملتزم پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے اس لئے احرام کی حالت میں ان پر ہاتھ اور چہرہ نہ لگائے۔[6]

ارکانِ طواف

طواف کے تین رکن ہیں:

1. طواف کے اکثر چکر پورے کرنا۔
2. بیت اللہ کے باہر مسجد حرام کے اندر طواف کرنا۔
3. خود طواف کرنا چاہے کسی چیز پر سوار ہو کر کرے، مگر بے ہوش اس سے مستثنیٰ ہے، اس کی

---

[1] والاضطباع هو ان يلقى طرف ردائه على كتفه اليسرى و يخرجه تحت ابطه الايمن...... و يرمل فى الثلاثة الاول من الاشواط و يمشى فى الباقى على هيئته كذا فى الكافى و كذا فى كل طواف بعده سعى.... الخ (الفتاوى العالمكيرية، كتاب المناسك، الباب الخامس فى كيفية اداء الحج: ١/ ٢٢٥، ٢٢٦)

[2] و رفع اليدين قبل استقبال الحجر الاسود.... الخ (غنية الناسک، فصل و اما مکروهاته (ای: الطواف)، ص: ١٢٦)

[3] و اعلم ان الاضطباع سنة فى جميع اشواط الطواف كما صرح به ابن الضياء فاذا فرغ من الطواف تركه حتى اذا صلى ركعتى الطواف مضطبعا يكره لكشفه منكبه (رد المحتار، كتاب الحج، ٢/ ٤٩٥، سعيد)

[4]

[5] (و يرفع يديه عند التكبير) اى: مقابلا للحجر (حذاء منكبيه او اذنيه)... (مستقبلا بباطن كفيه الحجر)... (و لا يرفعهما عند النية) اى: اذا لم يكن لها مع التكبير معية (فانه) اى: رفعهما عند النية الواقعة قبل محاذاة الحجر (بدعة) مكروهة عند الاربعة و لا يغرنک ما يفعله المعلمون للطواف من الجهلة۔" (ارشاد السارى، فصل فى صفة الشروع، ص: ١٣١، ١٣٠)

[6]

طرف سے دوسرا شخص بھی کرسکتا ہے، جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔[1]

شرائطِ طواف

طواف کی چھ شرطیں ہیں، تین تو صرف حج کے طوافوں کے لئے ہیں اور تین سب طوافوں کے لئے:

1. خاص وقت۔
2. طواف زیارت سے پہلے احرام کا ہونا۔
3. طواف زیارت سے پہلے وقوف عرفہ کا ہونا۔

مذکورہ بالا تینوں شرائط حج کے طوافوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور

4. اسلام۔
5. نیت۔
6. مسجد کے اندر طواف کا ہونا۔

یہ سب طوافوں کے لئے شرط ہیں۔[2]

مسئلہ: طواف کیلئے نیت شرط ہے، بلا نیت کے اگر کوئی شخص بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگائے گا، تو طواف نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر کسی کو بیت اللہ کی خبر نہیں تھی، کہ یہ بیت اللہ ہے اور سات چکر لگالے تو یہ طواف نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ: صرف طواف کی نیت طواف کے صحیح ہونے کیلئے کافی ہے، خاص طور سے متعین کرنا کہ فلاں

---

1. اما ارکانه فثلاثة: اتیان اکثره و کونه بالبیت لا فیه و کونه بفعل نفسه.....الخ (غنیة الناسک، فصل فی ارکان الطواف و شرائطه، ص: ۱۰۹)
2. و اما شرائطه فستة: ثلاثة منها لاطوفة الحج ......و الباقی للکل و هی: الاسلام ....الخ (غنیة الناسک فصل: فی ارکان الطواف و شرائطه، ص: ۱۰۹)
3. و الشرط اصل النیة دون التعیین فانه مستحب او سنة فلو لم ینو الطواف .....او لا یعلم انه البیت لم یعتد به (غنیة الناسک، مطلب فی نیة الطواف و فروعها، ص: ۱۱۰)
4. (او لا یعلم انه البیت)... (لم یعتد به)۔" (ارشاد الساری الی مناسک ملا علی القاری، فصل: ای فی تحقیق النیة، ص: ۱۴۵)

طواف کرتا ہوں، شرط نہیں، تعین کرنا صرف مستحب، یا مسنون ہے، اگر کسی شخص پر خاص وقت میں کوئی طواف واجب تھا اور اس نے اس کی تعیین کر کے، یا بلا تعیین کے اس وقت میں طواف کرلیا، تو وہ طواف کافی ہوجائے گا۔[1]

واجباتِ طواف

واجبات طواف آٹھ ہیں:

١ طہارت یعنی حدث اصغر اور اکبر دونوں سے پاک ہونا۔
٢ ستر کا چھپانا۔
٣ جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیدل طواف کرنا۔
٤ اپنی داہنی جانب سے یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف کو چلنا۔
٥ حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔
٦ حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا۔
٧ پورا طواف کرنا، یعنی اکثر طواف تو رکن ہے اور اکثر سے زیادہ واجب ہے۔
٨ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔[2]

واجبات کا حکم

واجب کا حکم یہ ہے، کہ اگر کسی واجب کو ترک کرے گا، تو طواف کو دوبارہ کرنا واجب ہوگا، اگر دوبارہ نہ کیا تو اس کی جزا واجب ہوگی، جس کا بیان جنایات میں آئے گا۔[3]

---

١ و الشرط اصل النیة دون التعیین ....و اذا طاف طوافا فی وقته وقع عنه بعد ان ینوی اصل الطواف نواہ بعینه اولا او نوی طوافا آخر۔" (غنیة الناسک، مطلب فی نیة الطواف و فروعها، ص: ١١٠)

٢ و هی سبعة: الاول: الطهارة عن الحدث و الجنابة... الثانی: ستر العورة... الثالث: الابتداء من الحجر الاسود..... الرابع: التیامن .....الخامس: المشی فیه للقادر... السادس: الطواف وراء الحطیم... السابع: اکمال مازاد علی اکثر اشواطه... و من الواجبات رکعتا الطواف (غنیة الناسک، فصل فی واجبات الطواف، فصل، ص: ١١٢، ١١٦)

٣ لو ترک منها واجبا وجب اعادتها او الاتیان بمایجبر ماترکه منها۔" (رد المحتار، مطلب فی طواف القدوم: ٣/٤٩٦، سعید)

طواف کی سنتیں

١. حجر اسود کا استلام کرنا۔
٢. جس طواف کے بعد سعی کرنی ہو اس میں اضطباع کرنا۔
٣. جس طواف کے بعد سعی کرنی ہو اس کے اول کے تین چکروں میں رمل کرنا۔
٤. اخیر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا، بلکہ اطمینان سے چلنا۔
٥. سعی اور طواف کے درمیان استلام کرنا (اضطباع، رمل اور طواف اور سعی کے درمیان استلام اس طواف میں سنت ہے، جس طواف کے بعد سعی کرنی ہو اور جس طواف کے بعد سعی نہ کرنی ہو، اس میں یہ تینوں سنت نہیں ہیں)۔
٦. حجر اسود کے مقابل کھڑے ہو کر تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کی طرح اٹھانا۔
٧. حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا (بعض علماء اسے واجب کہتے ہیں)۔
٨. ابتدائے طواف میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا۔
٩. تمام چکر پے در پے کرنا۔
١٠. بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقی سے پاک ہونا۔[1]

مستحباتِ طواف

١. طواف کو حجر اسود کی داہنی جانب سے اس طرح شروع کرنا کہ طواف کرنے والے کا پورا بدن حجر اسود کے سامنے گزرتے ہوئے محاذی ہو کر گزرے۔
٢. حجر اسود پر تین مرتبہ بوسہ دینا اور تین مرتبہ اس پر سر رکھنا۔
٣. طواف کرتے ہوئے دعاؤں کا مانگنا۔
٤. مرد کو بیت اللہ کے قریب ہو کر طواف کرنا، بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

---

[1] (استلام الحجر مطلقا) ... (و الضطباع) ... (و الرمل فی الثلاثة الاول) ... (و المشی علی هیئته فی الباقی) ... (و الاستلام) ای: استلام الحجر (بین الطواف و السعی) ... (بل لمن علیه السعی) ... (و رفع الیدین عند التکبیر مقابلة الحجر) ... (و الابتداء من الحجر) ... (و هو الصحیح) ای: خلافا لمن قال: انه شرط او فرض او واجب ... (و استقبال الحجر فی ابتدائه) ... (و الموالاة) ای: المتابعة (بین الاشواط) ... (و الطهارة عن النجاسة الحقیقیة)۔" (ارشاد الساری، فصل فی سنن الطواف، ص: ١٦٠، ١٥٩)

۵ عورت کو رات میں طواف کرنا۔

۶ اگر طواف بیچ میں چھوڑ دیا ہو، یا مکروہ طریقہ پر کیا ہو، تو اس کو شروع سے کرنا۔

۷ جائز گفتگو کا ترک کرنا۔

۸ جو چیز خشوع میں خلل ڈالے وہ کام نہ کرنا۔

۹ دُعا اور اذکار کو طواف میں آہستہ پڑھنا۔

۱۰ رکن یمانی (مغربی جنوبی گوشہ) کا استلام کرنا یعنی اس پر دایاں ہاتھ لگا کر ہاتھ کو بوسہ دینا۔

۱۱ جو چیزیں دل کو مشغول کرنے والی ہوں اس سے نظروں کی حفاظت کرنا۔[1]

مباحاتِ طواف

یعنی وہ کام جو طواف میں کرنا جائز ہیں

۱ سلام کرنا۔

۲ چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا۔

۳ مسائل شرعیہ بتانا اور دریافت کرنا۔

۴ کسی ضرورت سے کلام کرنا۔

۵ کچھ پینا۔

۶ دعاؤں کا ترک کرنا۔

۷ اچھا شعر پڑھنا اور کہنا۔

۸ پاک جوتے وغیرہ پہن کر طواف کرنا۔

۹ کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔

۱۰ دل دل میں قرآن پڑھنا۔[2]

---

۱ (استلام الرکن الیمانی) ... (و اخذ الطواف عن یمین الحجر) ... (بحیث یمر جمیع بدنه علیه) ... (و تقبیل الحجر) ... (و السجود علیه) ... (ثلاثا) ... (و اتیان الاذکار و الادعیة فیه) ... (و ان یکون طوافه قریبا من البیت) ... (و للمرأة البعد) ... (و ان تطوف لیلا) ... (و الطواف وراء الشاذروان) ... (و کل عمل ینافی الخشوع) ... "(ارشاد الساری، فصل: فی مستحباته، ص: ۱۶۲-۱۶۰)

۲ (الکلام) ای: الکلام المباح ... (و السلام) ... و کذا جواب العاطس الحامد ... (و الافتاء و الاستفتاء) ... (و الخروج منه لحاجة) ... (و الشرب) ... (و الطواف فی نعل او خف اذا کانا طاهرین) ... (و ترک الاذکار) و کذا الادعیة ... (و قرأة القرآن) ای: فی نفسه ... (و انشاد شعر محمود) و کذا انشاؤه ... (و الطواف راکبا او محمولا لعذر) .... الخ (ارشاد الساری، فصل فی مباحاته، ص: ۱۶۴-۱۶۲)

محرمات طواف

یعنی وہ کام جو طواف کرنے والے کے لئے حرام ہیں

1. جنابت (ایسی ناپاکی جس سے غسل واجب ہوتا ہے) یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا۔
2. بلا عذر کسی کے اوپر چڑھ کر اور سوار ہو کر طواف کرنا۔
3. بے وضو طواف کرنا۔
4. بلا عذر گھٹنوں کے بل یا الٹا ہو کر طواف کرنا۔
5. طواف کرتے ہوئے حطیم کے بیچ سے نکلنا۔
6. طواف کا کوئی چکر یا اس سے کم چھوڑ دینا۔
7. حجر اسود کے علاوہ اور کسی جگہ سے طواف شروع کرنا۔
8. طواف میں بیت اللہ کی طرف منہ کرنا، البتہ شروع طواف میں حجر اسود کے استقبال کے وقت جائز ہے۔
9. طواف میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔[1]

مکروہات طواف

جو چیزیں طواف میں مکروہ ہیں

1. فضول اور بے فائدہ بات کرنا۔
2. خرید وفروخت کرنا یا اس کی گفتگو کرنا۔
3. کوئی ایسا شعر پڑھنا جو حمد وثنا سے خالی ہو۔
4. دعا یا قرآن بلند آواز سے پڑھنا، جس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تشویش ہو۔

[1] و اما محرماته فابتداء الطواف من غیر الحجر ...و اداء شیء من الطواف مع استقبال البیت .....و ترک شیء منه ....و ترک کل واجب (غنیۃ الناسک، فصل و اما محرماتہ، ص: ۱۲۶)

۵ ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

۶ رمل اور اضطباع کو بلا عذر ترک کرنا (یعنی جس طواف میں اضطباع اور رمل مسنون ہو)۔

۷ حجرِ اسود کا استلام چھوڑنا۔

۸ طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ کرنا۔

۹ دو طواف اس طرح اکٹھے کرنا کہ درمیان میں طواف کی دو رکعت نہ پڑھے، لیکن اگر اس وقت نماز پڑھنی مکروہ ہو تو جائز ہے۔

۱۰ دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر کے اٹھانا۔

۱۱ خطبہ اور فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوجانے کے وقت طواف کرنا۔

۱۲ طواف کے درمیان کھانا کھانا۔

۱۳ بعض نے پینے کو بھی مکروہ کہا ہے۔

۱۴ پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت طواف کرنا۔

۱۵ بھوک اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔

۱۶ طواف کرتے ہوئے نماز کی طرح ہاتھ باندھنا، یا کولہے اور گردن پر ہاتھ رکھنا۔[1]

طواف کی اقسام

طواف کی سات قسمیں ہیں:

۱ **طواف قدوم:** یعنی مکہ مکرمہ آنے کے وقت کا طواف کرنا، اس کو طواف تحیہ، طواف اللقاء اور طواف الورود بھی کہتے ہیں، یہ اس آفاقی کے لئے سنت ہے، جو صرف حج یا حج قران کرے اور حج تمتع اور عمرہ کرنے والے کے لئے سنت نہیں، اسی طرح اہل مکہ مکرمہ کے لئے بھی سنت نہیں ہے، ہاں اگر کوئی مکی میقات سے باہر جا کر افراد یا قران کا احرام باندھ کر حج کرے، تو اس کے لئے بھی مسنون ہے اور اس کا اول وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا وقت ہے۔[2]

---

۱ واما مکروهاته فالکلام الفضول والبیع والشراء.....الخ (غنیة الناسک، فصل واما مکروهاته الخ، ص: ۱۲۶)

۲ (الاول طواف القدوم) ویسمی طواف اللقاء، وطواف اول عهد البیت.....(وهو سنة)....(للآفاقی) دون المیقاتی والمکی....الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمه الله، باب انواع الاطوفة، ص: ۱۴۱)

❷ **طواف زیارت:** اس کو طوافِ رکن، طوافِ حج اور طوافِ فرض بھی کہتے ہیں، یہ حج کا رکن ہے، اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ایامِ نحر یعنی دسویں سے بارہویں کی مغرب تک کرنا واجب ہے، اگر اس کے بعد سعی کرنی ہو، تو اس میں رمل ہوتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اگر احرام کھول کر پہن لئے ہیں، تو طواف زیارت میں اضطباع نہیں ہوتا اور اگر احرام کے کپڑے نہیں اتارے، تو پھر اضطباع بھی کرنا چاہیے، اس کے بعد سعی بھی ہوتی ہے، لیکن اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے، تو پھر رمل، اضطباع اور سعی نہ کرے۔[1]

❸ **طواف صدر:** یعنی بیت اللہ سے واپسی کا طواف، اس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں، یہ آفاقی پر واجب ہے، مکی پر یا جو آفاقی مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لئے وطن بنائے اس پر واجب نہیں، اس طواف میں رمل و اضطباع نہیں کیا جاتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے، یہ تینوں طواف حج کے ساتھ مخصوص ہیں۔[2]

❹ **طواف عمرہ:** یہ عمرہ میں رکن اور فرض ہے، اس میں اضطباع اور رمل کرے اور بعد میں سعی کرے۔[3]

❺ **طواف نذر:** یہ نذر ماننے والے پر واجب ہوتا ہے۔[4]

❻ **طواف تحیۃ:** یہ مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے مستحب ہے، لیکن اگر کوئی دوسرا طواف کر لیا، تو وہ اس کے قائم مقام ہو جائے گا۔[5]

---

❶(و الثانی طواف الزیارۃ) و یسمی طواف الرکن و الافاضۃ، و طواف الحج و طواف الفرض ....(و ھو رکن لا یتم الحج الا بہ) ....الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمہ اللہ، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۲)

❷(الثالث طواف الصدر) ..... و یسمی طواف الوداع ....(و ھو) ....(واجب) ای: علی الآفاقی دون المکی و من بمعناہ .... الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمہ اللہ، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۳، ۱۴۲)

❸(الرابع طواف العمرۃ و ھو رکن فیھا) ای: فرض ادائھا .... الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمہ اللہ، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۳)

❹(الخامس طواف النذر و ھو واجب) ...... ای: علی الناذر .... الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمہ اللہ، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۳)

❺(السادس: طواف تحیۃ المسجد و ھو مستحب لکل من دخل المسجد) ....(الا اذا کان علیہ غیرہ) ....(فیقوم ھو) ...(مقامہ) ای: ینوب منابہ ..... الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمہ اللہ، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۳)

ے طواف نفل: یہ جس وقت جی چاہے کیا جا سکتا ہے۔[1]

نوٹ: طواف ان اقسام میں سے چاہے کسی بھی قسم کا ہو ہر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

مسائل استلام

مسئلہ: اگر ہجوم کی وجہ سے استلام نہ ہوسکتا ہو، تو طواف شروع کر دے اور اشارہ سے استلام کر لے یعنی ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے۔[2]

مسئلہ: حجر اسود کو ہاتھ لگانا اور چومنا اس وقت مسنون ہے، جب کسی کو تکلیف نہ ہو، کسی مسلمان کو سنت عمل کی وجہ سے تکلیف دینا حرام ہے، اس لئے دھکے دے کر استلام نہ کرے، بلکہ ایسے وقت میں صرف دونوں ہاتھ حجر اسود کو لگائے اور ہاتھوں کو چوم لے اور اگر ایک ہاتھ لگائے، تو داہنا ہاتھ لگائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو کسی لکڑی وغیرہ سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے، اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔[3]

مسئلہ: حجر اسود پر اگر خوشبو لگی ہوئی ہو اور طواف کرنے والا حالت احرام میں ہو، تو اس کا استلام جائز

---

[1] (السابع : طواف التطوع) ای النافلة .....و هو لا یختص بوقت .... الخ (ارشاد الساری الی ملا علی القاری رحمہ اللہ، باب انواع الاطوفة، ص: ۱۴۴، ۱۴۳)

[2] (و استلمه) . . . (بلاایذاء) لانه سنة و ترک الایذاء واجب . . . (و الا) یمکنه ذلک (یمس) بالحجر (شیئا فی یده) و لو عصا (ثم قبله) ای : الشیء (و ان عجز عنهما) ای : الاستلام و الامساس (استقبله) مشیرا الیه بباطن کفیه۔" (الدر المختار، کتاب الحج، ۲/ ۴۹۳، ۴۳۴، سعید)

[3] (و استلمه) بکمیه و قبله بلاصوت و هل یسجد علیه قیل نعم (بلاایذاء) لانه سنة و ترک الایذاء واجب فان لم یقدر یضعهما ثم یقبلهما او احداهما (و الا) یمکنه ذلک (یمس) بالحجر (شیئا فی یده) و لو عصا (ثم قبله) ای : الشیء (و ان عجز عنهما) ای : الاستلام و الامساس (استقبله) مشیرا الیه بباطن کفیه کانه واضعهما علیه (و کبر و هلل و حمد اللہ و صلی علی النبی ﷺ) ثم یقبل کفیه۔" (الدر المختار) قال ابن عابدین رحمہ اللہ : (قوله : فان لم یقدر) ای : علی تقبیله الا بالایذاء او مطلقا یضع یدیه علیه ثم یقبلهما او یضع احداهما و الاولی ان تکون الیمنی لانها المستعملة فیما فیه شرف . . . (قوله : مشیرا الیه بباطن کفیه) ای : بان یرفع یدیه حذاء اذنیه و یجعل باطنهما نحو الحجر مشیرا بهما الیه و ظاهرهما نحو وجهه هکذا المأثور۔" (رد المحتار، کتاب الحج، مطلب : فی دخول مکة : ۲/ ۴۹۳، ۴۹۴، سعید)

نہیں، بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔[1]

مسئلہ: حجر اسود اور بیت اللہ کی چوکھٹ یعنی دہلیز کے علاوہ بیت اللہ کے اور کسی گوشہ یا دیوار کو بوسہ دینا منع ہے، صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگائے بوسہ نہ دے اور اگر ہاتھ نہ لگا سکے، تو اس کی طرف اشارہ نہ کرے۔[2]

مسئلہ: طواف کرتے ہوئے استلام کے وقت کے علاوہ بیت اللہ کی طرف منہ اور سینہ کرنا منع ہے اور استلام کے وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کر کے پھر سیدھا کھڑا ہو کر طواف کرنا چاہیے، عام طور پر لوگ استلام کر کے پیچھے ہٹتے ہیں، جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو جانا کافی ہے۔[3]

مسائل نماز طواف

مسئلہ: ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور یہ نماز مقام ابرہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب اور افضل ہے، اس کے بعد اس کے قریب، اس کے بعد کعبہ کے اندر، اس کے بعد حطیم میں میزاب رحمت (پرنالہ بیت اللہ) کے نیچے، اس کے بعد باقی حطیم میں، اس کے بعد بیت اللہ کے قریب مقام جبرئیل ملتزم وغیرہ میں، اس کے بعد مسجد حرام میں، اس کے بعد حرم میں ان مقامات کے علاوہ پڑھنا۔[4]

---

❶فان لم یستطع امس الحجر شیئا فی یدہ من عصا او غیرہ ثم یقبل ذلک الشیء فان لم یستطع للزحمۃ او لکون الحجر ملطخا بالطیب و ہو محرماً ......الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی صفۃ الاستلام، ص: ۱۰۳)

❷فاستلامہ لمسہ بکفیہ او باحدھما من دون تقبیلہ و اتفقوا علی انہ لا یسجد علیہ و کذا اذا عجز عن استلامہ لا یشیر علیہ .....الخ (غنیۃ الناسک، فصل: فی الاخذ فی الطواف، ص: ۱۰۵)

❸و من اجل ذلک احدث العوام بل کثیر من الخواص انہ اذا استلم احد الرکنین یرجع قہقری ....و کثیرا ما یؤذی من خلفہ و تتأذی بدفعہ و کان اللازم علیہ کما مر ان یقر قدمیہ فی موضعہما حتی یفرغ من الاستلام.... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی واجبات الطواف، ص: ۱۱۵، ۱۱۶)

❹(فصل فی رکعتی الطواف: وھی)....(واجبۃ)...(بعد کل طواف)...(فرضا کان)...(او واجبا)....(او سنۃ)....(و کذا مستحبا)...(او نفلا)....(ولا تختص)...(بزمان و لا مکان)........(ثم الحرم)......الخ (ارشاد الساری، فصل فی رکعتی الطواف، ص: ۱۵۵)

مسئلہ: طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے میں تاخیر کرنا برا اور مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں یہ نماز نہ پڑھی تو اس کو ادا کرنا واجب ہے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی، تمام عمر میں کہیں بھی ادا کرسکتا ہے۔[۳]

مسئلہ: یہ نماز وقت مکروہ میں نہ پڑھے، مثلاً اگر عصر کے بعد طواف کیا ہے تو مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھے، اگر وقت میں گنجائش ہو تو مغرب کی سنتوں سے طواف کی نماز کو پہلے پڑھے، ورنہ پہلے مغرب کی سنتیں پڑھے، اس کے بعد طواف کی دو رکعت پڑھے۔[۲]

مسئلہ: دوگانہ طواف مکروہ وقت میں پڑھنا مکروہ ہے، اگر مکروہ وقت میں پڑھ لی تو دہرانا بہتر ہے۔[۳]

مسئلہ: عین طلوع آفتاب یا زوال یا غروب کے وقت اگر طواف کی نماز کسی نے شروع کی، تو اس کا اعتبار نہیں پھر پڑھنا واجب ہے۔[۴]

مسئلہ: اگر کوئی طواف کی دو رکعت پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کردے، تو اگر ایک چکر پورا کرنے سے پہلے یاد آجائے، تو طواف کو چھوڑ کر نماز پڑھے اور اگر ایک چکر پورا کرنے کے بعد یاد آئے تو طواف کو نہ چھوڑے، طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی نماز یعنی چار رکعت پڑھ لے۔[۵]

مسئلہ: طواف کی نماز کا طواف کے بعد متصل پڑھنا مسنون ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گزرنے کے بعد پڑھے۔[۶]

---

❶ اور ❷ و لا تختص بزمان و لا مکان فلو صلاها خارج الحرم و لو بعد الرجوع الی وطنه جاز و کره تنزیها و لا تفوت ما دام حیا (غنیة الناسک، فصل و من الواجبات، ص: ۱۱۶)

❷ و لو طاف بعد صلاة العصر یصلیها بعد فرض المغرب قبل السنة ان کان فی الوقت سعة (غنیة الناسک، فصل و من الواجبات، ص: ۱۱۷)

❸ (و لا تصلی)....(الا فی وقت مباح)....(فان صلاها فی وقت مکروه)......(فالاحب ان یعیدها)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی رکعتی الطواف، ص: ۱۵۸)

❹ فلا تنعقد عند طلوع الشمس ما لم ترتفع قدر رمح و عند استوائها الی ان تزول و عند تغیرها الی ان تغیب ... الخ (غنیة الناسک، فصل و من الواجبات، ص: ۱۱۷)

❺ و لو تذکر رکعتی الطواف بعد شروعه فی طواف آخر فان قبل تمام شوط رفضه و لو بعده لزمه اتمام الطواف و علیه لکل اسبوع رکعتان (غنیة الناسک، فصل و من الواجبات، ص: ۱۱۷)

❻ و السنة الموالاة بینها و بین الطواف فیکره تأخیرها عنه الا فی وقت مکروه فیجب تأخیرها الی وقت مباح (غنیة الناسک، فصل و من الواجبات، ص: ۱۱۶)

مسائل رمل

مسئلہ: جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے، اس میں اول کے تین چکروں میں رمل بھی ہوتا ہے اور جس طواف کے بعد سعی نہیں اس میں رمل نہیں ہوتا، رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی سے چلے اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اور کندھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا چلے۔[۱]

مسئلہ: اگر زیادہ ہجوم ہے کہ رمل نہیں کر سکے گا، تو ہجوم کم ہونے تک طواف کو مؤخر کرے، جب ہجوم کم ہو جائے اس کے بعد طواف رمل کے ساتھ کرے۔[۲]

مسئلہ: اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا، تو رمل موقوف کر دے اور طواف پورا کر لے۔[۳]

مسئلہ: اگر رمل کرنا بھول گیا اور ایک چکر کے بعد یاد آیا تو صرف دو چکروں میں رمل کر لے اور اگر اول کے تین چکر کے بعد یاد آئے تو پھر رمل نہ کرے، کیونکہ جس طرح اول کے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے، اسی طرح اخیر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا بھی سنت ہے۔[۴]

مسئلہ: ارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے، لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔[۵]

مسئلہ: کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کر سکتا تو کچھ حرج نہیں۔[۶]

مسئلہ: رمل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کے قریب چلنا افضل ہے، لیکن اگر قریب ہو کر رمل نہ کر سکتا

---

❶ ویرمل فی الثلاثۃ الاول ...... وکذا فی کل طواف بعدہ سعی فانہ یرمل فیہ... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۲۶)

❷ فان زاحمہ الناس فی الرمل قام فاذا وجد مسلکا رمل .... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۲۶)

❸ وان کانت حصلت فی اثناء الطواف لا یقف لان الموالاۃ بین الاشواط واجزاء الاشواط سنۃ متفق علیھا بل قال بعض العلماء: واجبۃ.... فیمشی حتی اذا وجد فرجۃ رمل (غنیۃ الناسک، فصل فی الاخذ فی الطواف، ص: ۱۰۴)

❹ ولو ترک الرمل فی الشوط الاول لا یرمل الا فی الشوطین بعدہ وبنسیانہ فی الثلاثۃ الاول لا یرمل فی الباقی.... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۲۶)

❺ ولو رمل فی الکل لم یلزمہ شیٔ..... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۲۶)

❻ (ولا یطوف بلا رمل الا اذا تعذر لمرض) وکذا اذا تعسر لکبر وغیرہ (ارشاد الساری، فصل فی صفۃ الشروع الخ، ص: ۱۳۴)

ہوتو پھر فاصلہ سے رمل کے ساتھ طواف کرنا افضل ہے، محض قریب کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو تکلیف دینا گناہ ہے، اسی طرح بلا رمل بھی مرد کو بیت اللہ کے قریب طواف کرنا افضل ہے لیکن اگر قریب ہونے میں دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو تو پھر افضل نہیں۔[1]

طواف کے پھیروں میں کمی زیادتی کے مسائل

مسئلہ: اگر جان بوجھ کر کسی نے آٹھواں چکر بھی کرلیا تو پھر چھ چکر اور ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے، گویا اب دو طواف ہوجائیں گے۔[2]

مسئلہ: ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر کرلیا، تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔[3]

مسئلہ: اگر آٹھواں چکر کیا اور گمان یہ تھا کہ ساتواں ہے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آٹھواں ہے تو پھر دوسرا طواف لازم نہیں۔[4]

مسئلہ: اگر طوافِ فرض میں شک ہوجائے تو اس طواف کو دوبارہ کرے اور اگر طواف فرض اور واجب کے پھیروں کی تعداد میں شبہ ہوجائے تو جس پھیرے میں شک ہو اس کو دوبارہ کرلے۔[5]

مسئلہ: طواف سنّت اور نفل میں اگر شک ہو تو غالب گمان کا اعتبار ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عادل شخص طواف کرنے والے کے ساتھ ہو اور وہ تعداد پھیروں کی کم بتائے تو اس کے قول پر احتیاطاً عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو عادل شخص بتادیں تو ان کے قول پر عمل کرنا

---

[1] و الرمل بقرب البیت افضل فان لم یقدر فھو فی البعد من البیت افضل من الطواف بلا رمل مع القرب منه (غنیة الناسک، فصل فی الاخذ فی الطواف، ص:۱۰۴)

[2] فلو طاف ثامناً فی الفرض او غیرہ و علم انه ثامن لکن فعله بناء علی الوھم او الوسوۃ فالصحیح انه یلزمه اتمام الاسبوع لانه شرع فیه ملتزما بخلاف ما اذا ظن انه سابع ثم تبین له انه ثامن فانه لا یلزمه الاتمام لانه شرع فیه مسقطا لا ملتزما کبقیة العبادات المظنونة۔" (غنیة الناسک، تتمة، ص:۱۰۵)

[3] فلو طاف ثامناً فی الفرض او غیرہ و علم انه ثامن لکن فعله بناء علی الوھم او الوسوۃ فالصحیح انه یلزمه اتمام الاسبوع لانه شرع فیه ملتزما بخلاف ما اذا ظن انه سابع ثم تبین له انه ثامن فانه لا یلزمه الاتمام لانه شرع فیه مسقطا لا ملتزما کبقیة العبادات المظنونة۔" (غنیة الناسک، تتمة، ص:۱۰۵)

[4] ایضا

[5] و لو شک فی طواف الرکن اعادہ و لو شک فی عدد اشواطه اعاد الذی شک فیه۔" (غنیة الناسک، تتمة، ص:۱۰۵)

واجب ہے۔[1]

آبِ زمزم پینے کا طریقہ

آبِ زمزم پینے کے لئے نماز طواف کے بعد زم زم پینے کی جگہ پر آئے اور بسم اللہ پڑھ کر کھڑے ہوکر، یا بیٹھ کر قبلہ رو ہوکر یہ دعا پڑھ کر پیئے اور خوب ڈٹ کر پیئے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

اے اللہ میں آپ سے علم نافع اور رزق واسع اور شِفاء کامل کا طلب گار ہوں۔

اور تین مرتبہ سانس لے کر پیئے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور سر اور منہ پر بھی پانی ملے اور باقی بدن پر بھی ڈالے۔[2]

مسائل متفرقہ

مسئلہ: مریض معذور کو طواف کرانے کے لئے اجرت پر اٹھانا جائز ہے۔[3]

مسئلہ: اگر اٹھانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور معذور بے ہوش نہیں تھا، اُس نے خود طواف کی نیت کر لی تو طواف ہوگیا اور اگر بے ہوش تھا تو طواف نہیں ہوا۔[4]

مسئلہ: طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہوجائے تو طواف فاسد نہیں ہوتا، نہ مرد کا نہ عورت کا۔[5]

مسئلہ: معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا یا کوئی زخم جاری ہے، اُس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک

---

[1] (و لو اخبرہ عدل بعدد)..... (یستحب ان یأخذ بقولہ)..... (و لو اخبرہ عدلان وجب العمل بقولھما)... الخ (ارشاد الساری، فصل فی مسائل شتی، ص:١٦٧)

[2] و اذا صلی رکعتیہ یستحب ان یأتی زمزم کما فی الفتح فیشرب من مائھا و کیفیۃ شربہ ... اللھم انی اسئلک علما نافعا... و یمسح بہ رأسہ و وجھہ و جسدہ.... الخ (غنیۃ الناسک، تتمۃ، ص:١٠٦)

[3] و استیجار المریض من یحملہ و یطوف بہ صحیح و لہ الاجرۃ اذا طاف بہ.... الخ (غنیۃ الناس، فروع فی طواف المغمی علیہ و النائم و المریض، ص:١١١)

[4] و ان نوی الحاملون طلب غریم لھم و المحمول یعقل و قد نوی اجزأ المحمول دون الحاملین و ان کان مغمی علیہ لم یجز لانتفاء النیۃ منہ و منھم (غنیۃ الناسک، فروع فی طواف المغمی علیہ و النائم و المریض، ص:١١١)

[5] (و لو حاذتہ امرأۃ فی الطواف لا یفسد) ای: طوافھما لان الطواف لیس کالصلاۃ حقیقۃ.... الخ (ارشاد الساری، فصل فی مسائل شتی، ص:١٦٧)

رہتا ہے، نماز کا وقت نکلنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے، اس لئے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کر لے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کر سکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔[1]

مسئلہ: اگر دوران طواف چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کر لے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کر سکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم ہونے کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: طواف کی جگہ بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد کے اندر اندر ہے، چاہے بیت اللہ سے قریب ہو، یا دور اور چاہے ستون وغیرہ کو درمیان میں لے کر طواف کرے، طواف ہو جائے گا۔[2]

مسئلہ: اگر کوئی مسجد کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے، اگر چہ بیت اللہ سے اونچا ہو جائے تب بھی طواف ہو جائے گا۔

مسئلہ: مسجد حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کرے گا تو طواف نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر کوئی طواف میں حطیم کی دیوار پر چڑھ کر طواف کر لے تو طواف ہو جائے گا، لیکن مکروہ ہے۔[4]

مسئلہ: طواف میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔[5]

مسئلہ: طواف میں دُعا مانگنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔[6]

مسئلہ: طواف میں ناجائز امور سے نہایت اہتمام سے بچنا چاہئے، بدنظری اور فضول بات سے بہت

---

❶ و صاحب العذر الدائم اذا طاف اربعة اشواط ثم خرج الوقت توضأ و بنى و لا شيء عليه و كذا اذا طاف اقل منها الا ان الاعادة حينئذ افضل۔" (غنیۃ الناسک، فصل: و امامکروھاتہ، ص: ۱۲۷)

❷ واما مكان الطواف فمكانه حول البيت ..... فيجوز الطواف فى المسجد الحرام قريبا من البيت او بعيدا عنه بعد ان يكون فى المسجد...الخ (البدائع الصنائع فصل و امامكان الطواف الخ ۲/ ۱۳۱)

❸ ولو طواف حول المسجد وبينه وبين البيت حيطان المسجد لم يجز....الخ (البدائع الصنائع فصل و امامكان الطواف الخ ۲/ ۱۳۱)

❹ و لو طاف على جدار الحجر قال الزيلعي: ينبغي ان يجوز لان الحطيم كله ليس من البيت بل ستة اذرع منه فقط لكنه يكره لترك السنة المواظب عليها۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی واجبات الطواف، ص: ۱۱۵)

❺ و لو تركها فسكت فى جميع طوافه لا بأس به۔" (غنیۃ الناسک، فصل و امامستحبات الطواف، ص: ۱۲۱)

❻ وعند الطواف الذكر افضل من القراءة....الخ السعى...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ۱/ ۲۲۷)

زیادہ احتیاط کرے۔[1]

مسئلہ: اگر کوئی کسی مسئلہ سے ناواقف ہو تو اس کو حقیر نہ سمجھے، بلکہ اس کو نرمی سے مسئلہ بتادے۔[2]

مسئلہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرنا اور خوب دھکم دھکا کرنا حرام ہے، عورتوں کو رات یا دن کے ایسے وقت میں طواف کرنا چاہیئے کہ مردوں کا ہجوم نہ ہو اور طواف میں مردوں سے جہاں تک ہوسکے علیٰحدہ رہنا چاہیئے۔[3]

مسئلہ: بادشاہ، امراء اور بڑے لوگ جب طواف کے لئے آتے ہیں تو اُن کے خدام اور ملازمین عام مسلمانوں کو روکتے ہیں اور مطاف سے باہر نکال دیتے ہیں، یہ ناجائز اور گناہ ہے۔[4]

طواف قدوم کے احکام

مسئلہ: طواف قدوم آفاقی کے لئے جو مفرد یا قارن ہو سنّت ہے اور تمتع کرنے والے آفاقی کے لئے سنّت نہیں ہے، مکی میقاتی اور حلّی کے لئے بھی مسنون نہیں ہے، البتہ مکّی وغیرہ اگر میقات سے باہر جا کر مکہ مکرّمہ آئے، تو اس کے لئے بھی مسنون ہے، جبکہ حج افراد یا حج قران کا احرام باندھے۔[5]

مسئلہ: طوافِ قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوف عرفہ تک ہے، اگر وقوفِ عرفہ کرلیا اور طواف نہیں کیا تو اس کا وقت ختم ہوگیا اور اس کے بعد طوافِ قدوم ساقط ہوگیا اور اس کے بدلے میں کسی قسم کا کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔[6]

مسئلہ: آفاقی شخص اگر سیدھا عرفات چلا جائے اور مکہّ مکرمہ میں دسویں تاریخ کو، یا نویں کو وقوف

---

[1] و ان ینزہ طوافہ عن کل ما لا یرتضیہ الشرع و من النطر الی ما لا یحل (غنیۃ الناسک، فصل و اما مستحبات الطواف، ص: ۱۲۲)

[2] و احتقار من فیہ نقص او جھل بالمناسک و ینبغی ان یعلمہ برفق (غنیۃ الناسک، فصل و اما مستحبات الطواف، ص: ۱۲۲)

[3] (و للمرأۃ البعد) ای: ان کان زحمۃ الرجال او لم یکن وقت الطواف مختصا بالنساء (و ان تطوف لیلا) لانہ استر لھا و ان کانت عجوزۃ مستورۃ (ارشاد الساری، فصل فی مستحباتہ، ص: ۱۶۰)

[4] و من المنکرات فی صور العبادات دخول بعض الاکابر من الظلمۃ من عبیدھم و خدمھم فیدفعون الناس .... فیزیدون المعصیۃ (ارشاد الساری، فصل فی مسائل شتی، ص: ۱۷۰)

[5] ھو سنۃ للآفاقی المفرد بالحج و القارن ..... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی احکام طواف القدوم، ص: ۱۰۸)

[6] (و اول وقتہ) .... (حین دخولہ مکۃ) ..... (و آخرہ وقوفہ بعرفۃ) .... (فاذا وقف فقد فات وقتہ) ای: سقط اداؤہ (ارشاد الساری، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۱)

عرفہ کے بعد آئے تو اس سے طوافِ قدوم ساقط ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس کا وقت وقوف سے پہلے پہلے ہے۔[۱]

مسئلہ: کوئی شخص باوجود قدرت اور وقت کے طواف قدوم کو چھوڑ کر عرفات چلا گیا، اس کے بعد خیال آیا کہ طوافِ قدوم مکہ مکرمہ واپس آ کر کرے، تو اگر وقوفِ عرفہ کے وقت یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے پہلے واپس آ کر طواف کر لیا تو سنت ادا ہو گئی، ورنہ نہیں۔[۲]

مسئلہ: طوافِ قدوم کے بعد اگر صفا مَروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو، تو اس طواف میں اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرے، ورنہ اضطباع اور رمل نہ کرے۔[۳]

مسئلہ: مفرد اور متمتع کے لئے حج کی سعی، طوافِ زیارت کے بعد افضل ہے اور قارن کے لئے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے اور جو شخص طوافِ زیارت سے پہلے حج کی سعی کر لے، وہ طوافِ زیارت کے بعد سعی نہ کرے۔[۴]

مسئلہ: وقوف سے پہلے اگر کسی نے نفلی طواف کر لیا اور طوافِ قدوم کی نیت نہیں کی تو بھی طوافِ قدوم ہو گیا، طوافِ قدوم کی خاص طور سے نیت کر لینا ضروری نہیں ہے۔[۵]

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

صفا مروہ، یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔

سعی کے معنی ہیں دوڑنا، احکام حج میں صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ سے سات چکر

---

[۱] و لو ترکہ فذھب الی عرفۃ ثم بدا لہ فرجع و طاف لہ ان رجع قبل الوقوف فی وقتہ اجزأہ و الا فلا (غنیۃ الناسک، فصل فی احکام طواف القدوم، ص: ۱۰۸)

[۲] ایضا

[۳] (و لا اضطباع و لا رمل و لا سعی) .... (لاجل ھذا الطواف و بما یفعل فیہ) .... (ذلک) .... (ذا اراد) ای: المفرد او القارن (تقدیم سعی الحج علی وقتہ الاصلی و ھو) .....لتوسع زمان السعی بالنسبۃ الی فعلہ .... الخ (ارشاد الساری، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۱، ۱۴۲)

[۴] ایضا

[۵] و یندرج فیہ طواف تحیۃ المسجد کما ارتفع بہ طواف القدوم الذی ھو اقوی من طواف تحیۃ المسجد۔" (ارشاد الساری، باب انواع الاطوفۃ، ص: ۱۴۳)

لگانے کا نام سعی ہے۔[1]

سعی کرنے کا طریقہ

جس طواف کے بعد سعی ہو تو طواف سے فارغ ہو کر، حجر اسود کا استلام کرے، جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے اور یہ نواں استلام سعی کرنے والے کے لئے مستحب ہے، استلام کر کے باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر جائے اور صفا کے قریب پڑھے:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

جس سے اللہ نے ابتداء کی، میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں۔

اور صفا کی ایک تہائی چڑھائی پر چڑھے، پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بیت اللہ پر نظر رہے اور دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھائے، اس کے بعد تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور تکبیر و تہلیل بھی بلند آواز سے تین مرتبہ کہے اور آہستہ سے درود شریف پڑھے، پھر خوب خشوع سے اپنے لئے اور دوسروں کیلئے دُعا مانگے، یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے، اس طرح تکبیر و تہلیل کہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔

اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِىْ لِلْاِسْلَامِ اَسْئَلُكَ اَنْ لَا تَنْزِعَهٗ مِنِّىْ حَتّٰى تَوَفَّانِىْ وَاَنَا مُسْلِمٌ۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا

---

[1] السعی: الاسراع فی المشی وھو دون العدو... قال الراغب وخص السعی فیما بین الصفا والمروۃ۔" (قواعد الفقہ، ص: ۳۲۲)

بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَشَائِخِيْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

اور اس کے علاوہ جو چاہے دُعا مانگے اور تلبیہ بھی پڑھتا رہے اور تقریباً پچیس آیات پڑھنے کی مقدار ٹھہرے۔[1]

پھر اپنی رفتار سے ذکر کرتا ہوا، دُعا مانگتا ہوا مروہ کی طرف چلے اور صفا ومردہ کے درمیان میں یہ دُعا ماثورہ پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

اے اللہ بخش دے آپ ہی سب سے زیادہ عزّت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے مانگے، یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے اور جب سبز نشان (جو کہ مسجد کے کونے پر لگا ہے) چھ ہاتھ کے فاصلے پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے، مگر متوسط طریقہ سے دوڑے، جب دونوں سبز نشانوں سے نکل جائے، تو پھر اپنی چال سے چلنے لگے، یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے اور کشادہ جگہ پر رُک جائے، ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور پھر جس طرح صفا پر ذکر اور دُعا کی تھی یہاں بھی کرے، یہاں بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔

یہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہو گیا اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں سبز نشانوں کے درمیان دوڑ کر چلے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کرے، جیسے شروع میں کیا تھا، یہ مروہ سے صفا تک دو پھیرے ہو گئے، اسی طرح سات پھیرے کرے، ساتواں پھیرا

---

[1] (اذافرغ من الطواف) ای: الطواف الذی بعدہ سعی (فالسنة ان یخرج للسعی علی فورہ)..... (ویصعد علیه).... (حتی یری البیت).... (ویرفع یدیه حذو منکبیه)..... (ویکرر الذکر مع التکبیر ثلاثا).... اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد الحمد للہ علی ماھدانا... لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له.... لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ..... لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ... اللھم کما ھدیتنی للاسلام اسئلک ان لا تنزعه منی حتی توفانی وانا مسلم............ وذکر قدر مایقرأ خمسا وعشرین آیة من البقرة (ولا یعجل) ای: بالنزول (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا والمروة، ص: ۱۷۲-۱۷۰)

مروہ پر پورا ہوگا۔[1]

پھر سعی کے سات پھیرے پورے کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد حرام میں پڑھے اور مطاف (یعنی جس جگہ طواف کرتے ہیں) کے کنارے پر پڑھنا مستحب ہے۔[2]

مسئلہ: سعی کرنا واجب ہے اور طواف کے فوراً بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں، اگر کسی عذر یا تھکن کی وجہ سے طواف کے فوراً بعد نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں، بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔[3]

مسئلہ: اگر طواف اور سعی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہوجائے، تب بھی کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی۔[4]

مسئلہ: طواف قدوم کے بعد کسی نے سعی نہیں کی اور وقوف عرفہ کرلیا، تو اب طواف زیارت سے پہلے وقوف کے بعد سعی کرنا جائز نہیں، بلکہ طواف زیارت کرکے سعی کرے۔[5]

مسئلہ: سعی کے لئے باب الصفا سے نکلنا مستحب ہے، اگر کسی دوسرے دروازے سے نکلے تو بھی جائز ہے۔[6]

مسئلہ: سعی کے شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا استلام مسنون ہے۔[7]

---

(1) (ثم یھبط نحو المروۃ)....(داعیا ذاکرا ماشیا علی ھیئتہ)....(حتی یجاوز المیلین)....(بفناء المسجد)...ویقول فی سعیہ ھذا: رب اغفر وارحم....(یمشی علی ھینتہ حتی یأتی المروۃ)...(ویفعل علی المروۃ جمیع ما فعلہ علی الصفا من الاستقبال)....(سبعۃ اشواط یبدأ) ای: وجوبا (بالصفا) ای: اول مرۃ (ویختم بالمروۃ)....(من الصفا الی المروۃ شوط والعود منھا الی الصفا شوط)...الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا والمروۃ، ص: ۱۷۳، ۱۷۲)

(2) (واداء رکعتین بعد فراغہ منہ فی المسجد)...الخ (ارشاد الساری، فصل فی مستحباتہ، ص: ۱۸۰)

(3) ھو رکن عند الثلاثۃ و واجب عندنا و لا یجب الاتیان بعد الطواف فورا بل لو اتی بعد زمان و لو طویلا لا شیء علیہ....الخ (غنیۃ الناسک، باب السعی بین الصفا والمروۃ، ص: ۱۲۸)

(4) (و ان اخرہ لغیر عذر)...(فقد اساء) ای: لترکہ الموالاۃ....(و لا شیء علیہ) ای: من الجزاء...الخ (ارشاد الساری، باب السعی الصفا والمروۃ، ص: ۱۷۰)

(5) لکن یشترط ان لا یتخلل بینھما رکن فلو طاف للقدوم و لم یسع ثم وقف بعرفۃ ثم اراد ان یسعی بعد طواف القدوم لم یجز ذلک (غنیۃ الناسک، باب السعی بین السفا والمروۃ، ص: ۱۲۸)

(6) ثم یخرج الی الصفا والافضل ان یخرج من باب الصفا......ولو خرج من غیرہ جاز (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۲۶)

(7) ویسن ان یبتدئ بالحجر الاسود فیستلمہ کما مر (غنیۃ الناسک، فصل فی کیفیۃ اداء السعی، ص: ۱۲۸)

مسئلہ: صفا پر ایک تہائی چڑھائی چڑھے، بعض جگہ سے بیت اللہ نظر آنے لگتا ہے، اس سے زیادہ اوپر چڑھنا، اہل سنت والجماعت کے طریقہ کے خلاف ہے۔[1]

مسئلہ: صفا اور مروہ پر چڑھنا مسنون ہے، اگرچہ بلا چڑھے بیت اللہ نظر آئے۔[2]

مسئلہ: صفا پر چڑھ کر قبلہ رو ہو کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے، جس طرح دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔[3]

مسئلہ: میلین اخضرین کے درمیان زیادہ تیز دوڑنا مسنون نہیں، بلکہ متوسط طریقہ سے اتنا تیز چلنا چاہئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔[4]

مسئلہ: مروہ پر بھی زیادہ اوپر چڑھنا منع ہے، کشادہ جگہ تک چڑھے۔[5]

مسئلہ: سعی کے سات چکر ہیں اور صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دوسرا، اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔[6]

مسئلہ: سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔[7]

مسئلہ: میلین کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔[8]

مسئلہ: میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا، یا تمام سعی میں جھپٹ کر چلنا برا ہے، لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔[9]

---

❶ (و یصعد علیه)...(حتی یری البیت)...(من الباب)...(لا من فوق الجدار)...(ان امکنه)...(و الا فقدر ما یمکنه)....الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروة، ص: ۱۷۱)

❷ و کذا یسن الصعود و ان کان یری البیت بدونه۔" (غنیة الناسک، فصل فی کیفیة اداء السعی، ص: ۱۲۸)

❸ (و یستقبل البیت)....(و یرفع یدیه حذو منکبیه).....(جاعلا بطهنما نحو السماء)...(کما للدعاء)....الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروة، ص: ۱۷۱)

❹ (و یستحب ان یکون السعی بین المیلین فوق الرمل)...(دون العدو)....الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروة، ص: ۱۷۳)

❺ فیصعد علیها الی ان یظهر له البیت لکن الیوم لا مصعد ثمه لان ادنی حد المروة تحت المعقد المشرف....و لا یحتاج الی ان یذهب حتی یصعد الی اول درجاتها...الخ (غنیه الناسک، فصل فی کیفیة اداء السعی، ص: ۱۳۰)

❻ ویطوف بهما هکذا سبعة اشواط یبدا بالصفا ویختم بالمروة...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۲۶)

❼ ویطوف بهما هکذا سبعة اشواط یبدا بالصفا ویختم بالمروة...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۲۶)

❽ (و یستحب ان یکون السعی بین المیلین فوق الرمل)....الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروة، ص: ۱۷۳)

❾ فلو ترکه او هرول فی جمیع السعی فقد اساء و لا شیء علیه (غنیة الناسک، فصل فی کیفیة اداء السعی، ص: ۱۳۰)

مسئلہ: حج کی سعی اگر طواف قدوم کے بعد طواف زیارت سے پہلے کرے، تو سعی میں تلبیہ پڑھے اور عمرہ کی سعی میں تلبیہ نہ پڑھے، تمتع کرنے والا بھی تلبیہ نہ پڑھے، کیونکہ عمرہ کرنے والے اور تمتع کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے اور حج کرنے والے کا رمی شروع کرنے کے وقت ختم ہوجاتا ہے۔[۱]

مسئلہ: اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان تیزی سے نہ چل سکتا ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار کرے ورنہ تیز چلنے والوں کی طرح حرکت کرے۔[۲]

مسئلہ: اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی سواری پر سوار ہوکر سعی کرے تو میلین کے درمیان اس کو بھی تیز چلائے، بشرطیکہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔[۳]

مسئلہ: اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں کچھ شک ہو تو کم کا اعتبار کر کے پُورا کرے اور اگر کوئی قابل اعتماد اور عادل شخص تعداد کم بتاتا ہے، تو اس کے قول پر عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو قابل اعتماد اور عادل شخص کم بتاتے ہیں، تو ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔[۴]

رکن سعی

سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان ہونا رکن ہے، اگر ان دونوں کے درمیان میں سعی نہیں کی بلکہ ادھر ادھر کی تو سعی نہ ہوگی۔[۵]

---

(۱) ویلبی فی السعی الحاج ان سعی بعد طواف القدوم لا المعتمر ...الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی کیفیۃ اداء السعی، ص: ۱۳۰)

(۲) (ان عجز عن السعی بین المیلین) .....(صبر) ....(حتی یجد فرجۃ) ...(و الا تشبہ بالساعی فی حرکتہ) ....الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروۃ، ص: ۱۷۴، ۱۷۳)

(۳) (و ان کان علی دابۃ) ای: لعذر فان المشی فی السعی واجب عندنا (حرکھا من غیر ان یؤذی احدا) ....الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروۃ، ص: ۱۷۴)

(۴) و لو شک فی عدد اشواط السعی اخذ بالاقل کما قالوا فی الطواف (غنیۃ الناسک، فصل فی کیفیۃ اداء السعی، ص: ۱۳۰) و لو اخبرہ عدل بالنقصان و شک فی صدقہ یستحب الاخذ بقولہ و لو اخبرہ عدلان و شک فی صدقھما وجب الاخذ بقولھما۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی الاخذ فی الطواف الخ، ص: ۱۰۶)

(۵) (و الاول) ای: الشرط الاول و جعلہ فی الکبیر رکنا للسعی و ھو الصواب (کینونتہ بین الصفا و المروۃ) ...الخ (ارشاد الساری، باب السعی بین الصفا و المروۃ، ص: ۱۷۴)

شرائط سعی

سعی کی چھ شرطیں ہیں:

❶ خود سعی کرنا اگرچہ کسی کے اوپر سوار ہوکر، یا کسی سواری پر سوار ہوکر کرے، سعی میں کسی کو نائب بنانا جائز نہیں، البتہ احرام سے پہلے کوئی شخص بے ہوش ہوگیا، تو اس کی طرف سے دوسرا شخص سعی کرسکتا ہے، بشرطیکہ سعی کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو۔[1]

❷ دوسری شرط یہ ہے کہ سعی پورا طواف یا اکثر طواف کرنے کے بعد ہو، چاہے طواف نفل ہی ہو اور چاہے طواف پاکی کی حالت میں کیا ہو، یا ناپاکی کی حالت میں، اگر کوئی شخص طواف سے پہلے، یا طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے سعی کرے گا تو سعی نہ ہوگی اور اگر طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد کرے گا تو صحیح ہوجائے گی۔[2]

❸ تیسری شرط یہ ہے کہ احرام حج یا عمرہ کا سعی پر مقدم ہونا، اگر کوئی شخص احرام سے پہلے سعی کرے گا تو صحیح نہ ہوگی، اگرچہ طواف کے بعد ہو اور احرام کا باقی رہنا سعی تک ضروری نہیں، بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حج کی سعی (چاہے قارن ہو یا متمتع یا مفرد) وقوف عرفہ سے پہلے کر رہا ہے تو حج کے احرام کا ہونا سعی کے وقت شرط ہے اور اگر وقوف کے بعد سعی کر رہا ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں، بلکہ احرام کا نہ ہونا مسنون ہے اور اگر سعی عمرہ کی ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں مگر واجب ہے، اگر طواف کے بعد حلق کر کے سعی کرے گا تو دم واجب ہوگا اور سعی صحیح ہوجائے گی۔[3]

❹ چوتھی شرط یہ ہے کہ صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا ہے، اگر مروہ سے کسی نے ابتدا کی تو یہ پھیرا شمار نہ ہوگا، بلکہ صفا سے لوٹ کر آئے گا تو سعی شروع ہوگی اور سات چکر اس پھیرے کے علاوہ کرنے ہوں گے، جو مروہ سے شروع کیا تھا۔[4]

---

❶ و اما شرائطه فستة: الاول: فعله بنفسه و لو محمولا او راکبا فلا تجوز فیه النیابة الا عن خمس کما ذکرنا فی فرائض الطواف۔" (غنیة الناسک، فصل فی رکن السعی و شرائط، ص: ۱۳۱)

❷ (الثانی: ان یکون) ای: السعی (بعد طواف) ای: کامل و لو نفلا (او بعد اکثره)...الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة السعی، ص: ۱۷۴)

❸ (الثالث: تقدیم الاحرام علیه) ای: احرام حج او عمرة.....الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة السعی، ص: ۱۷۴)

❹ "الرابع: من شرائط صحة السعی (البداءة بالصفا و الختم بالمروة...الخ)" (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة السعی، ص: ۱۷۵)

۵ پانچویں شرط یہ ہے کہ اکثر حصہ (یعنی سات پھیروں میں سے اکثر پھیرے) سعی کا کرنا، اگر اکثر حصہ نہیں کیا تو سعی نہ ہوگی۔[۱]

۶ چھٹی شرط یہ ہے کہ سعی کے وقت میں سعی کرنا، یہ حج کی سعی کی شرط ہے، عمرہ کی سعی کی شرط نہیں، البتہ قارن یا متمتع عمرہ کرے تو اس کے عمرہ کی سعی کے لئے بھی وقت شرط ہے اور حج کی سعی کا وقت حج کے مہینوں کا شروع ہو جانا ہے۔[۲]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور حج کے مہینوں سے پہلے حج کی سعی کرلی تو سعی صحیح نہ ہوگی، کیونکہ ابھی حج کے مہینے شروع نہیں ہوئے اور اگر حج کے مہینوں کے ختم ہونے کے بعد کی مثلاً ایام نحر گزرنے پر طواف زیارت کے بعد سعی کی تو صحیح ہو جائے گی۔[۳]

مسئلہ: سعی کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط نہیں اور نہ سعی کے چکروں میں آپس میں اتصال اور پے در پے ہونا شرط ہے، بلکہ سنّت ہے۔[۴]

مسئلہ: اگر کسی نے سعی کے پھیروں کو وقفہ وقفہ سے کیا مثلاً ایک چکر روز کرلیا اور سات روز میں سعی پوری کرلی تو سعی ہو جائے گی، لیکن اگر بلا عذر ایسا کیا تو از سر نو کرنا مستحب ہے۔[۵]

واجباتِ سعی

۱ سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا، جو جنابت (ایسی ناپاکی جس سے غسل واجب ہوتا ہے) اور حیض سے پاک ہونے کی حالت میں کیا ہو۔

---

۱ (اتیان اکثرہ فلو سعی اقلہ فکأنہ لم یسع)۔" (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ السعی، ص: ۱۷۸)

۲ (السادس: الوقت) و ہو اشہر الحج لکن یشترط تقدم الاحرام (لسعی الحج) (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ السعی، ص: ۱۷۸)

۳ و الحاصل انہ یشترط لسعی الحج دخول وقتہ ابتداء لا حصولہ بقاء فلا یجوز تقدیمہ علیہ و یصح تأخیرہ عنہ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ السعی۔ ص: ۱۷۸)

۴ و لا یشترط لصحۃ السعی النیۃ .... و کذا لا یشترط الموالاۃ بین الاشواط و اجزاء الاشواط بل ہی سنۃ ... کل یوم شوطا او اقل لم یبطل سعیہ و یستحب ان یستأنف ان فعلہ من غیر عذر (غنیۃ الناسک، فصل فی رکن السعی و شرائطہ، ص: ۱۳۲)

۵ و لا یشترط لصحۃ السعی النیۃ .... و کذا لا یشترط الموالاۃ بین الاشواط و اجزاء الاشواط بل ہی سنۃ ... کل یوم شوطا او اقل لم یبطل سعیہ و یستحب ان یستأنف ان فعلہ من غیر عذر (غنیۃ الناسک، فصل فی رکن السعی و شرائطہ، ص: ۱۳۲)

② سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

③ پیدل سعی کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو، اگر بلا عذر کے کوئی شخص سوار ہو کر سعی کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

④ سات پھیرے پورے کرنا، یعنی چار پھیرے تو فرض ہیں اور اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں، اگر کسی نے تین پھیرے چھوڑ دیئے تو سعی ہو جائے گی، لیکن ہر پھیرے کے بدلہ میں تقریباً دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

⑤ عمرہ کی سعی میں، عمرہ کا احرام سعی کے ختم ہونے تک باقی رہنا۔[1]

⑥ صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی، یعنی صفا کے اوپر چڑھ کر شروع کرنا اور مروہ کے اوپر تک جانا۔[2]

مسئلہ: سعی کے لئے جنابت اور حیض سے پاک ہونا شرط اور واجب نہیں ہے، چاہے حج کی سعی ہو، یا عمرہ کی البتہ مستحب ہے۔[3]

مسئلہ: آج کل بعض مال دار سواری پر سوار ہو کر بغیر کسی عذر کے سعی کرتے ہیں، ان پر دم واجب ہو جاتا ہے اور جان بوجھ کر بلا عذر ایسا کرنا گناہ ہے، اس کے علاوہ دوسرے سعی کرنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ علیحدہ ہے۔[4]

سعی کی سنتیں

① حجر اسود کا استلام کر کے سعی کے لئے مسجد سے نکلنا۔

② طواف کے بعد فوراً سعی کرنا۔

---

①فصل فی واجبات السعی ھی ستة : الاول : کونه بعد الطواف علی طھارة عن الجنابة و الحیض ...الثانی : الترتیب : بان یبدأ بالصفا و یختم بالمروة ...الثالث : المشی فیه لمن لا عذر له فان سعی راکبا او زحفا بغیر عذر فعلیه دم.... الرابع : اکمال مازاد علیه علی اکثر اشواط .... الخامس: کونه فی حالة الاحرام فی سعی للعمرة کذا فی اللباب۔" (غنیة الناسک، فصل فی واجبات السعی، ص: ۱۳۴، ۱۳۳)

②السادس: قطع جمیع المسافة بینهما ...الخ (غنیة الناسک، فصل فی واجبات السعی، ص: ۱۳۱، ۱۳۲)

③و الحیض و الجنابة لا یمنعان صحة السعی...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۲۷)

④(و المشی فیه فان سعی راکبا او محمولا او زاحفا)....(بغیر عذر فعلیه دم و لو بعذر فلا شیء علیه)....(و کونه فی حالة الاحرام فی سعی العمرة)...الخ (ارشاد الساری، فصل فی واجباته، ص: ۱۷۸)

۳ صفا اور مروہ پر چڑھنا۔

۴ صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو ہونا۔

۵ سعی کے پھیروں کو پے در پے کرنا۔

۶ جنابت اور حیض سے پاک ہونا۔

۷ سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا کہ جو پاکی کی حالت میں کیا ہو اور کپڑوں اور بدن اور طواف کی جگہ پر بھی کوئی نجاست نہ ہو اور باوضو بھی کیا ہو۔

۸ میلین کے درمیان تیزی سے چلنا۔

۹ ستر عورت کا ہونا اگرچہ ہر حال میں ستر ڈھانکنا فرض ہے، مگر یہاں اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔[۱]

مستحباتِ سعی

۱ نیت کرنا۔

۲ صفا اور مروہ پر دیر تک ٹھہرنا۔

۳ خشوع اور خضوع سے ذکر اور دعائیں تین تین مرتبہ پڑھنا۔

۴ سعی کے پھیروں میں اگر بلا عذر زیادہ فاصلہ ہو جائے، یا کسی پھیرے میں کچھ وقفہ ہو جائے تو اس چکر کو نئے سرے سے کرنا، لیکن سعی کو شروع سے کرنا اس وقت مستحب ہے، جبکہ اکثر پھیرے نہ ہوئے ہوں۔

۵ سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں آکر دو رکعت نفل پڑھنا۔[۲]

مسئلہ: مروہ پر ان نفلوں کا پڑھنا مکروہ ہے۔[۳]

مسئلہ: اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے، یا نماز جنازہ ہونے لگے، تو سعی کو چھوڑ کر نماز

---

۱ هی استلام الحجر الاسود و الموالاة بینه و بین الطواف و الصعود علی الصفا و المروة .... الخ (غنیة الناسک، فصل فی سنن السعی، ص: ۱۳۵)

۲ و هی النیة . . . و الذکر و الدعاء و تکرارهما ثلاثا و طول القیام علیهما .... (غنیة الناسک، فصل فی مستحباته، ص: ۱۳۵)

۳ (یستحب له ان یصلی رکعتین فی المسجد) .... (و لا یصلی علی المروة) .... (ارشاد الساری، فصل فاذا فرغ من السعی، ص: ۱۸۱)

میں شریک ہوجائے اور پھر باقی پھیرے پورے کرلے، اسی طرح اگر کوئی اور عذر پیش آجائے تو باقی پھیرے بعد میں پورے کرسکتا ہے۔[1]

مباحات سعی

سعی کے دوران جائز کلام کرنا جو مشغول کرنے والا اور خشوع کے منافی نہ ہو اور ایسا کھانا پینا جو سعی کے چکروں میں وقفہ کا سبب نہ ہو، جائز ہے۔[2]

مکروہات سعی

1. خرید وفروخت اور بات چیت اس طرح کرنا کہ توجہ نہ رہے اور دعا وغیرہ نہ مانگ سکے، یا سعی کے پھیرے پے در پے نہ کرسکے۔
2. صفا اور مروہ پر نہ چڑھنا۔
3. سعی کو بلا عذر طواف سے مؤخر کرنا یا حج کی سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا۔
4. ستر کھولنا۔
5. (مردوں کا) میلین کے درمیان تیزی سے نہ چلنا، یا پھیروں میں بہت زیادہ فاصلہ کرنا۔[3]

سعی سے فارغ ہوکر مکہ مکرمہ کے قیام میں کیا کرنا چاہئے؟

مفرد اور قارن جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہوجائیں تو اس کو احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں رہنا چاہیۓ اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے اور متمتع جس وقت عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے تو حلق (بال منڈوانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کرائے، اس کے بعد وہ حلال ہوجائے گا، جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس کے لئے منع ہوگئی تھیں اب وہ حلال ہوگئیں اور جب تک دوبارہ احرام نہ باندھے گا یہ تمام چیزیں حلال رہیں گی اور حج کے لئے آٹھویں تاریخ کو یا اس

---

1. ولو اقیمت الصلوة والرجل یطوف او یسعی یترک الطواف والسعی ویصلی ثم یبنی بعد الفراغ من الصلوة..... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۲۷)
2. ایضاً
3. (الرکوب من غیر عذر).... (وتفریقہ تفریقا کثیرا)... (والبیع والشراء والحدیث اذا کان یشغله).... الخ (ارشاد الساری، فصل فی مکروهاته، ص: ۱۸۲، ۱۸۱)

سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہوگا، جس کا بیان آگے آرہا ہے۔[1]

مفرد اور قارن اور متمتع کو مکہ مکرمہ کے قیام کو غنیمت سمجھنا چاہیئے، جس قدر ہوسکے نفلی طواف کرتا رہے۔

مسئلہ: مفرد اور قارن طواف قدوم اور عمرہ سے فارغ ہوکر مکہ میں رہتے ہوئے جس وقت چاہیں نفل طواف کرے، البتہ نفل طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہوتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہوتی، لیکن نفلی طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے۔[2]

مسئلہ: مفرد اور قارن طوافِ قدوم اور عمرہ کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے، البتہ طواف کرتے ہوئے نہ پڑھے، مفرد اور قارن اور متمتع (تینوں قسم کے حج کرنے والوں) کا تلبیہ دس ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت ختم ہوتا ہے۔[3]

مسئلہ: سعی نفلی نہیں ہوتی۔[4]

مسئلہ: باہر کے رہنے والوں کے لئے نفلی طواف، نفل نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔[5]

بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا

مسئلہ: بیت اللہ میں اگر داخل ہونے کا موقع مل جائے، تو مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور دعا مانگے اور ننگے پیر داخل ہو، پہلے سیدھا پیر رکھے اور نہایت خشوع وخضوع سے داخل ہو، چھت کی طرف کو

---

1. (ثم ان كان الفارغ منه) .....(قارنا او متمتعا) .....(فانه يقيم بمكة حراما) اى: محرما محرما ....(و يطوف بالبيت كلما بدا له) ....(و يصلى لكل اسبوع ركعتين) .....(و لا يترك التلبية فى الاحوال كلها فى المسجد و خارجه) .....(الى ان يرمى جمرة العقبة.....الخ (ارشاد السارى، فصل فاذا فرغ من السعى، ص: ١٨٢، ١٨١)

2. فما دام بمكة يطوف بالبيت ما بدا له كل طواف سبعة اشواط ......ويصلى لكل اسبوع ركعتين....الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ١/٢٢٧)

3. و لا يترك التلبية فى الاحوال كلها فى المسجد و خارجه الى ان يرمى جمره العقبة الا حال كونه فى الطواف۔" (غنية الناسک، فصل فيما ينبغى له الاعتناء به بعد الفراغ، ص: ١٣٧)

4. و لا سعى بعده، لان التنفل بالسعى غير مشروع۔" (غنية الناسک، فصل فيما ينبغى له الاعتناء به بعد الفراغ، ص: ١٣٧)

5. و طواف التطوع افضل من صلاة التطوع للغرباء و لاهل مكة الصلوة افضل (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ١/٢٢٧)

نظر نہ اٹھائے اور ادھر ادھر بھی نہ دیکھے، یہ بے ادبی ہے اور جس جگہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی، ہو سکے تو اس جگہ نفل پڑھے، یعنی دروازے سے داخل ہو کر سیدھا چلا جائے، جب مغربی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو اسی جگہ دو یا چار نفل پڑھ کر اپنے رخسار کو دیوار پر رکھے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور تہلیل و تکبیر اور درود کے بعد دُعا مانگے۔[1]

مسئلہ: حطیم بھی بیت اللہ کا حصّہ ہے، اگر کسی شخص کو بیت اللہ میں داخل ہونے کا موقع نہ ملے تو حطیم میں داخل ہو جائے۔[2]

خطبات حج

حج میں تین خطبے مسنون ہیں، ایک سات ذی الحجہ کو ظہر کے بعد، دوسرا نویں ذی الحجہ کو مسجد نمرہ عرفات میں زوال کے بعد ظہر اور عصر کی نماز اکٹھا پڑھنے سے پہلے، تیسرا منیٰ میں گیارہویں ذی الحجہ کو مسجد خیف میں ظہر کے بعد، اگر امام یہ خطبے پڑھے تو ان کو سننا چاہیے، ان خطبوں میں احکام حج بیان کئے جاتے ہیں۔[3]

مکہ مکرمہ سے منیٰ جانا

آٹھویں ذی الحجہ کو متمتع اور اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام باندھنا چاہیئے، اس سے پہلے بھی باندھنا جائز ہے، جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو غسل وغیرہ کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر احرام کی نیت کرے، احرام باندھنے کا طریقہ احرام کے بیان میں مفصّل مذکور ہو چکا ہے، وہاں دیکھیں۔[4]

---

(1) و یستحب دخول البیت اذا لم یشتمل علی ایذاء نفسه او غیره و لا علی دفع الرشوة التی یأخذها لحجبة و الا فیحرم (غنیة الناسک، مطلب فی دخول البیت، ص: ۱۳۸) ... و کذا یستحب الصلاة فیه و الدعاء فینبغی ان یدخله حافیا لا بالنعلین او الخفین مقدما رجله الیمنی... الخ (غنیة الناسک، باب السعی بین الصفا و المروة، مطلب فی دخول البیت، ص: ۱۳۸، ۱۳۹)

(2) عن عائشة رضی اللہ عنها انها قالت ما ابالی صلیت فی الحجر او فی البیت (مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب الحجر من البیت: ۴/ ۴۱۴، دار الکتب العلمیة)

(3) و فی الحج ثلاث خطب اولها ما ذکرنا و الثانیة بعرفات یوم عرفة و الثالثة بمنی فی الیوم الحادی عشر ..... الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۲۷)

(4) (و الافضل للمتمتع و غیره) ای: مرید الافراد من مکة (ان یعجل الاحرام) ..... (بعد دخول اشهر الحج) ..... (و اذا اراد الاحرام بالحج من مکة یوم الترویة او قبله فالافضل) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی احرام الحاج من مکة المشرفة، ص: ۱۸۷)

مسئلہ: متمتع اور مکی کو حج کا احرام آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام میں باندھنا مستحب ہے اور دوسری جگہ بھی حدودِ حرم کے اندر اندر باندھنا جائز ہے۔[1]

مسئلہ: قارن کو جدید احرام کی ضرورت نہیں اس کا پہلا احرام باقی ہے۔[2]

مسئلہ: آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھنے والا اگر حج کی سعی، طوافِ زیارت سے پہلے کرنا چاہے، تو اس کو چاہیئے کہ ایک نفلی طواف اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے اور اس کے بعد سعی کرے، یہ حج کی سعی ہوجائے گی اور پھر دسویں تاریخ کو سعی نہیں کرنی ہوگی، مگر افضل یہ ہے کہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کرے۔[3]

مسئلہ: آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کو چلے اور اگر آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ سے زوال کے بعد چلا اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھ لی، تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔[4]

مسئلہ: منیٰ میں آٹھویں تاریخ کو جاکر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نو ذی الحجہ کی فجر پانچ نمازیں پڑھنی مستحب ہیں اور رات کو منیٰ ہی میں ٹھہرنا چاہیئے، مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ ٹھہرنا خلاف سنّت ہے۔[5]

مسئلہ: اگر آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ جانا جائز ہے اور اگر زوال تک نہ گیا تو زوال کے بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے، پھر نماز جمعہ سے پہلے جانا منع ہے۔[6]

---

[1] و اما میقات اهل الحرم و المراد به کل من کان داخل الحرم سواء کان اهله او لا مقیما او مسافرا فالحرم للحج فیحرمون من دورهم و من المسجد افضل و جاز تأخیره الی آخر الحرم۔" (غنیه الناسک، باب المواقیت، فصل و اما میقات اهل الحرم، ص:۵۷، ۵۸)

[2] (و ان دخل)..... (بحج فلا یحتاج الی تجدید الاحرام)..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی احرام الحاج الخ، ص:۱۸۷)

[3] (ثم ان اراد) ای: المکی و من بمعناه (تقدیم السعی علی طواف الزیارة)..... (یتنفل بطواف)..... (بعد الاحرام بالحج)..... (یضطبع فیه)..... (و یرمل)..... (ثم یسعی بعده و هل الافضل تقدیم السعی او تأخیره الی وقته الاصلی)..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی احرام الحاج من مکة المشرفة، ص:۱۸۷)

[4] ثم یروح مع الناس الی منی یوم الترویة بعد صلوة الفجر و طلوع الشمس...... و لو صلی الظهر یوم الترویة بمکة ثم خرج منها و بات بمنی لا باس به.... الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۲۷)

[5] (و یصلی بها الظهر و العصر و المغرب و العشاء و الفجر)..... (و ان بات بمکة)..... (تلک اللیلة جاز و اساء)..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی الرواح، ص:۱۸۸)

[6] و لو وافق یوم الترویة یوم الجمعة له ان یخرج الی منی قبل الزوال لعدم وجوب الجمعة علیه فی ذلک الوقت و بعده لا یخرج مالم یصلها لوجوبها علیه.... الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۲۷)

مسئلہ: منیٰ میں بھی جمعہ، حج کے ایام میں جائز ہے۔[1]

مسئلہ: منیٰ جاتے ہوئے اور وہاں کے قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے۔[2]

نوٹ: آٹھویں تاریخ کے قیام میں منیٰ میں کوئی خاص حکم نہیں ہے، صرف قیام اور پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں۔

فائدہ: منیٰ مکہ مکرمہ سے تین میل مشرق کی جانب ہے، اگر کوئی دقت نہ ہو تو پیدل جانے میں سہولت رہتی ہے، آج کل منیٰ میں ٹھہرنے کا انتظام معلم ہی کے ذریعہ ہوتا ہے۔

منیٰ سے عرفات کو جانا

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اسفار یعنی خوب اجالے میں پڑھے اور جب سورج نکل آئے تو عرفات کو چلے۔[3]

مسئلہ: تلبیہ پڑھتا ہوا اور دُعا، درود، ذکر کرتا ہوا، نہایت وقار اور خشوع سے عرفات کو جائے اور جبل رحمت (میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو تسبیح و تہلیل و تکبیر کہے اور دُعا مانگے اور یہ دعا مستحب ہے:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْھَكَ اَرَدْتُّ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ وَ اَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَ وَجِّهْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ
تَوَجَّھْتُ سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ

یا اللہ میں محض آپ کی رضا کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں اور آپ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں، یا اللہ میری توبہ قبول فرما لیجئے اور میری مراد پوری فرما لیجئے اور میرے لئے ہر طرف سے خیر مقرر کر دیجئے، یا اللہ آپ ہر برائی سے پاک ہیں، تمام تعریفوں کے مستحق ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں یا اللہ آپ ہی سب سے بڑے ہیں۔

---

[1] لا یجب علی اھلھا الجمعة لکنھم لو اجتمعوا علی واحد فصلی بھم جاز (غنیۃ الناسک، فصل فی الرواح، ص: ۱۴۶)

[2] (ویستحب ان یکون فی خروجه من مکة و دخوله مکة ملبیا داعیا ذاکرا) (ارشاد الساری، فصل فی الرواح، ص: ۱۸۹)

[3] (فاذا اصبح) ای: بمنی (صلی الفجر بھا) ..... (ثم یمکث) ..... (الی ان تطلع الشمس) ..... (فاذا طلعت) ..... (توجه الی عرفات) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی الرواح من منی الی عرفات، ص: ۱۸۹)

اس کے بعد تلبیہ پڑھتا ہوا عرفات میں داخل ہو جائے۔[1]

مسئلہ: نویں ذی الحجہ سے پہلے یا سورج نکلنے سے پہلے عرفات جانا خلاف سنّت ہے۔[2]

نوٹ: آج کل ہجوم کی کثرت کی بناء پر معلمین حضرات رات ہی میں منٰی سے عرفات لے جانے پر مجبور ہیں اس لئے ان سے نہ الجھیں۔

عرفات کے احکام

عرفات مکہ مکرمہ کے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منٰی سے چھ میل کے فاصلے پر ایک میدان ہے، نویں تاریخ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا، چاہے ایک لمحہ ہی کیلئے ہو، حج کا سب سے بڑا رکن ہے، گویا اس میدان میں نویں تاریخ کو جو شخص ایک لمحہ کے لئے پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا۔[3]

مسئلہ: عرفات میں جس جگہ چاہے ٹھہرے، لیکن راستہ میں نہ ٹھہرے اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے، لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ میں ٹھہرنا، یا راستہ میں ٹھہرنا مکروہ ہے، جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔[4]

مسئلہ: عرفات کا میدان سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے، اس میں جس جگہ جی چاہے ٹھہرے، لیکن بطن عرنہ میں ٹھہرنا جائز نہیں، عرنہ ایک وادی ہے، مسجد عرفات سے مغرب کی جانب بالکل

---

❶ قولہ: داعیا: یستحب عند التوجہ الی عرفات ان یقول اللھم الیک توجھت .....الخ (ارشاد الساری الی مناسک ملا علی القاری، فصل فی الرواح من منی الی عرفات، ص: ۱۸۹)

❷ و ان توجہ قبل طلوع الفجر او قبل طلوع الشمس او قبل اداء الفجر اجزاہ و اساء (غنیۃ الناسک، فصل فی التوجہ من منی الی عرفات، ص: ۱۴۷)

❸ عرفة: جبال عرفة ھی جبال علی بعد تسعة امیال من مکة ... و بعد نحو خمسة کیلو مترات تصل الی منی۔" (دائرہ معارف القرن العشرین، تحت لفظ (عرف)، ۳۲۸/۲، دار المعرفة)

الوقت و اولہ زوال الشمس یوم عرفة و آخرہ طلوع الفجر الثانی من یوم النحر ...الخ (غنیۃ الناسک، تتمة فی حدود عرفات، ص: ۱۵۸، ۱۵۷) اما رکنہ فکینونتہ بعرفة و لو لحظة علی ای وجہ .....الخ (غنیۃ الناسک، تتمة فی حدود عرفات، فصل فی رکن الوقوف و قدر الواجب، ص: ۱۵۹)

❹ فاذا انتھی الی عرفات ینزل فی ای موضع شاء ....وقرب الجبل افضل....ولا ینزل علی الطریق...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۲۲۸/۱، ۲۲۷)

متصل ہے کہ اگر مسجد کی غربی دیوار گرے تو اسی میں جا کر پڑے۔[۱]

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ اول زوال تک مسجد نمرہ کے قریب ٹھہرے اور ظہر وعصر کی نماز پڑھ کر پھر جبلِ رحمت کے قریب جا کر ٹھہرے۔[۲]

مسئلہ: عرفات میں پہنچ کر تلبیہ، دُعا اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے، جب زوال ہو جائے تو وضو کرے، غسل افضل ہے (لیکن اس غسل میں کسی بھی قسم کا صابن استعمال نہ کریں نہ ہی بدن سے میل کچیل دور کرے صرف پانی بہا لے)، ضروریات کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہو جائے اور بالکل اطمینان وسکونِ قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور زَوال ہوتے ہی یا اس سے پہلے مسجد نمرہ میں پہنچ جائے۔[۳]

نوٹ: آج کل عرفات میں ٹھہرنے کا انتظام معلم ہی کے ذریعہ ہی ہوتا ہے اور ہجوم کی کثرت اور راستوں سے ناواقفیت کی بناء پر مسجد نمرہ یا جبل رحمت تک پہنچنا ایک مشکل کام ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ راستہ بھٹک جانے کی صورت میں اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جائے۔ اس لئے مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں جہاں بھی آپ کا قیام طے شدہ ہے، وہیں ذکر ودعا میں مشغول رہیں اور وہیں ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام کریں اور اپنے وقت کو بالکل ضائع نہ کریں کہ میدان عرفات میں گزرنے والا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔

ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھنا

عرفات میں نویں تاریخ کو ظہر اور عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیر (اقامت) کے ساتھ اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور اس کے جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں، چاہے مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہو، یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہو۔

---

[۱] و عرفات کلها موقف الا بطن عرنة فانه لا یصح الوقوف فیه علی المشهور۔ تنبیه: و عرنة واد بحذاء عرفات مما یلی مکة ممتد یمینا و شمالا لیست من عرفة و لا من الحرم بل حد فاصل بینهما ..... الخ (غنیة الناسک، فصل فی صفة الوقوف بعرفة، ص: ۱۵۳)

[۲] ینبغی ان لا یدخلها حتی ینزل بنمرة قریبا من المسجد الی زوال الشمس ..... انه ینزل اولا بنمرة ثم بقرب جبل الرحمة۔" (ارشاد الساری، باب الوقوف بعرفات واحکامه، ص: ۱۹۰)

[۳] (فاذا نزل) ای: بعرفات (یمکث فیما) ..... (و یشتغل بالدعاء و الصلاة علی النبی ﷺ و الذکر) ..... (و التلبیة) ..... (الی ان تزول الشمس فاذا زالت اغتسل) ..... الخ (ارشاد الساری، باب الوقوف بعرفات واحکامه، ص: ۱۹۱، ۱۹۰)

مسئلہ: جب امام منبر پر بیٹھ جائے، مؤذن اذان دے، اس کے بعد امام جمعہ کی نماز کی طرح دو خطبے پڑھے، جن میں احکام حج بیان کرے، خطبے سے فارغ ہو کر جب منبر سے اتر آئے تو مؤذن تکبیر کہے اور امام ظہر کی نماز پڑھائے، اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کے بعد عصر کی نماز پڑھائے، دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے، زور سے نہ پڑھے۔[1]

مسئلہ: ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق کہے، لیکن ظہر کی سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔[2]

مسئلہ: امام اور مقتدی کو دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنت، یا نوافل پڑھنا، یا اور کوئی کام کرنا، کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے، البتہ اگر امام عصر کی نماز میں تاخیر کرے تو پھر مقتدیوں کو ظہر کی سنت، یا نوافل پڑھنا مکروہ نہیں، اگر دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل ہو جائے تو پھر عصر کے لئے بھی اذان دی جائے۔[3]

مسئلہ: اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں، چاہے مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہیں وہ پوری پڑھیں۔[4]

مسئلہ: مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں چاہے مقتدی ہو یا امام اور اگر مقیم امام ہو اور قصر کرے تو اس کی اقتداء نہ مُسافر کے لئے جائز ہے نہ مقیم کے لئے، اگر کوئی مقیم امام قصر کرے گا تو امام اور مقتدی

---

[1] ویصعد الامام المنبر ویؤذن المؤذنوھو علیہ...... ثم یخطب بین الاذان بخطبتین ..... کما فی یوم الجمعة .....ویعلم الناس فی الخطبة.....ثم ینزل فیصلی الامام الظھر و العصر فی وقت الظھر باذان و اقامتین و لا یجھر فیھما (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۲۸)

[2] (و یکرہ للامام و المأموم) ای: ممن اراد الجمع بین الصلاتین .....(ان یشتغل) .....(بالسنن) .....(و التطوع) .....(او شیء آخر) .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع بین الصلاتین بعرفة، ص: ۱۹۴، ۱۹۳)

[3] (و یکرہ للامام و المأموم) ای: ممن اراد الجمع بین الصلاتین .....(ان یشتغل) .....(بالسنن) .....(و التطوع) .....(او شیء آخر) .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع بین الصلاتین بعرفة، ص: ۱۹۴، ۱۹۳)

[4] (ثم ان کان الامام مقیما تم الصلاۃ و اتم معه المسافرون ایضا) .... و الحاصل ان الامام ان کان مقیما فلا یجوز القصر للمسافرین و المقیمین و ان کان مسافرا فلا یجوز القصر للمقیمین (ارشاد الساری، فصل فی الجمع، ص: ۱۹۵، ۱۹۴)

دونوں کی نماز نہ ہوگی۔[1]

مسئلہ: عرفات میں جمعہ جائز نہیں۔[2]

مسئلہ: خطبہ ان نمازوں سے پہلے صرف سنت ہے، شرط نہیں ہے، اگر امام خطبہ نہ پڑھے، یا زوال سے پہلے خطبہ پڑھے تو یہ خلافِ سنت ہے، لیکن دونوں نمازوں کو جمع کرنا صحیح ہوگا۔[3]

ظہر وعصر کو جمع کرنے کی شرائط

مسئلہ: ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھنے کیلئے چند شرائط ہیں:

1. عرفات میں یا اس کے قریب ہونا۔
2. نویں ذی الحجہ کا ہونا۔
3. امام وقت یا اس کے نائب کا ہونا۔
4. دونوں نمازوں میں حج کا احرام ہونا۔
5. ظہر کا عصر سے پہلے پڑھنا۔
6. دونوں نمازوں کا باجماعت پڑھنا۔

اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہیں پائی جائے گی تو دونوں نمازوں کو جمع کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہوگا۔[4]

نوٹ: حجاج کرام نو ذی الحجہ کو مسجد نمرہ جا کر ظہر اور عصر کی نماز نہ پڑھیں، بلکہ اپنے قیام کی جگہ پر ہی ظہر اور عصر کی نماز پڑھیں، ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں

---

[1] و لا یجوز للمقیم ان یقصر الصلاۃ، و لا للمسافر ان یقتدی بہ ان قصر (غنیۃ الناسک، فصل فی الجمع، ص: ۱۵۰)

[2] (و لا یصح اداء الجمعۃ بعرفۃ) ای: لکونھا غیر مصر .... لانہ کیف یتصور انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع لم یصل صلوۃ الجمعۃ بھا .... الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع، ص: ۱۹۶)

[3] (و لو خطب قبل الزوال او لم یخطب اصلا صح الجمع) .... (و اساء) ای: بترک السنۃ .... الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع الخ، ص: ۱۹۶)

[4] (الاول تقدیم الاحرام بالحج علیھما) ..... (الثانی: تقدیم الظھر علی العصر .....) ... (الثالث: الزمان و ھو یوم عرفۃ) ای: بعد الزوال قبل دخول العصر ..... (الرابع: المکان و ھو عرفۃ و ما قرب منھا) ..... (الخامس: الجماعۃ فیھما) ..... (السادس: الامام الاعظم او نائبہ، فلو صلی بھم رجل بغیر اذن الامام) ..... (لم یجز العصر) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط جواز الجمع، ص: ۱۹۷، ۱۹۸)

پڑھیں گے۔

کیفیت وقوفِ عرفہ

جب نماز پڑھ چکے تو اگر مسجد میں ہو تو مسجد سے نکل کر وقوف کرے اور نماز کے بعد تاخیر نہ کرے، تاخیر کرنا مکروہ ہے، امام کو سوار ہو کر اور لوگوں کے لئے کھڑا ہونا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اوروں کو بھی سوار ہونا اولیٰ ہے، جہاں تک ہو سکے جبل رحمت کے قریب امام کے پاس قبلہ رخ ہاتھ دُعا کی طرح اٹھا کر کھڑا ہونا افضل ہے، جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے، جبل رحمت کے اوپر چڑھنا بدعت ہے۔[1]

مسئلہ: وقوفِ عرفہ کے لئے نیت شرط نہیں، اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔[2]

مسئلہ: جبل رحمت کے قریب ذرا اوپر، جس جگہ بڑے بڑے سیاہ پتھر کا فرش ہے، جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کی جگہ ہے، اگر سہولت سے ممکن ہو تو یہاں کھڑا ہونا افضل ہے۔[3]

مسئلہ: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے، بیٹھ کر، لیٹ کر جس طرح ہو سکے، سوتے جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔[4]

مسئلہ: وقوف میں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء، درود دُعا، اذکار، تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خوب عاجزی کے ساتھ دعا کریں اور اپنے لئے اور اپنے عزیز واقارب، سعد عبدالرزاق اس کے گھر والوں اور سب مسلمانوں کے لئے دُعا کریں اور قبولیت کی امید رکھیں اور دُعاء ودرود، تکبیر و تہلیل وغیرہ تین تین مرتبہ پڑھیں، دُعا کے شروع میں تسبیح، تمجید، تہلیل وتکبیر ودرود پڑھیں اور ختم پر

---

[1] "و اذا فرغ الامام من الجمع .....راح الناس معه الی الموقف و یکره ان یتأخروا .....و بقرب جبل الرحمة افضل ... و یکرر الدعاء ثلاثا یستفتحه بالتحمید و التمجید و التسبیح و الصلاة و یختمه بذلک بآمین .....الخ (غنیة الناسک، فصل فی صفة الوقوف، ص: ۱۵۳، ۱۵۴)

[2] (و النیة فیه) ای: الوقوف (لیست بشرط و لا واجب فلو کان جالسا جاز حجه (الدر المختار، کتاب الحج: ۲/۵۰۶)

[3] "و اذا فرغ الامام من الجمع .....راح الناس معه الی الموقف و یکره ان یتأخروا .....و بقرب جبل الرحمة افضل ... و یکرر الدعاء ثلاثا یستفتحه بالتحمید و التمجید و التسبیح و الصلاة و یختمه بذلک بآمین .....الخ (غنیة الناسک، فصل فی صفة الوقوف، ص: ۱۵۳، ۱۵۴)

[4] ایضا

بھی پڑھیں۔[1]

مسئلہ: نماز کے بعد وقوف شروع کر کے غروب تک دُعا مانگتا رہے اور دُعا کے درمیان میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے۔[2]

مسئلہ: ہجوم اور تشویش کی وجہ سے توجہ اور خشوع نہ ہو اور تنہائی میں خشوع حاصل ہو تو تنہا کھڑا ہونا افضل ہے۔[3]

مسئلہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ کھڑا ہونا اور ان میں مخلوط ہونا منع ہے۔[4]

مسئلہ: وقوف کے وقت جس قدر ذکر و دعا ہو سکے، ان میں کمی نہ کرے، یہ وقت بار بار ملنا مشکل ہے، اس وقت کے لئے کوئی خاص دعا مقرر نہیں، سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل دُعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لئے سلطنت، اس ہی کے لئے تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ

یا اللہ آپ ہی کے لئے ایسی تعریفیں ہیں، جیسے آپ نے اپنی تعریفیں کی ہیں اور اس سے بہتر جیسی ہم کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ

---

[1] ایضا

[2] (فیقف) ای: الامام وغیرہ (ھکذا) ای: مستقبلا داعیا (الی غروب الشمس) ... (ویلبی) ای: الواقف (ساعۃ فساعۃ) ای: بعد ساعۃ (فی اثناء الدعاء) ای: جنسہ من الدعوات (ارشاد الساری، فصل فی صفۃ الوقوف، ص: ۲۰۲، ۲۰۱)

[3] (بقرب الامام) ای: ان لم یکن زحام۔" (ارشاد الساری، فصل فی صفۃ الوقوف، ص: ۲۲۰)

[4] (و لا تستلم الحجر) ای: الاسود (عند المزاحمۃ) ای: اذا کان ھناک جمع من الرجال (و لا تصعد الصفا کذلک) ای: عند المزاحمۃ (و لا تصلی عند المقام) ای: قرب مقام ابراھیم علیہ الصلوۃ و السلام۔" (ارشاد الساری، فصل فی احرام المرأۃ، ص: ۱۲۸)

اے اللہ آپ ہی کے لئے میری نماز ہے اور آپ ہی کے لئے میرا حج اور میری زندگی اور موت ہے اور آپ ہی کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میرا مال بھی آپ ہی کا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ

اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں، عذابِ قبر سے اور
دِل کے وسوسہ اور کاموں کی پراگندگی سے۔[1]

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ
وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیَاحُ

یا اللہ میں آپ سے مانگتا ہوں اس خیر کو جو ہوا لے کر آتی ہے
اور پناہ مانگتا ہوں اُس شر سے جو ہوا لے کر آئے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا

یا اللہ میرے دل میں، میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں نُور بھر دیں۔

اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ
وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

یا اللہ میرا سینہ کھول دیجیے، میرا کام آسان کر دیجیے اور پناہ لیتا ہوں آپ سے سینہ کے وسوسوں سے اور کام کی پراگندگی سے اور عذابِ قبر سے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد وقوف کرے اور قبلہ رُخ ہو کر سو مرتبہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

پھر سو مرتبہ

پوری سورت قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

پھر سو مرتبہ

---

[1] عن علی رضی اللہ عنہ قال: کان اکثر دعاء رسول اللہ ﷺ عشیة یوم عرفة اللھم لک الحمد کالذی ....الخ (ارشاد الساری، فصل فی صفة الوقوف، ص: ۲۰۱، ۲۰۰)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

پھر سو مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّعَلَيْنَا مَعَهُمْ

پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! کیا جزا ہے میرے اس بندہ کی کہ اس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور بڑائی اور عظمت بیان کی اور ثنا کی اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف (اہل عرفات) کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا۔[1]

اور جو دُعا چاہے مانگے، میدانِ عرفات میں سعد عبد الرزاق اور اس کے اہل خانہ کیلئے بھی مغفرت کی دعُا فرمادیں۔

مسئلہ: اگر ہو سکے تو وقوف کے وقت سایہ میں کھڑا نہ ہو، لیکن اگر تکلیف کا اندیشہ ہو تو سایہ میں کھڑا ہو جائے اور غروب آفتاب تک خوب رو رو کر دعا کرے اور توبہ واستغفار کرے۔[2]

شرائط وقوف

وقوف کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

1. اسلام، کافر کا وقوف صحیح نہیں ہوگا۔
2. حج صحیح کا احرام ہونا، اگر عمرہ کا احرام باندھ کر، یا حج فاسد کا احرام باندھ کر، یا بلا احرام کے وقوف کرے گا تو صحیح نہ ہوگا۔
3. مکان یعنی عرفات میں وقوف کا ہونا، اگر عرفات سے باہر وقوف کیا تو وقوف نہ ہوگا۔
4. وقوف کا وقت ہونا، یعنی نو ۹ ذی الحجہ کے زوال سے دسویں کی صبح صادق تک، کسی وقت میں

---

[1] و اخرج البیهقی فی الشعب عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ ما من مسلم یقف عشیة عرفة بالموقف ....الخ (ارشاد الساری، فصل فی صفة الوقوف، ص: ۲۰۱)

[2] و لا یستظل من الشمس فی الموقف اذا لم یشغله ذلک عن دعاءه...الخ (غنیة الناسک، فصل فی صفة الوقوف، ص: ۱۵۲)

وقوف کرنا۔[1]

رکن وقوف

وقوف کا عرفہ میں ہونا رکن ہے، اگرچہ ایک لمحہ ہی ہو، چاہے کسی طرح ہو، نیت ہو، یا نہ ہو اور عرفات کا علم ہو، یا نہ ہو، سوتے ہوئے ہو، یا جاگتے ہوئے ہو، بیہوش ہونے کی حالت میں ہو، یا افاقہ کی حالت میں، خوشی سے ہو، یا زبردستی سے، یا دوڑتا ہوا گزر جائے، وقوف کے وقت میں اگر ایک لمحہ کے لئے بھی عرفات میں داخل نہیں ہوا تو وقوف نہیں ہوا۔[2]

مسئلہ: وقوف کے لئے حیض ونفاس، جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔[3]

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس آجائے گا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔[4]

عرفات کی سنتیں

وقوف میں یہ چیزیں مسنون ہیں:

1. وقوف کے لئے غسل کرنا۔
2. امام کو زوال کے بعد دونوں نمازوں سے پہلے، دو خطبے پڑھنا۔
3. دونوں نمازوں کو جمع کرنا۔
4. نماز کے بعد فوراً وقوف کرنا۔

---

[1] (اما شرائطه) ای: الخمسة: (فالاول) ...... (الاسلام فلا يصح وقوف الكافر) ...... (الثانی: الاحرام) ...... (بحج) ...... (الثالث: المكان) ای: عرفات ...... (الرابع: الوقت) ...... الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة الوقوف، ص: ۲۰۵، ۲۰۴)

[2] (الخامس: كينونته بعرفة فی وقته) ...... (و لو لحظة) ...... (سواء كان ناويا) ...... (عالما بانه) ...... (عرفة) ...... (او جاهلا) ...... (نائما او يقظان) ...... الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة الوقوف، ص: ۲۰۵)

[3] ایضا

[4] (وواجبه) الامتداد الی الغروب (الفتاوی العالمگیریة الباب الخانس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۲۹)

۵ عرفات سے امام کے ساتھ چلنا۔

۶ اگر ہجوم کے خوف سے غروب کے بعد امام سے پہلے چل دے، تب بھی کوئی حرج نہیں، اسی طرح اگر غروب سے پہلے چل دے، لیکن حدودِ عرفات سے غروب کے بعد نکلے، تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔[1]

مستحباتِ وقوف

یہ چیزیں وقوف میں مستحب ہیں:

۱ کثرت سے تلبیہ، تکبیر، تہلیل دُعا، استغفار، قرآن شریف کی تلاوت اور درود شریف پڑھنا۔

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوف کرنے کی جگہ وقوف کرنا۔

۳ خشوع و خضوع کے ساتھ وقوف کرنا۔

۴ امام کے پیچھے اور قریب کھڑا ہونا۔

۵ قبلہ رخ کھڑا ہونا اور سوار ہو کر کھڑا ہونا۔

۶ زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا۔

۷ وقوف کی نیت کرنا، دُعا کے لئے ہاتھ اٹھانا، تین مرتبہ دُعا کا دہرانا۔

۸ حمد و صلوٰۃ سے دُعا شروع کرنا اور ختم کرنا۔

۹ پاک ہونا۔

۱۰ جو روزہ رکھ سکے اس کو روزہ رکھنا اور جو نہ رکھ سکے اس کو نہ رکھنا اور بعض علماء نے روزہ کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے ضعف ہوجائے گا اور اچھی طرح افعال ادا نہ کرسکے گا، اس لئے نہ رکھنا بہتر ہے۔

۱۱ دھوپ میں کھڑا ہونا۔

۱۲ جھگڑا نہ کرنا۔

---

[1] و اما سننه: فالغسل للوقوف و الخطبتان، و كونهما بعد الزوال قبل الصلاة و الجمع بين الصلاتين ....الخ (غنية الناسك، فصل في ركن الوقوف، ص: ١٦٠)

۱۴ اچھے اعمال کرنا جیسے صدقہ وغیرہ۔[۱]

مکروہاتِ وقوف

۱ نماز ظہر وعصر کے جمع کرنے کے بعد وقوف میں تاخیر کرنا۔

۲ راستہ پر ٹھہرنا۔

۳ وقوف کے وقت بلا عذر لیٹنا۔

۴ زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا۔

۵ غفلت کے ساتھ وقوف کرنا۔

۶ غروب کے بعد عرفات سے چلنے میں دیر کرنا۔

۷ آفتاب غروب ہونے سے پہلے چلنا۔

۸ مغرب اور عشاء کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا۔

۹ اس قدر جلدی چلنا کہ جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔[۲]

وقوفِ عرفہ میں اشتباہ اور غلطی واقع ہونا

مسئلہ: وقوف کے بعد اگر ایک جماعت، یا عادِل شخص گواہی دیں کہ آج آٹھ ذی الحجہ ہے، نو نہیں ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی اور دوسرے روز وقوف پھر کرنا ہوگا۔ اور اگر یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے، گیارہویں ہے، تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور حج ہو جائے گا اور اگر آٹھ ذی الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے، یا گیارہویں ہے، تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور حج ہو جائے گا۔ اور اگر آٹھ ذی الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج نویں ہے اور عرفہ کا روز ہے اور اتنا وقت ہے کہ امام اکثر لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کر سکتا ہے تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو اگلے روز وقوف کریں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس صورت میں ان کی گواہی تسلیم کرنے سے اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو تو

---

۱ (و امامستحباته: فالاکثار من التلبية) ......الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة الوقوف، ص: ۲۰۷، ۲۰۶)

۲ (و اما مکروهاته: فتأخیر الرواح الی الموقف بعد الجمع) ای: لترک السنة ......الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحة الوقوف، ص: ۲۰۸، ۲۰۷)

اُن کی گواہی نہیں مانی جائے گی، اگرچہ بہت بڑی جماعت گواہی دے اور اگر تھوڑے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو ان کی گواہی قبول کرلی جائے گی۔[1]

فائدہ: جمعہ کے روز اگر وقوف عرفہ (حج) ہو تو اُس کی فضیلت اور دنوں کے وقوف کے مقابلے میں ستر درجہ زیادہ ہے۔[2]

عرفات سے مزدلفہ کو واپسی

مسئلہ: جب سورج غروب ہوجائے تو نہایت متانت اور وقار سے مزدلفہ (منٰی اور عرفات کے درمیان ایک میدان) کی طرف روانہ ہو، جو منٰی سے تین میل اور عرفات سے بھی تین میل ہے۔[3]

مسئلہ: اگر راستہ کشادہ ہو اور ہجوم نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے، ورنہ احتیاط سے چلے، کسی کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔[4]

مسئلہ: امام سے پہلے عرفات سے نہ چلے، لیکن اگر رات ہونے لگے اور امام چلنے میں تاخیر کرے تو امام کے چلنے کا انتظار نہ کرے، مگر اب چونکہ کثرت حجاج کی وجہ سے یہ معلوم ہونا ہی مشکل ہے کہ امام چلا، یا نہیں، اس لئے امام کے انتظار میں نہ رہیں۔[5]

مسئلہ: اگر کوئی شخص امام سے پہلے، یا غروب سے پہلے، ہجوم کی وجہ سے چل دیا، لیکن حدود عرفات سے باہر نہیں نکلا، بلکہ آگے آکر ٹھہر گیا، تو مضائقہ نہیں۔[6]

---

1. (و اذا التبس هلال ذى الحجة) .... (فوقفوا بعد اكمال ذى القعدة ثلاثين يوما ثم تبين بشهادة) .... (كان يوم النحر) .... (فوقوفهم صحيح و حجهم تام) .... (و لا تقبل شهادة) .... (و لو ظهر انه يوم التروية او الحادى عشر لا يجزيهم فيه) ....الخ (ارشاد السارى، فصل فى اشتباه يوم عرفة، ص: ۲۱۲، ۲۱۱)
2. لو قفة الجمعة مزية على غيرها سبعين حجة و يغفر فيها لكل فرد بلا واسطة۔" (الدر المختار، كتاب الحج: ۲/ ۶۲۱، سعيد)
3. و اذا غربت الشمس افاض الامام و الناس على هينتهم حتى ياتوا مزدلفة...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ۱/ ۲۳۰)
4. و الافضل ان يمشى على هينته فاذا وجد فرجة اسرع...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ۱/ ۲۳۰)
5. (و لا يتقدم احد على الامام) اى: عند الافاضة (الا اذا خاف الزحام) .... (او كان به علة) .... (و لو تقدم على الامام او الغروب) بان توجه قبل افاضة الامام او قبل غروب الشمس (و لم يجز حدود عرفة) .... (فلا بأس به و ان ثبت مع الامام) .... (فهو افضل) ....الخ (ارشاد السارى، فصل فى الافاضة من عرفة، ص: ۲۱۳)
6. ايضا

مسئلہ: امام کے چلنے کے بعد، ہجوم یا کسی عذر کی وجہ سے تھوڑی دیر ٹھہرنے میں مضائقہ نہیں، البتہ بلا عذر تاخیر کرنا خلافِ سنت ہے۔[1]

مسئلہ: مزدلفہ کے راستہ میں تلبیہ، تکبیر، دُعا ودرود کثرت سے پڑھے۔

مسئلہ: مغرب اور عشاء کی نماز عرفات میں، یا راستہ میں نہ پڑھے، بلکہ مزدلفہ میں آکر عشاء کے وقت میں، دونوں ایک ساتھ پڑھے، جیسا کہ آئندہ اس کا بیان آرہا ہے۔[2]

مسئلہ: مزدلفہ کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر جائے، مزدلفہ میں پیدل داخل ہونا مستحب ہے۔[3]

مسئلہ: مزدلفہ میں داخل ہونے کے لئے غسل مستحب ہے۔[4]

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں، مزدلفہ پہنچ کر نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، حتی کہ سواری پر سے سامان بھی بعد میں اتارے اگر کوئی دقت نہ ہو۔[5]

مسئلہ: جب عشاء کا وقت ہوجائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے، اول مغرب کی نماز پڑھے، اس کے بعد عشاء کی، عشاء کی نماز کیلئے اذان وتکبیر نہ کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت اور نفل بھی نہ پڑھے، بلکہ مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھے، اسی طرح اور کوئی کام بھی بلاضرورت درمیان میں نہ کرے، اگر دونوں نمازوں کے بیچ میں زیادہ فاصلہ ہوجائے تو اذان اور تکبیر دوبارہ کہنا چاہیے۔[6]

---

(1) ایضا

(2) (و لا یصلی المغرب و لا العشاء بعرفات، و لا فی الطریق) لما سبق....(حتی یدخل مزدلفة و ینزل بها) (ارشاد الساری، فصل فی الافاضة من عرفة، ص: ۲۱۳)

(3) ویستحب ان یدخل المزدلفة ماشیا....الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۳۰)

(4) (ویغتسل لدخولها)....(ان تیسر)....الخ (ارشاد الساری، باب احکام المزدلفة، ص: ۲۱۳)

(5) (یستحب التعجیل فی هذا الجمع)....(قبل حط رحله) ای: ثقله ان کان فی امن........الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع بین الصلاتین بها، ص: ۲۱۴)

(6) فاذا دخل وقت العشاء یؤذن المؤذن و یقیم فیصلی الامام بهم صلوة المغرب فی وقت صلوة العشاء ثم یصلی بهم صلوة العشاء.....و لا یتطوع بینهما...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۳۰)

مسئلہ: مغرب کی ادا کی نیت کرے، قضا کی نیت نہ کرے۔[1]

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں، چاہے جماعت سے پڑھے، یا تنہا، دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھے، لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔[2]

مسئلہ: ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی یہ شرطیں ہیں:

1. حج کا احرام ہونا، جو شخص حج کا احرام باندھے ہوئے نہ ہو، اس کو جمع کرنا جائز نہیں۔
2. وقوف عرفہ پہلے کرنا، اگر کوئی پہلے مزدلفہ میں ٹھہرے اور مغرب وعشاء جمع کرلے اور پھر عرفات جائے تو پہلے جمع جائز نہ ہوگی۔
3. نو اور دس ذی الحجہ کی درمیانی رات ہونا، دسویں کی صبح تک جمع کرسکتا ہے۔
4. مزدلفہ میں جمع کرنا، مزدلفہ سے پہلے، یا مزدلفہ سے نکل کر جمع کرنا جائز نہیں۔
5. عشاء کا وقت ہونا، اگر مزدلفہ میں عشاء کے وقت سے پہلے پہنچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو، مغرب نہ پڑھے۔
6. دونوں نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا، اگر پہلے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی، تو عشاء کی نماز پھر پڑھے۔[3]

مسئلہ: اگر مغرب یا عشاء عرفات میں، یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو اس کو مزدلفہ آکر پھر پڑھنا چاہیے، اگر دوبارہ نہ پڑھی اور فجر ہوگئی تو وہی نماز ہوجائے گی، قضاء واجب نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ: اگر عرفات سے واپس ہوتے ہوئے راستہ میں، کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک فجر ہوجائے گی، تو راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھنا جائز ہے۔[5]

---

[1] (وینوی المغرب اداء لاقضاء)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع، ص: ۲۱۴)

[2] (و الجماعة سنة) ای: مؤکدة (فی الجمع)....(و لیس)....(بشرط)....(فلو صلاهما وحده)....(جاز)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع، ص: ۲۱۴)

[3] و شرائط هذ الجمع ستة: الاحرام بالحج، فلا یجوز لغیر المحرم بالحج... و تقدیم الوقوف بعرفة علیه، .....الخ (غنیة الناسک، فصل و شرائط هذا الجمع ستة، ص: ۱۶۳)

[4] اذا صلی المغرب فی یوم عرفة فی وقتها فی الطریق او بعرفات یجب علیه الاعادة........(و لو لم یعدهما حتی طلع الفجر عادت الی الجواز)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجمع، ص: ۲۱۷، ۲۱۶)

[5] و لو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل المزدلفة فصلاهما فی الطریق جاز...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۳۰)

مسئلہ: اگر عرفات سے واپسی میں راستہ بھول گیا اور مزدلفہ نہیں پہنچا، تو نماز کو مؤخر کرے، جب صبح صادق قریب ہو، اُس وقت پڑھے۔[1]

مسئلہ: مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے، جبکہ عرفات میں ظہر وعصر کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لئے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی ہوتی ہے۔[2]

کیفیت وقوف مزدلفہ

مسئلہ: مغرب وعشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے، مزدلفہ میں صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے۔[3]

مسئلہ: اس شب میں جاگنا اور تلاوت، نوافل، دُعا وغیرہ کرنا مستحب ہے۔[4]

مسئلہ: جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں اگر ممکن ہو امام کے ساتھ نماز پڑھے، ورنہ خود جماعت کرلے اور تنہا بھی جائز ہے، مگر جماعت افضل ہے اور فجر کی نماز کے بعد عرفات کی طرح وقوف کرے۔[5]

مسئلہ: صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ کے لئے غسل مستحب ہے۔[6]

مسئلہ: اگر نماز سے پہلے وقوف کر لے اور پھر خوب اُجالا کر کے نماز پڑھے تو جائز ہے، لیکن بہتر یہی

---

[1] و لو ضل عن الطریق لا یصلی، بل یؤخر الی ان یخاف طلوع الفجر فعند ذلک یصلی..الخ (غنیۃ الناسک، فصل و شرائط ھذا الجمع ستۃ، ص: ۱۶۴)

[2] "تنبیہ: و یفارق ھذا الجمع جمع عرفۃ من وجوہ: الاول: ان ھذا الجمع واجب بخلاف جمع عرفۃ فانہ سنۃ او مستحب....الخ (غنیۃ الناسک، فصل و شرائط ھذا الجمع ستۃ، ص: ۱۶۵)

[3] و اذا فرغ من العشاء یبیت بمزدلفۃ و البیتوتۃ بھا الی الفجر سنۃ مؤکدۃ عندنا (غنیۃ الناسک، فصل فی البیتوتۃ بمزدلفۃ، ص: ۱۶۵)

[4] و ینبغی ان یحیی ھذہ اللیلۃ بالصلاۃ و القرءۃ و الذکر و الدعاء و التضرع....الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۳۰)

[5] فاذا انشق الفجر ندب ان یغتسل للوقوف بمزدلفۃ، و یستحب ان یصلی الفجر بغلس مع الامام لامتداد الوقوف یستقبل بھما وجھہ ....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی صفۃ الوقوف بمزدلفۃ، ص: ۱۶۵)

[6] ایضا

ہے کہ نماز کے بعد وقوف کرے۔[1]

مسئلہ: اس وقوف میں بھی درود شریف، تکبیر، تہلیل، استغفار، تلبیہ، اذکار خوب پڑھے اور دعا کی طرح ہاتھ اٹھائے۔[2]

مسئلہ: مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے، مگر وادیٔ محسر میں نہ ٹھہرے۔[3]

مسئلہ: مزدلفہ کا وقوف صحیح ہونے کے لئے وقوف سے پہلے احرام کا ہونا اور وقوف عرفہ کرنا اور زمانہ اور مکان اور وقت شرط ہے، یعنی جو شرائط دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے ہیں، وہ یہاں بھی ہیں، یہاں کے وقوف کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد، یا صبح صادق سے پہلے مزدلفہ کا وقوف کرے گا، تو وقوف صحیح نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ: اس وقت وقوف کرنا واجب ہے، اگرچہ ذراسی دیر ہو، اگر راستہ چلتے ہوئے بھی اس وقت میں مزدلفہ میں سے گزر جائے گا تو وقوف ہوجائے گا، چاہے سوتے، جاگتے، بیہوشی، یا کسی حال میں ہو، مزدلفہ کا علم ہو، یا نہ ہو، جیسے وقوفِ عرفہ کا حکم ہے کہ ہر حال میں صحیح ہوجاتا ہے۔[5]

مسئلہ: اگر مزدلفہ میں اس وقت وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا، البتہ اگر عذر کی وجہ سے نہیں ٹھہرا، مثلاً مریض ہے، یا کمزور یا عورت ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ: اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، اور اگر مرد ہجوم کی

---

[1] و الاولی ان یکون وقوفہ بعد الصلاۃ فلو وقف او لا ثم صلی مسفرا اجاز (غنیۃ الناسک، فصل فی صفۃ الوقوف بمزدلفۃ، ص:۱۲٦)

[2] ویحمد اللہ تعالی ویثنی علیہ ویھلل ویکبر ویلبی ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ....ویدعو اللہ بحاجتہ رافعا دیدیہ...الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/۲۳۰)

[3] و اما مکانہ فجز من اجزاء مزدلفۃ ای جزء کان و لہ ان ینزل فی ای موضع شاء منھا الا انہ لا ینبغی ان ینزل فی وادی محسر ....الخ (بدائع الصنائع فصل و اما مکانہ: ۲/۱۳٦)

[4] (و شرائط صحتہ شرائط جمع الصلاۃ) ای: من تقدیم الاحرام و الوقوف بعرفۃ ....(و اول وقتہ طلوع الفجر الثانی)....(من یوم النحر)....(و آخرہ طلوع الشمس منہ....) (ارشاد الساری، فصل فی الوقوف بھا، ص:۲۱۹)

[5] (الوقوف بھا) ای: بعد طلوع الفجر (واجب)....(و قدر الواجب منہ ساعۃ و لو لطیفۃ) ای: قلیلۃ و لو لحظۃ او لمحۃ........الخ (ارشاد الساری، فصل فی الوقوف بھا، ص:۲۱۹)

[6] (و لو ترک الوقوف بھا فدفع)....(لیلا فعلیہ دم)....(الا اذا کان لعلۃ) ای: مرض....(امرأۃ تخاف الزحام فلا شیء علیہ و لو مر بھا فی وقتہ) ای: وقت وقوف (من غیر ان یبیت بھا)....(جاز) ای: وقوفہ (و لا شیء علیہ)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الوقوف بھا، ص:۲۲۰، ۲۱۹)

وجہ سے نہ ٹھہرے گا تو دم واجب ہوگا، اور اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ مقدار واجب وقوف ہوگیا۔[1]

مسئلہ: اگر کوئی شخص عرفات میں بالکل اخیر وقت یعنی صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ میں نہ آسکا، تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔[2]

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی اور کنکریاں اٹھانا

مسئلہ: جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت رہے تو منیٰ کی طرف نہایت سکون اور وقار سے چلے اور راستہ میں تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا چلے، جب وادی محسر کے کنارے پر پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور اگر سواری ہو تو سواری کو تیز چلائے، وادی محسر (یہ کچھ تھوڑا سا حصہ ہے جو مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان میں ہے، نہ منیٰ میں داخل ہے اور نہ مزدلفہ میں، دونوں کے درمیان میں ہے)، سعودی حکومت نے نشان بھی لگا دیئے ہیں۔[3]

مسئلہ: مزدلفہ سے ستر کنکریاں کھجور کی گٹھلی یا چنے کے دانے کے برابر اُٹھانا رمی کرنے کے لئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے، مگر جمرہ (جس جگہ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں) کے پاس سے نہ اٹھائے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں، اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا، اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں، لہٰذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے، اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔[4]

---

[1] ایضا

[2] و اما من لم یمکنه هذا الوقوف، بان ادرک الوقوف بعرفة فی آخر وقته، فلم یمکنه الوصول الی مزدلفة قبل طلوع الشمس فینبغی ان یسقط عنه بلاشیء۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط الوقوف، ص: ۱۶۲)

[3] (فاذا فرغ من الوقوف) .....(و اسفر جدا فالسنة ان یفیض مع الامام) .....(قبل طلوع الشمس) .....(فاذا دفع) .....(فلیکن بالسکینة و الوقار شعاره) .....(التلبیة) .....(و الاذکار فاذا بلغ بطن محسر) .....(اسرع قدر رمیة حجر ان کا ماشیا و حرک دابته) .....(ان کان راکبا) .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی آداب التوجه الی منی، ص: ۲۲۱

[4] و یستحب ان یرفع من المزدلفة او من قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخذف .....و ان رفع من المزدلفة سبعین حصاة، او من قارعة الطریق، فهو جائز.....الخ (غنیة الناسک، فصل فی افاضة من المشعر الحرام و رفع الحصی الخ، ص: ۱۶۸)

مسئلہ: مسجد خیف یا اور کسی مسجد سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے مسجد سے کنکریاں لے کر ماریں تو رمی جائز ہوگئی، لیکن مکروہ ہے۔[۱]

مسئلہ: ناپاک جگہ کی کنکریوں سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے۔[۲]

مسئلہ: بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔[۳]

مسئلہ: سات کنکریاں جمرۃ العقبیٰ (بڑے شیطان) پر دسویں تاریخ کو ماری جاتی ہیں اور گیارہویں سے تیرہویں تک روزانہ اکیس کنکریاں تینوں جمرات (شیطانوں) کو سات سات مرتبہ ماری جاتی ہیں۔[۴]

مسئلہ: اگر بڑے بڑے پتھر مارے، یا مقررہ تعداد سے زیادہ کنکریاں ماریں تو جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔[۵]

مسئلہ: کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے، اگرچہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں، ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں۔[۶]

دسویں تاریخ سے تیرہویں تک کے احکام

دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو چلے اور جمرۂ اُخریٰ (بڑے شیطان) کی رمی کرے، اس کے بعد اگر متمتع یا قارن ہے تو قربانی کر کے بال منڈوا کر، یا بال کتروا کر احرام کھول دے اور اگر مفرد ہے تو قربانی کرنا ضروری نہیں البتہ افضل ہے، اس کے بعد طواف زیارت کرے، پھر منیٰ میں بارہویں یا تیرہویں تک قیام کرے اور گیارہویں اور بارہویں کو تینوں جمرات

---

۱ ایضا

۲ ایضا

۳ (ویکرہ ان یأخذ حجرا کبیرا فیکسرہ صغارا ....) (ارشاد الساری، فصل فی رفع الحصی، ص: ۲۲۲)

۴ و یستحب ان یرفع من المزدلفۃ او من قارعۃ الطریق سبع حصیات کحصی الخذف .....و ان رفع من المزدلفۃ سبعین حصاۃ، او من قارعۃ الطریق، فھو جائز.....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی افاضۃ من المشعر الحرام و رفع الحصی الخ، ص: ۱۶۸)

۵ (.....و لو رمی کبارا او نجسا جاز مع الکراھۃ و ندب غسلھا) ای: یستحب ان تغسل الحصاۃ مطلقاً و اللہ اعلم (ارشاد الساری، فصل فی رفع الحصی، ص: ۲۲۲)

۶ ایضا

پر کنکریاں مارے اور تیرھویں کو بھی اگر منیٰ میں ٹھہرے تو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے۔

فائدہ: جمار، جمرہ کی جمع ہے، جمرہ کنکری کو کہتے ہیں، چونکہ ان مقامات پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس لئے ان کو جمار یا جمرات کہتے ہیں، اصل میں جمرہ ان ستونوں کے نیچے اور ان کے پاس کی وہ جگہ ہے، جس پر نشان لگا ہوا ہے، یہ ستون جمرہ نہیں ہے، جیسا کہ عام لوگ سمجھتے ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے آئے، تو شیطان جمرۃ الاولیٰ کی جگہ نظر آیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں، یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر دھنس گیا، پھر جمرۃ الاخریٰ کی جگہ نظر آیا، پھر اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلتے ہو۔[1]

رمی یعنی کنکریاں مارنا

منیٰ میں تین مقامات پر پتھر کی تین اونچی دیواریں بنی ہوئی ہیں، ان تینوں جگہوں کو جمرات اور جمار کہتے ہیں اور ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں، ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف ہے، اس کو جمرۃ العقبیٰ اور جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ الاخریٰ (بڑا شیطان) کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ (درمیانہ شیطان) کہتے ہیں اور تیسرا جو مسجد خیف کے قریب ہے، اس کو جمرۃ الاولیٰ (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ اُخریٰ (بڑے شیطان) کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ

---

[1] (فارم جمرة العقبة) . . . ای: المكان المسمى بذلك و الجمار هی الصغار من الحجارة جمع جمرة و بها سموا المواضع التی ترمی جمارا او جمرات لما بینهما من الملابسة۔" (البحر الرائق، کتاب الحج: ۲/ ۱۰۲، رشیدیه)

عن ابن عباس رضی الله عنهما رفعه الی النبی صلى الله عليه وسلم قال لما اتی ابراهیم خلیل الله صلوات الله علیه و سلامه المناسک عرض له الشیطان عند جمرة العقبة فرماه بسبع حصیات حتی ساخ فی الارض ثم عرض له عند الجمرة الثانیة فرماه بسبع حصیات حتی ساخ فی الارض ثم عرض له عند الجمرة الثالثة فرماه بسبع حصیات حتی ساخ فی الارض قال ابن عباس رضی الله عنه: الشیطان ترجمون و ملة ابیکم ابراهیم تتبعون رواه ابن خزیمة فی صحیحه۔" (رواه المنذری فی الترغیب: کتاب الحج، الترغیب فی الوقوف بعرفة، ص: ۳۹۹، دار المعرفة)

کی نہیں ہوتی، دسویں کو جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی بدعت ہے۔[1]

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے، رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔[2]

مسئلہ: دسویں کو رمی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے، اگر گیارہویں کی صبح صادق ہوگئی اور رمی نہ کی، تو دم واجب ہوگا اور دسویں کی صبح صادق سے پہلے رمی جائز نہیں ہے، اگر کرے گا تو صحیح نہ ہوگی۔

دسویں تاریخ کی رمی کا مسنون وقت سورج نکلنے سے زوال تک ہے، زوال سے غروب تک وقت مباح ہے، غروب کے بعد مکروہ ہے اور دسویں کو صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے، البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ اگر ہجوم کے خوف سے سویرے آ کر کر لیں، یا غروب کے بعد کر لیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں۔[3]

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جب منیٰ میں آئے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر، سیدھا تیسرے جمرہ پر آئے اور مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں داخل ہو کر سب کاموں سے پہلے رمی کرے، اس کے بعد کوئی کام کرے۔[4]

مسئلہ: رمی کے وقت جمرۂ عقبہ کے پاس اس طرح کھڑا ہو، کہ منیٰ دائیں جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر اور دعا اِس طرح پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا

اس اللہ کا نام لے کر جو سب سے بڑا اور اعلیٰ ہے، اس کے نام کی برکت
اور حکم کی بجا آوری کے لئے شیطان کو کنکری مارتا ہوں، اے اللہ میرا حج
اور میری کوشش منظور فرما اور گناہ معاف کر۔

---

[1] (فالیوم الاول نحر خاص و لا یجب فیہ الا رمی جمرۃ العقبۃ.....) (ارشاد الساری، باب رمی الجمار و احکامہ، ص: ۲۳۶)

[2] اعلم ان رمی الجمار واجب و ان ترکہ فعلیہ دم (ارشاد الساری، باب رمی الجمار و احکامہ، ص: ۲۳۶)

[3] ”اما الرمی فی الیوم الاول فلاداءہ وقت الجواز من الفجر الی الفجر و وقت مسنون من طلوع الشمس الی الزوال و وقت مباح من الزوال الی الغروب.....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی اوقات الرمی فی الایام الاربعۃ، ص: ۱۸۱)

[4] (فاذا أتی منی یوم النحر).....(تجاوز عن الجمرۃ الاولی).....(و الثانیۃ الی جمرۃ العقبۃ و ھی التی تلی مکۃ).....(من غیر ان یشتغل بشیء آخر قبل رمیھا بعد دخول وقتھا) (ارشاد الساری، باب مناسک منی، ص: ۲۲۳)

تکبیر کی بجائے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن بالکل ذکر کو چھوڑنا برا ہے۔[1]

مسئلہ: کنکری کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر مارنا مستحب ہے۔[2]

مسئلہ: رمی کا یہ طریقہ صرف مستحب ہے، ورنہ جس طرح اور جس طرف سے چاہے رمی کر سکتا ہے، جمرۂ عقبہ کی اوپر کی جانب بھی رمی جائز ہے، لیکن بلا عذر مکروہ ہے۔[3]

مسئلہ: جمرۂ اخریٰ کی رمی سوار ہو کر کرنا افضل ہے، بشرطیکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور دوسرے جمرات کی رمی پیدل کرنا افضل ہے۔[4]

مسئلہ: رمی کرنے والا جمرہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، اس سے کم فاصلہ مکروہ ہے، زیادہ میں مضائقہ نہیں۔[5]

مسئلہ: سیدھے ہاتھ سے رمی کرنا مستحب ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے اور بغل کی سفیدی نظر آنے لگے۔[6]

حج کرنے والا تلبیہ پڑھنا کب موقوف کرے؟

مسئلہ: دسویں تاریخ کو جمرۂ اُخریٰ پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ ہی تلبیہ موقوف کر دے اور اس کے

---

❶ فاذا أتی جمرة العقبة یقف فی بطن الوادی حیث یری موضع حصیاته .....و یرفع الرجل یده حتی یری بیاض ابطه .....و یکبر مع کل حصاة اجماعا.....الخ (غنیة الناسک، مطلب فی کیفیة وقوف الرمی، ص: ١٧٠)

❷ (و کیفیة الرمی).....(ان یضع الحصاة علی ظهر ابهامه الیمنی و یستعین علیها).....(بالمسبحة).....(و قیل).....(یأخذ بطرفی ابهامه و سبابته).....(و هو الاصح).....(و هذا).....(بیان الاولویة و اما الجواز فلا یتقید بهیئة).....(بل یجوز کیفما کان.....)(ارشاد الساری، باب مناسک منی، ٢٢٤)

❸ هذا بیان الاولویة و اما الجواز فلا یتقید بهیئة بل یجوز کیف ما وجد الرمی.....الخ (غنیة الناسک، مطلب فی کیفیة وقوف الرمی، ص: ١٧١)

❹ (.....و الافضل رمی جمرة العقبة راکبا و غیرها).....(ماشیا.....)(ارشاد الساری، باب مناسک منی، ص: ٢٢٤)

[5] فاذا أتی جمرة العقبة یقف فی بطن الوادی حیث یری موضع حصیاته .....و یرفع الرجل یده حتی یری بیاض ابطه .....و یکبر مع کل حصاة اجماعا.....الخ (غنیة الناسک، مطلب فی کیفیة وقوف الرمی، ص: ١٧٠)

❺ (و یستحب الرمی بالیمنی).....(و یرفع یده حتی یری بیاض ابطه).....(ارشاد الساری، باب مناسک منی، ص: ٢٢٤)

بعد تلبیہ نہ پڑھے، چاہے مفرد ہو، یا قارن، یا متمتع، حج صحیح ہو، یا فاسد۔[1]

مسئلہ: اگر کسی نے رمی سے پہلے سر منڈوایا، یا طواف زیارت، رمی اور سر منڈوانے اور ذبح سے پہلے کرلیا تو بھی تلبیہ موقوف کردے اور اگر کسی نے زوال تک رمی نہ کی ہو، تو جب تک رمی نہ کرے، تلبیہ موقوف نہ کرے، البتہ اگر رمی نہیں کی اور سورج غروب ہوگیا تو تلبیہ موقوف کردے۔[2]

مسئلہ: اگر رمی سے پہلے ذبح کیا تو مفرد تلبیہ موقوف نہ کرے اور قارن و متمتع کردے۔[3]

مسئلہ: جمرۂ اُخریٰ کے بعد جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے، بلکہ اپنے مقام پر آجائے۔[4]

ذبح کے احکام

مسئلہ: جمرۂ اُخریٰ (بڑے شیطان) کی رمی سے فارغ ہوکر اپنے ٹھکانے پر آئے، کسی کام میں راستہ میں مشغول نہ ہو، اس کے بعد شکریہ حج کی قربانی کرے، یہ قربانی مفرد کے لئے مستحب ہے اور قارن و متمتع کے لئے واجب ہے، مفرد نے اگر قربانی سے پہلے حجامت بنوالی اور اس کے بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں، البتہ رمی ذبح سے پہلے اور ذبح حجامت سے پہلے کرنا مستحب ہے اور قارن و متمتع پر ذبح حجامت سے پہلے واجب ہے۔[5]

مسئلہ: جو شخص خود ذبح کرنا جانتا ہو، اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اور اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو، تو ذبح کے وقت قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے اور ذبح سے پہلے یا بعد میں یہ دعا پڑھے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا

---

1 (و یقطع التلبیۃ عند اول حصاۃ یرمیھا فی الصحیح ....ولا فرق بین المفرد والمتمتو والقارن...الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/ ۲۳۱)

2 ولو حلق الحاج قبل ان یرمی جمرۃ العقبی قطع التلبیۃ......الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۱/ ۲۳۱)

3 (ولو ذبح قبل الرمی یقطع التلبیۃ......اذا کان قارنا او متمتعا .....وان کان مفردا بالحج لا یقطع...الخ (بدائع الصنائع فصل و اما بیان سنن الحج ۲/۱۵۷)

4 فاذا فرغ من الرمی یوم النحر انصرف الی رحلہ ولا یشتغل بشیء آخر .....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی الذبح واحکامہ، ص: ۱۷۲)

5 ایضا

شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ هٰذَا النُّسُكَ وَاجْعَلْهُ قُرْبَانًا لِّوَجْهِكَ وَعَظِّمْ اَجْرِيْ عَلَيْهَا

مجھے محض آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے خدا کی رضامندی مطلوب ہے کہ جس کی عنایت سے میں توحید پر قائم ہوں اور مجھے مشرکوں سے بڑی نفرت ہے، میری نماز، حج، قربانی، اپنی زندگی اور موت سب کچھ اس کے حکم کے مطابق ہی اس کی ذات پر قربان کرتا ہوں جو ساری مخلوق کی اکیلا خبر گیری کرتا ہے اور میں ہر وقت، ہر طرح اس کا فرمانبردار غلام ہوں۔ اے اللہ قبول فرما میری یہ قربانی اور خالص اپنے لئے کر دے اور بڑا اجر کر دے۔[1]

مسئلہ: اس قربانی کے احکام عید الاضحٰی کی قربانی کی طرح ہیں، جو جانور وہاں جائز ہے، یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ گائے، بھینس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، یہاں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔[2]

مسئلہ: اونٹ اور گائے میں سات آدمیوں سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں، لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔[3]

مسئلہ: جانور اندھا، کانا نہ ہو، اگر اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا زیادہ جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا تہائی سے زیادہ دُم کٹ گئی، یا لنگڑا ہے اور صرف تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں ٹیکتا، تو ایسے جانور کی قربانی درست نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی درست نہ ہوگی، اگر کچھ دانت گر گئے،

---

[1] (و الافضل ان یذبح بنفسہ ان کان یحسن ذلک و الا یستحب لہ الحضور عند الذبح و یدعو قبل الذبح او بعدہ) ..... (و یکرہ الدعاء بین التسمیۃ و الذبح .....) ..... (ارشاد الساری، فصل فی الذبح، ص: ۲۲۶)

[2] و لا یجوز فی الھدایا الا ما جاز فی الضحایا الا ان القیمۃ قد تجزئ فی الاضحیۃ کما اذا مضت ایامھا، و لم یضح الغنی بخلاف الھدی۔" (غنیۃ الناسک، فصل فیما یجوز من الھدایا و ما لا یجوز ص: ۳۶۶)

[3] و اما یجوز الاشتراک فیھا بشرط ان لا یکون لاحدھم اقل من سبع .....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فیما یجوز من الھدایا و ما لا یجوز، مطلب فی جواز الاشتراک فی الھدی، ص: ۳۶۸)

[4] و لا یجوز فیھا العمیاء و الوراء و ھی التی ذھب ضوء احدی عینھا .....الخ (غنیۃ الناسک، مطلب فی اشتراط السلامۃ من العیوب، ص: ۳۷۰، ۳۷۱)

لیکن زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔[1]

مسئلہ: جس جانور کی پیدائش ہی کے وقت سے کان نہ ہوں، اس کی قربانی بھی درست نہیں، اگر کان تو ہیں لیکن پیدائشی چھوٹے چھوٹے ہیں، کٹے ہوئے نہیں ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔[2]

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں، تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ ٹوٹ گیا اور مغز نکل آیا تو اس کی بھی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر تھوڑا سا ٹوٹا ہے، مغز تک نہیں ٹوٹا تو اس کی قربانی درست ہے۔[3]

مسئلہ: خصی کی قربانی درست، بلکہ افضل ہے۔[4]

مسئلہ: جو جانور بالکل دُبلا ہو گیا کہ اس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) بالکل نہ رہا ہو، اس کی قربانی بھی درست نہیں ہے۔[5]

مسئلہ: منٰی میں عیدالاضحٰی کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے وہاں قربانی کے ذبح کے لئے نماز عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے۔[6]

مسئلہ: ذبح سے پہلے جانور کے ہاتھ اور ایک پیر باندھ دیا جائے اور قبلہ رُخ کر دیا جائے اور چھری خوب تیز کر لے، لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور خون کے لئے گڑھا کھود دیا جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور داہنے ہاتھ میں چھری لے کر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور چھری تیزی سے چلائے، ذبح کے بعد ہاتھ پیر کھول دے اور قبول ہونے کی دُعا کرے اور اپنی قربانی سے

---

1. (.....والتی لا اسنان لھا اذا کانت لاتعتلف).....الخ (ارشاد الساری، فصل ای: فیما لا یجوز من الھدایا الخ، ص: ۴۷۶)
2. (لا یجوز مقطوع الاذن کلھا او اکثرھا).....(والذی لا اذن لہ خلقة) اما اذا کانت اذنہ صغیرة جاز (او لہ اذن واحدة) ای: فانہ لا یجوز .....الخ (ارشاد الساری، فصل ای: فیما لا یجوز، ص: ۴۷۶)
3. ویجوز فیھا الجماء وھی التی لا قرن بھا خلقة وکذا العظماء وھی التی ذھب بعض قرنھا بالکسر او غیرہ بان ذھب غلاف قرنھا فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۱)
4. والخصی وھو الافضل من الفحل لانہ اطیب لحما (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۲)
5. والعجفاء والمراد بھا المھزولة التی لا مخ فی عظامھا وھذا یکون من شدة الھزال۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۰)
6. لیس علی اھل منی یوم النحر صلاة العید لانھم فی وقتھا مشغولون باداء المناسک وتجوز لھم التضحیة بعد انشقاق الفجر کما یجوز لاھل القری۔" (غنیة الناسک، فصل فی کیفیة اداء التمتع المسنون، ص: ۲۱۷)

گوشت کھانا مسنون ہے۔[1]

مسئلہ: جو حاجی مسافر ہو مکہ مکرمہ میں مقیم نہ ہو، اس پر عید الاضحٰے کی قربانی واجب نہیں، اگر مقیم ہے اور صاحبِ نصاب ہے تو واجب ہے۔[2]

مسئلہ: حج کی قربانی دمِ شکر حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔[3]

مسئلہ: جو حجاج کرام مکہ مکرمہ میں ۱۵ یوم یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کر لیں، ان پر بقرعید کی قربانی بھی واجب ہے، بقرعید کی قربانی مکہ مکرمہ میں بھی کی جا سکتی ہے اور اپنے وطن میں بھی حاجی کے رشتہ دار حاجی کی طرف سے کر سکتے ہیں، اگر حاجی کی قربانی اس کے رشتہ دار حاجی کی طرف سے اس کے وطن میں کر رہے ہوں تو اس بات کا ضرور لحاظ کریں کہ قربانی کے وقت مکہ مکرمہ اور جہاں قربانی کی جا رہی ہے دونوں جگہ عید کا ہونا ضروری ہے، مثال کے طور پر مکہ مکرمہ میں جس دن عید کا پہلا دن ہوتا ہے، عام طور پاکستان میں اس دن عید نہیں ہوتی اور جب پاکستان میں عید کا تیسرا دن ہوتا ہے تو مکہ مکرمہ میں عید ختم ہو چکی ہوتی ہے۔[4]

حلق وقصر یعنی بال منڈوانا اور کتروانا

مسئلہ: ذبح سے فارغ ہونے کے بعد سر کے بال منڈوائے، یا کتروائے، قبلہ رخ بیٹھ کر اپنی داہنی جانب سے سر منڈوانا، یا کتروانا شروع کرائے، چوتھائی سر کے بال منڈوانا، یا کتروانا واجب ہے، اس کے بغیر احرام نہیں کھل سکتا، تمام سر کے بال منڈوانا، یا کٹوانا مستحب ہے۔[5]

---

[1] (ويستحب ان يكون مذبحها او منحرها مستقبل القبلة) وان تكون شفرته حادة غاية الحدة.....ثم يستقبل القبلة والشفرة في يده على هيئة احرام الصلاة.....ثم يأخذ الشفرة بيده اليمنى، ويضعها على مذبحه او منحره، ويمر الشفرة سريعا ويسمى الله تعالى.....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الذبح، ص: ۲۲۶)

[2] انه لا تجب الاضحية على الحاج.....واراد بالحاج المسافر واما اهل مكة فتجب عليه الاضحية وان حجوا (غنية الناسک، فصل فی كيفية اداء التمتع المسنون، ص: ۲۱۶)

[3] ؟

[4] ؟

[5] (فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه ويستقبل القبلة للحلق ويبدأ بالجانب الايمن من رأس المحلوق هو المختار).....(ويستحب بعده اخذ الشارب وقص الظفر).....(ولو قص اظفاره او شاربه او لحيته او طيب قبل الحلق فعليه موجب جنايته).....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الحلق والتقصیر، ص: ۲۲۶ تا ۲۲۸)

مسئلہ: منڈوانا، کٹوانے سے افضل ہے۔[1]

مسئلہ: اگر بال کتروائے تو انگلی کے ایک پورے سے کچھ زیادہ کٹوائے، اس سے کم نہ کٹوائے، کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، اگر کم کٹوائے گا تو چھوٹے بال نہ کٹیں گے اور زیادہ کٹوانے کی صورت میں چھوٹے بڑے سب کٹ جائیں گے۔[2]

مسئلہ: سر کے بال منڈوانے، یا کٹوانے کے بعد مونچھیں اور بغل وغیرہ کے بال بھی دُور کرے۔[3]

مسئلہ: اگر سر منڈوانے یا کٹوانے سے پہلے لبیں اور ناخن وغیرہ کٹوائے گا، تو جزا واجب ہوگی۔[4]

مسئلہ: عورت کو سر منڈوانا حرام ہے، صرف چوتھائی سر کے بال بقدر انگلی کے ایک پورے کے کتروانا کافی ہیں، لیکن انگلی کے ایک پورے سے زیادہ کاٹے، تاکہ سب بال آجائیں کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔[5]

مسئلہ: مرد کیلئے سنت تمام سر کے بال منڈوانا ہے، صرف چوتھائی سر کے بالوں کو منڈوانا جائز ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے۔[6]

مسئلہ: حجامت کے وقت اور بعد میں تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَّامْحُ بِهَا عَنِّيْ سَيِّئَةً وَّارْفَعْ لِيْ بِهَا دَرَجَةً

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اٰمِيْن

---

(1) ثم يحلق او يقصر و الحلق افضل (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ١/ ٢٣١)

(2) (و السنة حلق جميع الرأس او تقصير جميعه و ان اقتصر على الربع جاز مع الكراهة) ..... الخ (ارشاد السارى، فصل الحلق، ٢٢٩)

(3) ويستحب قص اظفاره و شاربه استحداده بعد حلق راسه .... الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ١/ ٢٣٢)

(4) (و لو قص اظفاره او شاربه او لحيته او طيب قبل الحلق فعليه موجب جنايته) ..... الخ (ارشاد السارى، فصل فى الحلق و التقصير، ص: ٢٥٠، ٢٢٨)

(5) و لا حلق على المراة .... و لان الحلق فى النساء مثلة ..... و لكنها تقصر ..... الخ (بدائع الصنائع فصل و اما الحلق الخ ٢/ ١٤١)

(6) فاما الحلق فالافضل حلق جميع الراس .... و لو حلق بعض الراس فان حلق اقل من الربع لم يجزه و ان حلق ربع الراس اجزاه و يكره ... الخ (بدائع الصنائع فصل و اما الحلق الخ ٢/ ١٤١)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت کی اور ہم پر انعام فرمایا، اے میرے اللہ یہ میری پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے، آپ قبول فرمالیجئے اور میرے گناہوں کی مغفرت کر دیجئے۔

اے میرے اللہ میرے ہر بال کے عوض میں مجھے نیکی عطا فرمائیے اور ہر بال کے عوض میں میرے گناہوں کو فرمائیے اور میرے درجات کو بلند فرمائیے۔

اے میرے اللہ میری اور سر منڈوانے والوں کی اور بال کتروانے والوں کی مغفرت فرما دیجئے، آپ بڑے وسیع مغفرت کرنے والے ہیں۔

اور حجامت کے بالوں اور ناخن کو دفن کرنا مستحب ہے، پھینکنے میں بھی مضائقہ نہیں، لیکن غسل خانہ، پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے اور حجامت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا اَللّٰھُمَّ زِدْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا

اللہ ہی کی تعریف ہے، جس نے ہم سے حج پورا کرا دیا، اے اللہ ایمان اور یقین زیادہ فرما۔

اپنے لئے اور اپنے والدین اور سب مسلمانوں اور سعد عبد الرزاق اور اس کے اہل وعیال کے لئے بھی اللہ سے دعا فرما دیجئے۔[1]

مسئلہ: اگر سر منڈوانے سے کوئی عذر ہے، مثلاً استرہ نہیں، یا کوئی مونڈنے والا نہیں، یا سر میں زخم وغیرہ ہوں، تو بال کتروانا ہی واجب ہوگا اور اگر کتروا نہیں سکتا، مثلاً بال بہت چھوٹے ہیں اور سر میں زخم بھی نہیں ہے تو منڈوانا ہی واجب ہوگا اور اگر زخم ہے اِس کا بیان آگے آرہا ہے۔[2]

مسئلہ: اگر بال اکھاڑ دئے، یا بال صفا وغیرہ سے اڑا دیئے، یا لڑتے ہوئے اکھڑ جائیں تو بھی کافی ہے، خواہ اپنے فعل سے اکھڑے ہوں، یا کسی دوسرے نے اکھاڑ دیئے ہوں۔[3]

---

[1] ویدعو عند الحلق، فیقول: الحمد للہ علی ما ھدانا و انعم علینا ..... ویستحب دفن شعرہ و ان رماہ فلا بأس بہ ..... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی الحلق، ص: ۱۷۳)

[2] فلو تعذر الحلق لعارض تعین التقصیر او التقصیر تعین الحلق ..... الخ (الفتاوی العالمگیریۃ الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج ۲۳۱/۱)

[3] (و لو ازال الشعر بالنورۃ) او الحلق او النتف بیدہ او اسنانہ یعنی فی القصیر (بفعلہ او بفعل غیرہ اجزأ عن الحلق) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی الحلق و التقصیر، ص: ۲۳۰)

مسئلہ: اگر کوئی گنجا ہے اور اس کے سر پر بالکل بال نہیں ہیں، یا سر میں زخم ہیں، تو صرف سر پر اُسترہ پھیرنا واجب ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہوجاتا ہے اور بلا حجامت بال منڈوانے والے کی طرح حلال ہوجائے گا، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسا شخص بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔[1]

مسئلہ: اگر جنگل یا کسی ایسی جگہ میں چلا گیا ہو کہ وہاں اُسترہ یا قینچی نہیں ہے تو یہ عذر معتبر نہیں، جب تک سر منڈوائے یا کتروائے گا نہیں حلال نہیں ہوگا۔[2]

مسئلہ: حلال ہونے کے وقت (یعنی جب سب ارکان ادا کر چکا ہو اور سر منڈانے کا وقت آ گیا ہو) محرم کو اپنا، یا کسی دوسرے شخص کا خواہ محرم ہو، سر مونڈنا یا کترنا جائز ہے، اس سے جزاء واجب نہ ہوگی۔[3]

مسئلہ: حجامت کرانے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایامِ نحر میں یعنی دسویں سے بارہویں تک کرائے، خواہ دن میں ہو رات میں اور حدود حرم میں ہونا بھی ضروری ہے، اگر اس مذکورہ وقت اور حدود حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو حلال ہوجائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔[4]

مسئلہ: حجامت کا وقت حج کے احرام کی صورت میں دسویں کی صبح صادق کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بارہویں کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس وقت میں حجامت بنوانا واجب ہے۔[5]

---

(1) قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لو کان براسه قروح لایستطیع معها ان یمر الموسی علی راسه ...... فقد حل بمنزلة من حلق راسه ...... والاحسن له ان یؤخر الاحلال الی اخر الوقت ...... وان لم یؤخر لاشئ علیه (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۳۱)

(2) وان لم یکن به قروح ولکنه خرج الی بعض البوادی ولا یجد موسی او من یحلقه فلایجزیه الا الحلق او التقصیر ....الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۳۱)

(3) (واذا حلق) ای: المحرم (رأسه) ای: رأس نفسه (او رأس غیره) او لو کان محرما (عندجواز التحلل) ..... (لم یلزمه شیء) .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی الحلق و التقصیر، ص: ۲۳۰)

(4) واما بیان زمانه ومکانه فزمانه ایام النحر ومکانه الحرم...... حتی لو اخر الحلق عن ایام النحر او حلق خارج الحرم یجب علیه الدم...الخ (بدائع الصنائع فصل واما بیان زمانه الخ ۲/۱۴۱)

(5) واول وقت صحة الحلق فی الحج طلوع فجر یوم النحر ووقت جوازه بعد رمی جمرة العقبة وآخر وقت وجوبه غروب الشمس من آخر ایام النحر.....الخ (غنیة الناسک، فصل فی الحلق، ص: ۱۷۵)

مسئلہ: احرام عمرہ میں سعی کے بعد حجامت کرانی چاہیے۔[1]

مسئلہ: حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع ہیں، وہ سب جائز ہوجاتی ہیں، مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا کپڑا پہننا، شکار وغیرہ، البتہ بیوی سے صحبت اور لپٹنا، بوسہ وغیر جائز نہیں ہوتا، بلکہ یہ طواف زیارت کے بعد جائز ہوتا ہے۔[2]

مسئلہ: حج کے احرام کی صورت میں حاجی کے لئے واجب ہے کہ پہلے ۱۰ ذی الحجہ کو بڑے شیطان کی رمی کرے پھر اگر حج کی قربانی واجب ہے تو قربانی کرے اس کے بعد سر کے بال منڈوائے یا کتروائے، اس ترتیب کی خلاف ورزی کی صورت میں حج تو ہوجائے گا لیکن دم دینا ہوگا۔[3]

طوافِ زیارت

مسئلہ: رمی، ذبح اور حجامت سے فارغ ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرے، یہ طواف رُکن اور فرض ہے اور اس کو طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں، دسویں ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے اور بارہویں کے سورج غروب ہونے تک جائز ہے، اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے، طواف کرنے کا طریقہ وہی ہے جو بیان ہو چکا۔[4]

مسئلہ: طواف زیارت کا اول وقت دسویں کی صبح صادق ہے، اس سے پہلے جائز نہیں اور آخر وقت ۱۲ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک ہے، اس کے بعد اگر کیا جائے گا تو طواف ہوجائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔[5]

---

❶(و اول وقت صحته فی العمرة بعد اکثر طوافها و اول وقت حله بعد السعی لها).....الخ (ارشاد الساری، فصل فی زمان الحلق و مکانه، ص: ۲۳۱)

❷ثم اذا حلق او قصر حل له کل شئ حرم علیه بالاحرام الا النساء ....و کذا توابع الوطئ کالمس و القبلة لاتحل له...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۳۲)

❸ایضا

❹(اذا فرغ من الرمی و الذبح و الحلق).....(یوم النحر).....(فالافضل ان یطوف للفرض فی یومه ذلک) و هذا باتفاق العلماء (و الا ففی الثانی) او فی (الثالث) و کذا الحکم فی لیالیها (ثم لا فضیلة).....(بل الکراهة).....الخ (ارشاد الساری، باب طواف الزیارة، ص: ۲۳۲)

❺(اول وقت طواف الزیارة طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبله).....(و لا آخر له فی حق الصحة فلو أتی به و لو بعد سنین صح، و لکن یجب فعله فی ایام النحر).....(فلو أخره عنها) ای: بغیر عذر (و لو الی آخر ایام التشریق لزمه دم).....الخ (ارشاد الساری، فصل اول وقت الخ، ص: ۲۳۳، ۲۳۲)

مسئلہ: اگر حج کی سعی طواف قدوم کے ساتھ کر چکا ہے تو طواف زیارت میں رمل اور اضطباع نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے اور اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اور نماز طواف پڑھ کر استلام کر کے باب الصفا سے نکلے اور سعی کرے اور اگر طواف زیارت میں سلے ہوئے کپڑے پہن لئے ہیں تو اضطباع نہ کرے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی نے طوافِ قدوم جنابت کی حالت میں کیا اور اس میں رمل کیا اور سعی بھی کی تو دوبارہ سعی کرنا واجب ہے اور رمل کا اعادہ سنت ہے اور اگر بے وضو کیا ہو تو سعی کا اعادہ مستحب ہے۔[2]

مسئلہ: اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے طوافِ قدوم حج کا احرام باندھ کر کیا اور حج کی سعی بھی کر لی تو طوافِ قدوم ہو گیا، لیکن مکروہ تحریمی ہوا اور سعی دوبارہ کرنی واجب ہے۔[3]

طواف زیارت کی شرائط

طواف زیارت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

1. اسلام۔
2. عقل وتمیز۔
3. حج کا احرام طواف سے پہلے باندھنا۔
4. طواف زیارت سے پہلے وقوف عرفہ کا ہونا۔
5. طواف کی نیت کرنا۔
6. طواف کا زمانہ اور وقت ہونا۔
7. مکان یعنی مسجد کے اندر بیت اللہ کے چاروں طرف کرنا۔

---

[1] (فاذا دخل المسجد)..... (بدأ بالطواف)..... (فيطوف سبعة اشواط بلا رمل فيه و سعى) اى: و بلا سعى (بعده)..... (ان قدمهما) اى: الرمل و السعى لانها لم يشرعا الا مرة (و الا) اى: و ان لم يقدمهما (رمل فيه و سعى بعده، و ان قدم السعى لا الرمل سقط الرمل و اما الضطباع فساقط مطلقا فى هذا الطواف) اى: سواء سعى قبله او بعده لابسا كان او غير لابس۔" (ارشاد السارى، باب طواف الزيارة، ص: ٢٣٢)

[2] (فلو طاف للقدوم جنبا او محدثا، و رمل فيه، و سعى بعده فعليه اعادتهما فى الحدث ندبا و فى الجنابة اعادة السعى حتما و الرمل) اى: و اعادته (سنة)..... الخ (ارشاد السارى، باب طواف الزيارة، ص: ٢٣٢)

[3] و قدمنا ايضا انه لا يعتد بالسعى بعد طواف القدوم الا ان يكون فى اشهر الحج۔" (رد المحتار، مطلب فى طواف الزيارة: ٦١٥/٣، رشيديه)

۸ خود طواف کرنا اگرچہ کسی سواری پر سوار ہو کر کرے، البتہ جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہو گیا ہو اور طواف کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا بھی کرسکتا ہے۔[1]

واجباتِ طوافِ زیارت

طوافِ زیارت میں یہ چیزیں واجب ہیں:

۱ پیدل طواف کرنا بشرطیکہ چلنے پر قادر ہو۔

۲ داہنی طرف سے شروع کرنا۔

۳ سات پھیرے پورے کرنا۔

۴ حدث سے پاک ہونا (یعنی باوضو ہو اور جنبی نہ ہو)۔

۵ سترِ عورت۔

۶ ایام نحر میں طواف کرنا۔[2]

مسئلہ: طواف زیارت کو رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے، واجب نہیں ہے۔[3]

مسئلہ: یہ طواف کسی چیز سے فوت نہیں ہوتا یعنی تمام عمر میں ہوسکتا ہے، البتہ ایام نحر میں کرنا واجب ہے، اس کے بعد دم واجب ہوتا ہے اور یہ طواف لازمی ہے، اس کا بدل کچھ نہیں ہوسکتا، سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طواف سے پہلے مرجائے اور حج کے پورا کرنے کی وصیت کرجائے کہ میرا حج پورا کرا دینا تو ایک گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا اور حج پورا ہو جائے گا اور وقوف مزدلفہ و رمی و سعی کے ترک سے کوئی دم اس پر واجب نہ ہوگا۔[4]

---

۱ (فصل فی شرائط صحۃ الطواف) ای: طواف الزیارۃ... (الاسلام) وکذا العقل والتمییز (وتقدیم الاحرام).....الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ الطواف، ص: ۲۳۳)

۲ وواجباتہ: المشی للقادر، والتیامن، واتمام السبعۃ والطھارۃ عن الحدث، وستر العورۃ وفعلہ فی ایام النحر۔" (رد المحتار، مطلب فی طواف الزیارۃ: ۶۱۴/۳، رشیدیہ)

۳ (واما الترتیب بینہ) ای: بین طواف الزیارۃ (وبین الرمی والحلق) ای: کونہ بعدھما (فسنۃ ولیس بواجب).....الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ الطواف، ص: ۲۳۳)

۴ (ولا مفسد للطواف).....(ولا فوات قبل الممات ولا یجزئ عنہ البدل) ای: الجزاء (الا اذا مات بعد الوقوف بعرفۃ).....(واوصی باتمام الحج تجب البدنۃ لطواف الزیارۃ وجاز حجہ) ای: صح وکمل۔" (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ الطواف، ص: ۲۳۴، ۲۳۳)

مسئلہ: یہ طواف آخر عمر تک چونکہ صحیح ہے، اس لئے اگر بدون طواف کئے مرجائے تو وصیت واجب ہوگی اور بلا عذر تاخیر کا گناہ ذمہ رہے گا۔[1]

مسئلہ: طواف زیارت کے بعد بیوی سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہوجاتی ہے، اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لئے بیوی سے صحبت وغیرہ حلال نہ ہوگی، اگرچہ سالہا سال گزر جائیں، طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔[2]

مسئلہ: اگر کوئی حجامت سے پہلے طواف زیارت کرے، تو کوئی چیز بھی ممنوعات احرام سے حلال نہ ہوگی۔[3]

مسئلہ: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف، یا صرف چار پھیرے کرسکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ: اگر عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت اس کے وقت میں نہ کرسکے گی، تو دم واجب نہ ہوگا، پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔[5]

مسئلہ: عورت جانتی ہے کہ حیض قریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ طواف یا چار پھیرے کرسکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو

---

[1] ”فلو مات قبل فعله . . . ان علیه الوصیة ببدنة لانه جاء العذر من قبل من له الحق و ان کان آثما بالتأخیر۔“ (رد المحتار، مطلب فی طواف الزیارة: ۲۱۵/۳، رشیدیه)

[2] و اذا طاف منه اربعة اشواط حلت له النساء لانها هی الرکن........ و لو لم یطف اصلا لم تحل له النساء و ان طال و مضت سنون ...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۳۲)

[3] و لو طاف للزیارة قبل الحلق لم یحل له الطیب و النساء و صار بمنزلة من لم یطف .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی حکم الحلق، ص: ۲۳۱)

[4] (فصل حائض طهرت فی آخر ایام النحر) ای: و بقی قلیل من زمان یومه (و یمکنها) ای: بعد سیر مسافتها الی المسجد (طواف الزیارة کله او اکثره و هو اربعة اشواط قبل الغروب، فلم تطف فعلیها دم للتأخیر، و ان امکنها اقله فلم تطف لا شیء علیها).....الخ (ارشاد الساری، فصل حائض طهرت، ص: ۳۴۹)

[5] (لا شیء علی الحائض) و کذا النفساء (لتأخیر الطواف) ای: ای: طواف الزیارة . . . (مقید بما اذا حاضت فی وقت لم تقدر علی اکثر الطواف) ای: قبل الحیض (او حاضت قبل ایام النحر و لم تطهر الا بعد مضی ایام النحر) .....الخ (ارشاد الساری، فصل حائض طهرت فی آخر ایام النحر، ص: ۳۵۰)

دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہیں کہ چار پھیرے کر سکے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔[1]

طوافِ زیارت کے بعد منیٰ واپسی

دسویں تاریخ کو طواف زیارت کر کے پھر مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس آجائے، رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے، منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات کو رہنا مکروہ ہے، چاہے مکہ مکرمہ میں رہے یا راستہ میں ،اسی طرح رات کا اکثر حصہ کسی دوسری جگہ گزارنا بھی مکروہ ہے، لیکن اس سے دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: منیٰ میں مسجد خیف میں جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے اور مسجد کے بیچ میں جو قُبّہ ہے، اس کی محراب میں خاص طور سے نماز پڑھے، یہ جگہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی ہے، اگر مسجد خیف نہ جا سکے تو اپنے قیام کی جگہ پر ہی جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرے۔[3]

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو رمی یعنی کنکریاں مارنا

مسئلہ: رمی کرنا واجب ہے، رمی کے چار دن ہیں، دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ۔[4]

مسئلہ: دسویں کو صرف جمرۂ اُخریٰ (بڑے شیطان) کی رمی ہوتی ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا اور باقی ایام میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔[5]

مسئلہ: گیارہویں کو زوال کے بعد (ظہر کی نماز پڑھ کر) تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں

---

[1] (فصل حائض طہرت فی آخر ایام النحر) ای: و بقی قلیل من زمان یومہ (و یمکنہا) ای: بعد سیر مسافتہا الی المسجد (طواف الزیارة کلہ او اکثرہ و ھو اربعة اشواط قبل الغروب، فلم تطف فعلیہا دم للتأخیر، و ان امکنہا اقلہ فلم تطف لا شیء علیہا).....الخ (ارشاد الساری، فصل حائض طہرت، ص: ۳۴۹)

[2] ثم یعود الی منی فیقیم بہا لرمی الجمار فی بقیة الایام و لا یبیت بمکة و لا فی الطریق........ویکرہ ان یبیت فی غیر منی فی ایام منی....فان بات فی غیرہا متعمدا فلا شیٔ علیہ عندنا....الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۳۲)

[3] و ینبغی ان لا یترک صلاة الجماعة لا سیما بمسجد الخیف خصوصا من اکثار الصلاة فیہ.....الخ (ارشاد الساری، فصل فاذا فرغ من الطواف، ص: ۲۳۶)

[4] اعلم ان رمی الجمار واجب و ان ترکہ فعلیہ دم (ایام الرمی اربعة).....(فالیوم الاول نحر خاص و لا یجب فیہ الا رمی جمرة العقبة و الیومان بعدہ نحر و تشریق) و یجب فیہما رمی الجمار الثلاث (و الرابع تشریق خاص) و یجب فیہ رمی الجمار الثلاث.....(و فی ھذہ الثلاثة).....(یجب رمی الجمار الثلاث).....الخ (ارشاد الساری، باب رمی الجمار و احکامہ، ص: ۲۳۶)

[5] ایضا

مارے، اول جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان) جو مسجد خیف کے قریب ہے، کی رمی کرے، سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر

بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ رَغۡمًا لِّلشَّيۡطٰنِ وَرِضًى لِّلرَّحۡمٰنِ
اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهُ حَجًّا مَّبۡرُوۡرًا وَّذَنۡبًا مَّغۡفُوۡرًا وَّسَعۡيًا مَّشۡكُوۡرًا

پڑھے اور جمرہ اولیٰ کی رمی کے بعد ذرا آگے کو بڑھ کر، قبلہ رُخ کھڑا ہو کر، ہاتھ اٹھا کر، حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور تسبیح وتکبیر پڑھے، اپنے لئے، اپنے گھر والوں کے لئے، سعد عبد الرزاق اور اس کے اہل وعیال، نیز سب مسلمانوں کے لئے دعا مانگے، رمی کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ جتنی دیر میں سورۂ بقرہ، یا تین پاؤ پارہ، یا بیس آیات پڑھی جاتی ہیں۔

اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ یعنی بیچ والے جمرہ پر آئے اور جمرۂ اولیٰ کی طرح رمی کرے اور ذرا بائیں جانب کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر تسبیح، تہلیل، تکبیر، دعا وغیرہ کرے۔

اس کے بعد جمرۂ اُخریٰ کی رمی کرے اور اس کی رمی کے بعد ٹھہر کر دُعا وغیرہ نہ کرے، دعا صرف جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد سنت ہے۔

جمرۂ اخریٰ کی رمی سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پر واپس آجائے اور رات منیٰ میں گزارے، پھر بارہویں کو زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے اور امور مذکورہ کا خیال رکھے۔

اس کے بعد تیرہویں کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے۔[1]

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ مکرمہ چلے آنا بلا کراہت جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو رمی کے بعد آئے۔[2]

مسئلہ: جو شخص بارہویں کو رمی کے بعد مکہ مکرمہ آگیا، اس پر تیرہویں کی رمی واجب نہیں رہتی۔[3]

---

[1] فاذا زالت الشمس من اليوم الثانی من ايام النحر، رمی الجمار الثلاث بعد ان يصلی الظهر .....و هو الصحيح يبدأ بالجمرة الاولی فيأتيها من اسفل منی من جهة مسجد الخيف .....مستقبل القبلة فيحمد الله تعالی، و يثنی عليه .....و يدعو و ينبغی للحاج ان يستغفر لنفسه و لابويه .....فيفعل جميع ما فعل قبلها من الوقوف و الدعاء .....و الوقوف عند الاولين سنة فی الايام كلها ... فاذا فرغ من الرمی فی اليوم الثانی رجع الی منزله و يبيت تلك الليلة بمنی.....الخ (غنية الناسک، فصل فی صفة رمی الجمار فی اليوم الثانی، ص: ۱۸۴-۱۸۲)

[2] (و اذا رمی و اراد ان ينفر فی هذا اليوم من منی الی مكة جاز بلا كراهة).....(و سقط عنه رمی يوم الرابع) فلا اثم عليه و لا جزاء لديه (و الافضل ان يقيم و يرمی فی اليوم الرابع).....الخ (ارشاد الساری، فصل ثم اذا فرغ من الرمی، ص: ۲۴۳)

[3] ايضا

مسئلہ: اگر بارہویں تاریخ کو مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے، غروب کے بعد تیرہویں کی رمی کئے بغیر جانا مکروہ ہے، اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہو جائے تو تیرہویں کی رمی واجب ہو جائے گی، اگر رمی کئے بغیر آئے گا تو دم واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے رمی جائز نہیں اور زوال سے غروب آفتاب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے، اگر گیارہویں کو رمی نہیں کی اور بارہویں کی صبح ہوگئی، تو گیارہویں کی رمی فوت ہوگئی اور اس کا وقت نکل گیا، اس کو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضا کر لے، اسی طرح بارہویں کی رمی اگر تیرہویں کی صبح تک نہ کی تو اس کا بھی وقت نکل گیا اور قضا واجب ہوگئی اور دم بھی دینا ہوگا۔[2]

مسئلہ: اگر کسی روز کی رمی اس کے مقررہ وقت میں نہ ہو سکی، تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا، اسی طرح بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت نکل گیا، تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کر لی تو رمی صحیح نہیں ہوگی، بلکہ زوال کے بعد دوبارہ کرنی ہوگی اگر زوال کے بعد دوبارہ رمی نہ کی تو دم واجب ہوگا۔[4]

---

❶(و ان لم یقم) ای: لم یرد الاقامة (نفر قبل غروب الشمس) ای: من یومه (فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکره له) ای: الخروج فی تلک اللیلة عندنا .....(ان ینفر حتی یرمی فی الرابع و لو نفر من اللیل قبل طلوع الفجر من الیوم الرابع لا شیء علیه) ای: من الجزاء... (و قد اساء) ای: لترکه السنة.....(و لو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمی یلزمه الدم اتفاقا).....الخ (ارشاد الساری، فصل ثم اذا فرغ من الرمی، ص: ۲۴۴)

❷(وقت رمی الجمار الثلاث فی الیوم الثانی و الثالث من ایام النحر بعد الزوال فلا یجوز) ای: الرمی (قبله) ای: قبل الزوال فیهما (فی المشهور).....(و الوقت المسنون فی الیومین یمتد من الزوال الی غروب الشمس و من الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ) ای: اتفاقا (و اذا طلع الفجر) ای: صبح الرابع (فقد فات وقت الاداء).....(و بقی وقت القضاء).....(الی آخر ایام التشریق فلو اخره).....(عن وقته).....(فعلیه القضاء و الجزاء) و هو لزوم الدم (ارشاد الساری، فصل فی وقت الرمی فی الیومین، ص: ۲۴۰-۲۳۷)

❸و لو ترک رمی الجمار الثلاث فی یوم واحد او فی یومین او فی الایام کلها فعلیه دم واحد لاتحاد الجنس (غنیة الناسک، المطلب الثامن فی ترک الواجب فی رمی الجمرات، ص: ۲۷۹)

❹(وقت رمی الجمار الثلاث فی الیوم الثانی و الثالث من ایام النحر بعد الزوال فلا یجوز) ای: الرمی (قبله) ای: قبل الزوال فیهما (فی المشهور).....(و الوقت المسنون فی الیومین یمتد من الزوال الی غروب الشمس و من الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ) ای: اتفاقا (و اذا طلع الفجر) ای: صبح الرابع (فقد فات وقت الاداء).....(و بقی وقت القضاء).....(الی آخر ایام التشریق فلو اخره).....(عن وقته).....(فعلیه القضاء و الجزاء) و هو لزوم الدم (ارشاد الساری، فصل فی وقت الرمی فی الیومین، ص: ۲۴۰-۲۳۷)

مسئلہ: رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کی غروب تک ہے، غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوتا ہے۔[۱]

مسئلہ: تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب تک ہے، لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ ہے اور بعد میں وقت مسنون ہے اور غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہوجاتا ہے، تیرہویں کی رمی کی بھی غروب کے بعد قضا نہیں ہوسکتی دم واجب ہوگا۔[۲]

مسئلہ: اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں، یا بارہویں کو رمی نہیں کی، تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کرسکتا ہے، مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی، تو دسویں اور گیارہویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے، کیونکہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار کی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان تاریخوں سے پہلی رات میں دن کی رمی کرے گا، تو رمی صحیح نہ ہوگی۔[۳]

مسئلہ: تیرہویں کے بعد والی رات، تیرہویں کے تابع شمار نہیں کی جاتی۔[۴]

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے، اگر ترتیب کے خلاف رمی کرلی تو رمی دوبارہ ترتیب سے کرے، تاکہ مسنون ترتیب کے مطابق ہوجائے۔[۵]

مسئلہ: رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے، تاخیر اور کنکریوں میں فاصلہ مکروہ ہے، اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں دعا کے علاوہ تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔[۶]

---

❶ و ان لم یرم من الغد و لا من بعدہ حتی مضت ایام الرمی بغروب الشمس من آخر ایام التشریق و ھو الیوم الرابع من ایام الرمی فعلیہ دم بالاتفاق لترکہ الرمی۔" (ارشاد الساری، فصل فی الجنایۃ فی رمی الجمرات، ص: ۳۵۸)

❷ (وقتہ من الفجر الی الغروب) ..... (الا ان ما قبل الزوال وقت مکروہ و ما بعدہ مسنون) ..... (و بغروب الشمس من ھذا الیوم یفوت وقت الاداء و القضاء) ای: اتفاقا..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی وقت الرمی فی الیوم الرابع من ایام الرمی، ص: ۲۴۱، ۲۴۰)

❸ فیما اذا أخر الرمی عن یومہ او قدم او لم یرم و لو لم یرم یوم النحر، او الثانی، او الثالث رماہ فی اللیلۃ المقبلۃ و لا شیء علیہ..... لان اللیل فی الحج فی حکم الایام الماضیۃ (غنیۃ الناسک، فصل فی اوقات الرمی فی الایام الاربعۃ، ص: ۱۸۲)

❹ (و لیست ھذہ اللیلۃ) ای: لیلۃ الرابع عشر (تابعۃ لما قبلھا) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی وقت الرمی فی الیوم الرابع، ص: ۲۴۱)

❺ و ما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنۃ عند الاکثر ھو المختار و قیل: شرط ..... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی الترتیب بین الجمار الثلاث، ص: ۱۸۵)

❻ (و لا یشترط الموالاۃ بین الرمیات) ای: بین رمی الحصیات اتفاقا، و کذا بین رمی الجمرات ..... (بل تسن) ای: الموالاۃ سنۃ مؤکدۃ (فیکرہ ترکھا) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی و شرائط، ص: ۲۴۹)

مسئلہ: رمی کرنے کے لئے کوئی خاص حالت اور ہیئت شرط نہیں، بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہوکر رمی کرے گا، رمی صحیح ہوجائے گی، البتہ امور مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔[1]

شرائط رمی

رمی کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

1. کنکر کا پھینکنا ضروری ہے، جمرہ کے اوپر رکھ دینا کافی نہیں۔
2. ہاتھ سے رمی کرنا، اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگی۔
3. کنکری کا جمرہ کے قریب گرنا اور اگر دور گرے گی تو رمی نہ ہوگی، تین ہاتھ کا فاصلہ دور ہے اور اس سے کم قریب ہے۔
4. کنکری کا پھینکنے والے کے فعل سے گرنا، اگر کنکری کسی آدمی کی پشت، یا سواری پر جا کر ٹھہر گئی اور دوسرے شخص نے اس کو گرایا، یا آدمی اور جانور کی حرکت سے گر گئی، تو رمی نہ ہوگی اور اس کنکری کا لوٹانا واجب ہوگا۔

اسی طرح اگر جس شخص کے اوپر کنکری جا پڑی تھی، وہ اس کو اٹھا کر رمی کرے، یا جمرہ پر رکھ دے تو بھی رمی نہ ہوگی، البتہ بلا اس شخص کے حرکت کئے کہ جس کی کمر پر کنکری جا کر پڑی ہے، خود بخود لڑھک کر جمرہ کے قریب گر پڑے تو رمی ہوجائے گی اور اگر دور گرے، تو نہ ہوگی، اور اگر شک ہے کہ خود گری، یا آدمی کی حرکت، یا جانور کی حرکت سے گری، تو احتیاطاً اِعادہ کرلے۔

5. سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا، اگر ایک سے زیادہ، یا ساتوں ایک دفعہ میں مارے تو ایک شمار ہوگی، اگرچہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں، اور باقی پوری کرنی ضروری ہوں گی۔
6. خود رمی کرنا، کسی دوسرے سے بلا عذر رمی کرانی جائز نہیں، البتہ اگر مریض کسی دوسرے کو حکم کردے، یا کوئی مجنون، یا بے ہوش ہو، یا بچہ ہو اور دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کرے، تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکری اُس شخص کے ہاتھ پر رکھ دی جائے اور اس کو خود پھینک دے، یا اس کا ساتھی پھینک دے، مریض کی طرف سے رمی کے لئے اس کا حکم شرط ہے اور بے ہوش

---

[1] (و لا یشترط جھة الرمی) ای: عند وقوفه له (فمن ای جھة من الجھات رماھا صح الا انه یستحب او یسن الجھة المذکورة) .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی و شرائطه و واجباته، ص: ۲۴۹)

وغیرہ کیلئے حکم شرط نہیں۔

٧ کنکری کا زمین کی جنس سے ہونا شرط ہے، چاہے پتھر ہو، یا کچھ اور ہو، زمین کی جنس کے علاوہ کسی اور چیز سے رمی جائز نہیں۔

٨ وقت رمی کا ہونا اور وقت کا بیان پہلے گزر چکا۔

٩ اکثر عدد رمی کا کرنا، اگر چار کنکریاں ماریں اور تین چھوڑ دیں تو جزا واجب ہوگی، جیسا کہ جنایات میں مفصل آئے گا، اور اگر چار یا چار سے زیادہ چھوڑ دیں تو دَم واجب ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ رمی بالکل نہیں کی۔

١٠ ترتیب وار تینوں جمرات کی رمی کرنا، بعض علماء کے نزدیک شرط ہے اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے۔[1]

مسئلہ: رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائے گا جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو، اگر سوار ہو کر جمرات تک آ سکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے، تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے، دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں، ہاں اگر سواری یا کوئی خاص شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے، دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔[2]

مسئلہ: جو شخص دوسرے کی طرف سے رمی کرے تو اس کو پہلے اپنی سات کنکریاں پوری کرنی چاہئیں، اس کے بعد دوسرے کی طرف سے مارے، اگر اس طرح رمی کی کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری اور اس کے بعد دوسری دوسرے کی طرف سے، تو جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو اول تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے، اس کے بعد تینوں کی رمی دوسرے کی طرف سے کرے۔[3]

---

١ واما شرائطه فعشرة: (الاول وقوع الحصى بالجمرة) اى: متصلا بها (او قريبا منها فلو وقع بعيدا منها لم يجز).....الخ (ارشاد السارى، فصل فى احكام الرمى و شرائطه و واجباته، ص: ٢٤٩-٢٤٥)

٢ ايضا

٣ ولو رمى بحصاتين احداهما عن نفسه و الاخرى من غيره جاز و يكره و الاولى ان يرمى السبعة اولا عن نفسه ثم عن غيره.....الخ (غنية الناسک، فصل فى شرائط الرمى، ص: ١٨٨)

مسئلہ: اگر معذور کا عذر، دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے وقت میں ختم ہو گیا، تو دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں۔[1]

مسئلہ: کم عقل مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں، تو ان پر فدیہ واجب نہیں، البتہ اگر مریض رمی نہ کرے گا، تو رمی چھوڑنے کی وجہ سے جزاء واجب ہوگی۔[2]

مسئلہ: پتھر، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، گیرو، چونہ، ہڑتال، سُرمہ، پہاڑی نمک، گندھک، ریت سے رمی جائز ہے، لیکن ریت کی ایک مٹھی، ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔[3]

مسئلہ: پتھر سے رمی کرنا افضل ہے۔[4]

مسئلہ: سونا چاندی، لوہا، عنبر، موتی، مونگا، جواہر، لکڑی، مینگنی وغیرہ سے رمی جائز نہیں۔[5]

مسائل متفرقہ

مسئلہ: عورت اور مرد کے لئے رمی کے احکام برابر ہیں، کوئی فرق نہیں، البتہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔[6]

مسئلہ: ہجوم کی وجہ سے عورت کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بن کر رمی کرنا جائز نہیں، اگر ہجوم کے خوف سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہوگا۔[7]

مسئلہ: اگر عورت دسویں تاریخ کو صبح صادق کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں اور بارہویں کو سورج غروب ہونے کے بعد، رات میں ہجوم کے خوف سے رمی کرے تو مکروہ نہیں، اسی طرح ضعیف اور کمزور کا حکم ہے، ان کے علاوہ اور لوگوں کے لئے مکروہ ہے، البتہ تیرہویں تاریخ کی

---

[1] و لا یعاد ان زال العذر فی الوقت.....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط الرمی، ص: ۱۸۷)

[2] (۳) "ثم المریض و المعتوہ و المغمی علیہ و الصبی توضع الحصاۃ فی اکفھم فیرمونھا او یرمون باکفھم او یرمی عنھم و یجزیھم ذلک و لا یعاد و لا فدیۃ علیھم و ان لم یرموا الا المریض۔" (ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی، ص: ۲۴۸)

[3] ویجوز بالحجر و المدر و الطین.......وقبضة من تراب بخلاف الخشب و العنبر....الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/ ۲۳۳)

[4] (و الافضل ان یرمی بالاحجار) ای: الصغار المسماۃ بالحصی (ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی و شرائطہ، ص: ۲۴۸)

[5] و لا یجوز بالذھب و الفضۃ و الحدید.....لانھا لیست من اجزاء الارض.....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط الرمی، ص: ۱۸۸)

[6] و الرجل و المرأۃ فی الرمی سواء الا ان رمیھا فی اللیل افضل۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط الرمی، ص: ۱۸۸)

[7] انہ لا تجوز النیابۃ عن المرأۃ بغیر عذر (ارشاد الساری، فصل فی شرائط الرمی، ص: ۲۴۹)

رمی سورج غروب ہونے سے پہلے ہی کرنی ہوگی۔[1]

مسئلہ: کنکر رمی کے وقت ستون میں نہ مارے، بلکہ نیچے جہاں کنکری اکٹھی ہوتی ہیں، وہاں مارے، اگر ستون پر لگ کر نیچے گر گئی، یا اس کے اطراف میں گر گئی تو رمی ہو جائے گی اور اگر دور گری تو رمی نہیں ہوگی دوبارہ کرنا ضروری ہے۔[2]

مسئلہ: ہر جمرہ پر سات کنکر سے زیادہ جان بوجھ کر مارنا مکروہ ہے، شک ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو حرج نہیں۔[3]

منیٰ سے مکہ مکرمہ روانگی

رمی سے فارغ ہو کر بارہویں کو یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے اور محصب (ایک جگہ کا نام) میں تھوڑی سی دیر ٹھہر کر دعا کرے، چاہے سواری سے اتر کر، چاہے سواری کے اوپر ہی۔[4]

مسئلہ: محصب میں تھوڑی دیر اترنا یا ٹھہرنا سنت ہے۔[5]

مسئلہ: اب حج پورا ہو گیا، اگر طواف زیارت کر لیا ہو تو بیوی بھی حلال ہو گئی، جب تک مکہ معظّمہ میں قیام رہے اسے غنیمت اور سعادت سمجھے اور حرم شریف میں نمازوں اور نفلی طواف کو اللہ کی طرف سے انعام سمجھے۔[6]

اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو نفلی طواف کر کے ثواب پہنچاتا رہے، پھر جب مکہ مکرمہ سے

---

[1] (و وقت الكراهة مع الجواز من الغروب الى طلوع الفجر الثاني من غده و لو أخره الى الليل كره) الا في حق النساء و كذا حكم الضعفاء (و لا يلزمه شيء)... (و ان كان بعذر لم يكره)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی وقت رمی جمرة العقبة، ص:۲۳۷)

[2] ينبغي ان تقع الحصاة عند الجمرة او قريبا منها حتى لو وقعت بعيدا منها لم يجز (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فی كيفية اداء الحج ۲۳۴/۱)

[3] (۳) "(و لو رمى اكثر من سبعة يكره) اى: اذا رماه عن قصد و اما اذا شك في السابع و رماه و تبين انه الثامن فانه لا يضره هذه....الخ (ارشاد الساری، فصل فی احكام الرمی، ص:۲۵۰)

[4] ثم ياتي المحصب و هو الابطح فينزل فيه ساعة و الاصح عندنا انه سنة فيصير مسيئا بتركه ثم يدخل مكة....الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فی كيفية اداء الحج ۲۳۴/۱)

[5] ايضا

[6] و اذا دخل مكة فليغتنم مدة مقامه بها و ليكثر من الطواف..... فانهم يعتمرون ما شاؤوا بنية انفسهم و آبائهم و اخوانهم..... و يستحب الاكثار من الصلاة و الصيام و الصدقة على اهلها...الخ (غنية الناسک، فصل في و اذا دخل، ص: ۱۸۹، ۱۹۰)

رخصت کا وقت آئے تو رخصتی طواف کرے، جس کا نام طوافِ صدر اور طوفِ وداع ہے، ایامِ تشریق یعنی تیرہویں کے بعد عمرہ کرنا چاہے تو عمرہ کرے اپنی طرف سے اور والدین واقارب کی طرف سے اور جس کی طرف سے چاہے کرے۔

نوٹ: ایام تشریق میں (۹ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک) عمرہ کرنا مکروہ ہے۔[1]

عمرہ کا بھی بہت ثواب ہے، جیسا عمرہ کے بیان میں آئے گا اور نماز وروزہ صدقہ اور اعمال خیر کثرت سے کرے، حرم میں ایک قرآن ختم کرنا بھی مستحب ہے، اہل مکہ مکرمہ کو بری نظر سے نہ دیکھے، ان کے حالات پر بلا فائدہ نکتہ چینی اور اعتراض نہ کرے، ان کا ادب اور تعظیم کرے اور جہاں تک ہوسکتے ان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

طواف وداع

حج سے فارغ ہوکر جب مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرے اور اس طواف میں رمل نہ کرے اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے، طواف کے بعد دو رکعت نماز طواف پڑھ کر قبلہ رُخ کھڑا ہوکر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آبِ زمزم پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے اور زمزم چہرہ، سر اور بدن کو ملے اور اپنے اوپر بھی ڈالے، پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے ابھری ہوئی ہے، بوسہ دے، پھر ملتزم سے لپٹے سینہ اور داہنا رخسار ملتزم کو لگا کر داہنا ہاتھ اوپر کو اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے، جیسا کہ کوئی غلام اور خادم اپنے آقا کا دامن پکڑتا ہے، اگر پردہ تک ہاتھ نہ پہنچے تو دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر دیوار پر سیدھے کھڑے کر کے پھیلا دے، غرض جس طرح ہوسکے، اس وقت خوب روئے، گڑگڑائے، آہ وزاری کرے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت بنالے اور بیت اللہ کی جُدائی پر اظہار افسوس دِل سے کرے، پھر حجر اسود کا استلام کرے اور اگر سہولت ہو تو اُلٹے پاؤں بیت اللہ کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا اور روتا ہوا مسجد سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہوکر دعا مانگے اور یہ دُعا مانگے۔[2]

---

[1] ایضا

[2] ”واذا اراد السفر من مکة دخل المسجد، فیبدأ بالحجر الاسود و طاف للصدر سبعا .... ثم یأتی زمزم فیشرب من مائها ... و یفرغ باقی الدلو علی جسده..... الخ (غنیة الناسک، فصل فی صفة طواف الوداع، ص: ۱۹۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ إِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَكَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ اِنْ جَعَلْتَهٗ اٰخِرَ الْعَهْدِ فَعَوِّضْنِيْ عَنْهُ الْجَنَّةَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تمام پاک بابرکت تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اے اللہ مجھ کو (حج سے) واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما اور اے ذوالجلال والاکرام مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنالے، اے اللہ آپ بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنائیں اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو اے ارحم الراحمین آپ مجھے اس کے عوض جنت عطا فرمائیں اور بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر رحمت کاملہ نازل فرمائیں۔[1]

نوٹ: حیض اور نفاس والی عورت طواف وداع نہ کرے، بلکہ دروازے پر کھڑی ہو کر دُعا مانگ لے۔[2]

مسائل طوافِ وداع

مسئلہ: طواف وداع باہر کے رہنے والے (آفاقی) حاجی پر واجب ہے، چاہے حج افراد کیا ہو، یا قران، یا تمتع، بشرطیکہ عاقل، بالغ ہو معذور نہ ہو، اہل حرم، اہل حل اہل میقات، مجنون، نابالغ اور وہ عورت جو حیض یا نفاس کی حالت میں ہو واجب نہیں اور جس شخص کا حج فوت ہو گیا، یا محصر یعنی جسے حج سے روک لیا گیا، اس پر بھی واجب نہیں اور صرف عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں۔[3]

---

[1] ثم یمشی القهقری ناظرا الی البیت الشریف متأسفا علی فراق الکعبة باکیا او متباکیا و یقول ... اللهم ارزقنی العود بعد العود المرة بعد المرة.....ثم ینصرف راشدا مهدیا۔' (ارشاد الساری ویلیه کتاب ادعیة الحج و العمرة، فصل فی طواف الصدر، ص: ٦٣٣)

[2] (و الحائض) و کذا النفساء (تقف عند باب المسجد).....(وتدعو وتمضی).....الخ (ارشاد الساری، فصل فی صفة طواف الوداع، ص: ٢٥٦)

[3] وطواف الصدر واجب علی الحاج اذا اراد الخروج من مکة.....ولا یجب علی الحائض و النفساء...الخ (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ١/٢٣٤)

مسئلہ: طواف وداع مکی حلی اور میقاتی کے لئے مستحب ہے۔[1]

مسئلہ: جو شخص مکہ مکرمہ کو مستقل وطن بنا لے، تو اس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے، بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے مکہ مکرمہ کو وطن بنانے کی نیت کرے، اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہو گیا تو بھی طوافِ وداع واجب نہ ہوگا، جیسے مکہ مکرمہ والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔[3]

مسئلہ: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی، لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو طواف وداع ساقط نہ ہوگا، اگرچہ سالہا سال رہے۔[4]

مسئلہ: طوافِ وداع کا اول وقت طواف زیارت کے بعد ہے اگر مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہے، اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور طواف وداع کر لیا اور اس کے بعد پھر قیام ہو گیا تو طوافِ وداع ادا ہو گیا۔[5]

مسئلہ: طواف وداع کا آخری وقت مقرر نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد کرے گا، تب بھی ادا ہوگا قضاء نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر طواف وداع کرے اور اس کے بعد فوراً سفر شروع کرے۔[7]

مسئلہ: طوافِ وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہو گیا تو پھر روانگی کے وقت دوبارہ طواف وداع

---

[1] الا انه يندب لاهل مكة ومن في حكمهم (غنية الناسك، باب طواف الصدر، ص: ۱۹۰)

[2] كوفي فرغ من افعال الحج واتخذ مكة دارا فليس عليه طواف الصدر........اما اذا عزم بعده فقد لزمه طواف الصدر الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس في كيفية اداء الحج ۱/۲۳۴)

[3] كوفي حج واتخذ مكة دارا ثم خرج منها لايجب عليه طواف الصدر لانه لما استوطنها صار من اهلها....الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس في كيفية اداء الحج ۱/۲۳۵)

[4] (ولا يسقط)....(عنه).....(هذا الطوف بنية الاقامة)....(ولو سنين).....الخ (ارشاد الساری، باب طواف الصدر، ص: ۲۵۳)

[5] اوله بعد طواف الزيارة اذا كان على عزم السفر حتى لو طاف لذلك ثم اطال الاقامة بمكة ولو سنة ولم ينو الاقامة بها ولم يتخذها دارا جاز طوافه (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس في كيفية اداء الحج ۱/۲۳۴)

[6] واما اخره فليس بمؤقت مادام مقيما....فله ان يطوف ويقع اداء (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس في كيفية اداء الحج ۱/۲۳۴)

[7] ايضا

مستحب ہے۔[1]

مسئلہ: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوجائے، تو اس کو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہوجائے گا۔[2]

مسئلہ: طواف زیارت کے بعد اگر کسی نے نفلی طواف کیا تو طواف وداع ادا ہوگیا۔[3]

مسئلہ: اگر کسی نے طواف وداع کرلیا اور ابھی روانگی میں کچھ وقت باقی ہے تو حرم شریف کی حاضری اور نمازوں اور طواف کی ادائیگی میں کمی نہ کرے۔

طواف وداع کئے بغیر میقات سے تجاوز کرنا

مسئلہ: جو شخص طواف وداع کے ئے بغیر مکہ مکرمہ سے چل دے، تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو ،اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے، احرام کی ضرورت نہیں، اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے یا چاہے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کرے ،اس کے بعد طوافِ وداع کرے اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں، لیکن بلا وجہ ایسا کرنا برا ہے۔[4]

مسئلہ: میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے، بلا احرام آنا منع ہے۔[5]

---

(1) ولو اقام بعدہ ولو ایاما او اکثر فلا بأس و الافضل ان یعیدہ۔" (غنیۃ الناسک، باب طواف الصدر، ص: ۱۹۱)

(2) حائض طهرت قبل ان تخرج من مكة يلزمها طواف الصدر و ان جاوزت بيوت مكة مسيرة سفر و طهرت فليس عليها ان تعود......و ان خرجت وهی حائض ثم اغتسلت ثم رجعت الى مكة قبل ان تجاوز الميقات فعليها الطواف...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ۱/۲۳۵)

(3) (....ولو كان) ای: طوافه (فی يوم النحر).....(وقع للزيارة او بعد ما حل النفر).....(فهو للصدر و ان نواه للتطوع)....الخ (ارشاد السارى، فصل ای: فی تحقيق النية، ص: ۱۴۶)

(4) ومن نفر ولم يطف للصدر فانه يرجع مالم يجاوز الميقات فان ذكر بعد مجاوزة الميقات لم يرجع فان رجع رجع بعمرة و ان عاد بعمرة ابتدء بطوافها فاذا فرغ من عمرته طاف للصدر...الخ (الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس فى كيفية اداء الحج ۱/۲۳۵)

(5) ایضا

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ طواف وداع کئے بغیر میقات سے نکلنے کے بعد طوافِ وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کی بجائے حدود حرم میں دم ذبح کروادے کیونکہ اس میں مساکین کا نفع ہے۔[1]

مسئلہ: تنعیم (مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا) وغیرہ جانے والے کے لئے طوافِ وداع واجب نہیں ہے۔[2]

مسئلہ: طوافِ قدوم، یا طوافِ وداع، یا طوافِ زیارت کے لئے خاص طور سے نیت کرنا شرط نہیں ہے کہ فلاں طواف کرتا ہوں، بلکہ ہر طواف کے وقت میں صرف طواف کی نیت کافی ہے، مثلاً مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت اگر طواف کیا، تو طواف قدوم ادا ہو جائے گا، اسی طرح ایام نحر میں طواف کرنے سے طواف زیارت ادا ہو جائے گا اور طواف زیارت کے بعد، یا وطن واپسی کے وقت طواف کرنے سے طواف وداع ادا ہو جائے گا، البتہ نیت کرنا افضل ہے، طوافِ زیارت کے بعد اگر نفلی طواف کر چکا ہے، تو وہ بھی طواف وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔[3]

حج کرنے کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج کے افعال کا تفصیلی بیان ترتیب وار شروع سے آخر تک ہو چکا، حاجی کو چاہیے کہ وہ شروع سے آخر تک ان تمام احکام کا کئی مرتبہ غور سے مطالعہ کرے اور جس چیز کا وقت ہو، اس وقت خاص طور سے اس کے بیان کو بھی اچھی طرح دیکھ لے، شروع میں بیان ہو چکا ہے، کہ حج تین طرح کیا جاتا ہے، افراد، قران، تمتع، احکام مذکورہ اکثر تینوں قسم میں مشترک ہیں اور جو احکام کسی قسم کے ساتھ مخصوص ہیں، ان کو اس مقام پر ذکر کر دیا گیا ہے اور آئندہ بھی مختصر طور سے ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا، اب مختصر طریقے سے تینوں قسم کے حج کرنے کی کیفیت اور طریقہ بیان کیا جاتا ہے، جن میں سے حج تمتع کا بیان کتاب کے شروع میں گزر چکا۔

---

[1] والاولی ان لا یرجع بعد المجاوزة و یبعث دما لانه انفع للفقراء و ایسر علیه۔" (غنیة الناسک، فصل فیمن خرج من مکة و لم یطف، ص:۱۹۲)

[2] (و لیس علی الخوارج الی التنعیم)....(وداع)....الخ (ارشاد الساری، فصل و من خرج و لم یطفه، ص:۲۵۴)

[3] (الشرط) ای: لصحة الطواف....(و هو اصل النیة دون التعیین) لا تعیین الفرضیة و الوجوب و السنة و لا تعیین کونه للزیارة او للصدر .....الخ (ارشاد الساری، فصل ای: فی تحقیق النیة، ص:۱۴۵)

”افراد“ یعنی صرف حج کرنے کا مختصر اور مسنون

جو شخص صرف حج کرنا چاہتا ہے، اس کو چاہیئے کہ میقات پر پہنچنے سے پہلے حجامت بنوائے، زیر ناف بال دُور کرے، بیوی ساتھ ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس سے صحبت بھی کرے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے اور غسل نہ کر سکے تو وضو کر لے، یہ غسل صرف صفائی کے لئے ہے، اس لئے حیض ونفاس والی عورت اور بچہ کے لئے بھی مسنون ہے، غسل کے بعد سلے ہوئے کپڑے بدن سے اتار دے، ایک تہہ بند (لنگی) باندھ لے اور ایک چادر اوڑھ لے، اگر دو کپڑے نہ ہوں تو ایک بھی کافی ہے، مستحب یہ ہے کہ دونوں کپڑے سفید نئے، یا دھلے ہوئے ہوں، چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہو تو مضائقہ نہیں، البتہ مستحب یہ ہے کہ بالکل سلائی نہ ہو، اس کے بعد خوشبو لگائے، لیکن ایسی خوشبو نہ لگائے، جس کا جسم (نشان) خوشبو لگانے کے بعد باقی رہے، پھر دو رکعت نماز نفل پڑھے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو، فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کرے تو بھی کافی ہے، احرام کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھنا افضل ہے اور یہ نماز سر ڈھانک کر پڑھے اور اس میں اضطباع نہ کرے، سلام کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر سر کھول کر احرام کی نیت دل سے کرے، اور زبان سے کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ

اے اللہ میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمایئے۔

اس کے بعد تلبیہ یعنی

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ

تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے، مرد بلند آواز سے پڑھے اور عورت آہستہ آواز میں، نیت کرنے کے بعد تلبیہ پڑھنے سے احرام بندھ گیا، اب کثرت سے تلبیہ پڑھتا رہے، بالخصوص حالات بدلنے کے وقت، مثلاً سوار ہوتے ہوئے، سواری سے اترتے ہوئے، اُونچی جگہ چڑھتے ہوئے، نیچائی میں اترتے ہوئے، صبح کے وقت، رات کو جب آنکھ کھلے، کسی سے ملاقات کے وقت، ہر نماز

کے بعد، احرام باندھنے کے بعد۔

ممنوعاتِ احرام اور واجبات ومستحبات کا خیال رکھے، اس کے سوا اور کوئی خاص عمل حرم میں داخل ہونے تک کرنا نہیں ہوگا، جب حدِ حرم میں داخل ہو، (جو جدہ کی طرف سے جانے والے کے لئے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر شروع ہوتی ہے اور وہاں دو منارے بنے ہوئے ہیں) تو سواری سے اتر کر ننگے پاؤں چلنا افضل ہے، اگر زیادہ نہ چل سکے تو تھوڑی دور چلے اور نہایت خشوع وخضوع سے حرم میں داخل ہو اور تلبیہ، تکبیر، تہلیل کثرت سے کرے، جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ بِھَا حَلَالًا

پھر اگر سامان کی طرف سے اطمینان ہو تو سیدھا مسجد حرام میں جائے، ورنہ سامان کا انتظام کر کے مسجد حرام میں جائے اور مسجد میں باب السلام سے داخل ہو، اول داہنا پاؤں رکھے اور نہایت عاجزی سے داخل ہو اور تلبیہ پڑھ کر

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

پڑھے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو

اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

کہے اور دعا مانگے، اس وقت یہ دعا مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَكَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا

تلبیہ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے اور طواف قدوم کرے، بشرطیکہ فرض نماز، یا باجماعت، یا وتر، یا سنت مؤکدہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو اگر خوف ہو، تو پہلے اسے ادا کرلے۔

طواف کے لئے حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود دائیں طرف رہے پھر طواف کی نیت کرے، نیت کرنا فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرَامِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ

فَيَسِّرْهُ لِيْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ

اس کے بعد داہنی طرف ذرا سا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے، پھر حجر اسود کے سامنے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ
وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کا استلام کرے،، لوگوں کو تکلیف نہ دے، اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر ہاتھوں کو بوسہ دے، اگر اس طواف کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہو تو طواف شروع کرنے سے ذرا پہلے اضطباع کرے، یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور اول کے تین پھیروں میں رمل بھی کرے، یعنی ذرا اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے اور قریب قریب قدم رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح ذرا جلدی جلدی چلے اور اگر اس کے بعد سعی کا ارادہ نہ ہو تو رمل اور اضطباع نہ کرے۔

طواف شروع کرنے کے بعد تلبیہ نہ پڑھے اور حجر اسود کے استلام کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف، یعنی اپنے داہنی جانب کو چلے اور طواف میں حطیم کو شامل کرے، جب رکن یمانی (یعنی بیت اللہ کا مغربی جنوبی کونہ) پر پہنچے تو اس کو صرف دونوں ہاتھ، یا داہنا ہاتھ لگائے، بوسہ نہ دے اور ہجوم کے وقت یہاں اشارہ بھی نہ کرے۔

پھر جب حجر اسود تک پہنچ گیا تو ایک چکر پورا ہو گیا، اسی طرح سات چکر پورے کرے، ہر چکر کے پورا ہونے پر حجر اسود کا استلام کرے، ساتویں چکر کے ختم پر آٹھویں مرتبہ حجر اسود کا استلام کرے، پھر مقام ابراہیم (جو بیت اللہ کے مشرق کی جانب مطاف کے کنارے پر ہے) کی طرف ہے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى پڑھتا ہوا چلے اور مقام ابراہیم کو بیت اللہ اور

اپنے بیچ میں لے کر دو رکعت پڑھے، پہلی رکعت میں سورہ کٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سورہ فاتحہ کے بعد پڑھنا افضل ہے اور اگر وہاں جگہ نہ مل سکے تو بیت اللہ کے اندر، یا حطیم میں ، یا اور جس جگہ ممکن ہو پڑھے۔

نماز طواف کے بعد ملتزم کے پاس آئے اور اس سے لپٹ جائے اور داہنا رخسار اور کبھی بایاں اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر خشوع وخضوع سے دعا کرے۔

نوٹ: چونکہ بیت اللہ کی دیواروں پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے اس لئے حالت احرام میں بیت اللہ کی کسی دیوار پر ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ نہ لگائے۔

پھر زمزم پر آئے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب سیر ہو کر تین سانس میں آب زمزم پیئے اور اپنے اوپر بھی ڈالے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

پھر صفا کے قریب یہ پڑھے:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

اور صفا پر زیادہ اوپر نہ چڑھے، صفا پر قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جیسے دعا کے لئے اٹھاتے ہیں اور تکبیر، تہلیل، تحمید تین تین مرتبہ پڑھے اور جو دعائیں سعی کے بیان میں گزریں وہ پڑھے اور اگر وہ یاد نہ ہوں تو اپنی زبان میں دعا مانگے اور بہت دیر تک ٹھہر کر یہاں دعا مانگے، پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف اطمینان سے چلے اور جب سبز میل (نشان) جو مسجد کی دیوار میں لگا ہوا ہے، چھ ہاتھ رہ جائے تو وہاں سے دوسرے سبز میل (نشان) تک دوڑ کر چلے، لیکن بہت تیز نہ دوڑے اور یہ دعا پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

اے اللہ بخش دیجئے اور رحم فرمایئے، آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

پھر دوسرے میل سے نکل کر اپنی رفتار سے چلے اور مروہ پر کشادہ جگہ تک چڑھ کر تھوڑا سا داہنی طرف ہو جائے تاکہ قبلہ رخ ہو جائے اور یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا وغیرہ دیر تک اسی طرح مانگے

جس طرح صفا پر مانگی تھی، صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوگیا اور مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا ہوجائے گا، اسی طرح سات پھیرے پورے کرے، ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے اور ہر پھیرے میں جو دعا تسبیح یاد ہو اور جس میں جی لگے پڑھے، سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف کے کنارے پر آ کر پڑھے۔

حج افراد کرنے والا جب طواف قدوم اور حج کی سعی کر لے تو احرام کی حالت میں ہی مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور نفلی طواف جس قدر چاہے کرتا رہے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے، البتہ عمرہ نہ کرے، آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد ایسے وقت میں منیٰ پہنچ جائے کہ ظہر کی نماز مستحب وقت میں وہاں پڑھ سکے، رات کو منیٰ میں رہے اور پانچ نمازیں ظہر سے فجر تک وہیں پڑھے۔

نویں تاریخ کی صبح کو نماز فجر کے بعد جب دھوپ پھیل جائے تو عرفات کی طرف تلبیہ وتکبیر کہتے ہوئے چلے، جب جبل رحمت (عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو دعا مانگے، تکبیر، تہلیل، استغفار پڑھے۔

مسجد نمرہ (جو عرفات کے کنارے پر مکہ مکرمہ کی طرف ہے) کے قریب ٹھہرے اور کھانے پینے سے فارغ ہوکر زوال سے پہلے غسل کرے، اس کے بعد مسجد نمرہ میں جا بیٹھے اور امام کا خطبہ سنے اور ظہر عصر دونوں اکٹھی ظہر کے وقت میں پڑھے، لیکن ان کے اکٹھے پڑھنے کے لئے کچھ شرائط ہیں جو پہلے بیان ہوچکی ہیں ان کو اچھی طرح ملحوظ رکھے۔

نماز سے فارغ ہوکر فوراً عرفات میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ جائے، اگر جبل رحمت کے قریب جگہ ملے تو وہاں ٹھہرے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ ہے، ورنہ جہاں چاہے ٹھہر جائے، جبل رحمت کا جس قدر قرب ہو بہتر ہے، جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے، وقوف میں قبلہ رخ کھڑے ہونا بہتر ہے، ورنہ لیٹنا، بیٹھنا بھی جائز ہے، جب امام خطبہ پڑھے تو توجہ کے ساتھ سنے اور جو دعائیں یاد ہیں ان کو پڑھتا رہے، سیر وتماشہ میں نہ لگے، تھوڑی دیر بعد تلبیہ پڑھتا رہے اور توبہ واستغفار کثرت سے کرے۔

عرفہ کے روز روزہ رکھنا حجاج کرام کے لئے جائز ہے، مگر نہ رکھنا افضل ہے، بہتر یہ ہے کہ روزہ بھی نہ رکھے اور زیادہ کھائے پیئے بھی نہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو تلبیہ اور دعا پڑھتا ہوا مزدلفہ کی طرف چلے اور سکون ووقار سے چلے، عرفات سے سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا جائز نہیں، اگر پہلے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، اگر راستہ کشادہ ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے، ورنہ آہستہ چلے، کسی کو تکلیف نہ دے۔

جب مزدلفہ آجائے تو غسل، یا وضو کرے اور مسجد مشعر حرام کے قریب راستہ سے داہنے طرف اترنا افضل ہے، راستہ میں نہ ٹھہرے، وادیٔ محسر کے علاوہ مزدلفہ میں جس جگہ چاہے ٹھہرے، وادیٔ محسر میں ٹھہرنا جائز نہیں، مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک تکبیر سے عشاء کے وقت میں پڑھے، بیچ میں سنت نفل کچھ نہ پڑھے، بلکہ بعد میں پڑھے، ان دونوں نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کی شرائط بھی پہلے گزر چکی ہیں، عرفات یا راستہ میں مغرب وعشاء پڑھنا جائز نہیں، اگر کوئی پڑھ لے گا تو لوٹانا واجب ہوگا، اگر عشاء سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائے تو جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے اس وقت تک مغرب کی نماز بھی نہ پڑھے۔

مزدلفہ میں رات کو جس قدر ہو سکے عبادت کرے، یہ شب شب قدر سے بھی افضل ہے، جب صبح صادق ہو جائے، تو اول وقت میں فجر کی نماز امام کے ساتھ یا تنہا جیسا موقع ہو پڑھ کر، مشعر حرام کے پاس قبلہ رخ ہو کر تلبیہ، تسبیح اور تہلیل پڑھتا رہے اور دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول رہے، جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے بقدر وقت باقی رہ جائے، تو منیٰ کی طرف چلے، جب وادیٔ محسر میں پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور مزدلفہ سے چلتے وقت ستر کنکریاں چنے کے برابر اٹھا لے، راستہ یا اور کسی جگہ سے اٹھانا بھی درست ہے، البتہ جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے۔

جب منیٰ میں آئے تو جمرۃ الاخریٰ (بڑے شیطان) کے پاس آکر پانچ ہاتھ یا اس سے زائد فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ داہنی جانب ہو اور مکہ مکرمہ بائیں جانب، انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکر پکڑ کر مارے اور تلبیہ پہلی کنکری پر موقوف کر دے اور ہر کنکر پر:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّيْطٰنِ وَرَضِيً لِّلرَّحْمٰنِ

پڑھے، کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے، رمی سے فارغ ہو کر وہاں نہ ٹھہرے، اپنی جگہ پر آجائے۔

دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق سے پہلے تک ہے، مگر طلوع آفتاب

سے زوال تک وقت مسنون ہے، اس کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت مباح ہے، غروب سے صبح صادق سے پہلے تک مکروہ ہے۔

رمی سے فارغ ہوکر قربانی کرے اور اگر ذبح کرنا جانتا ہوتو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور قربانی کا گوشت کھانا چونکہ مستحب ہے، اس لئے ہو سکے تو تھوڑا سا گوشت، یا جس قدر ضرورت ہو لے لے، اگر ممکن ہوتو باقی صدقہ کرے، مفرد کے لئے حج کے شکریہ میں قربانی مستحب ہے، واجب نہیں۔

قربانی سے فارغ ہوکر قبلہ رخ بیٹھ کر سر منڈوائے یا کتروائے، لیکن منڈوانا افضل ہے اور داہنی جانب سے شروع کرائے اور حجامت کے شروع میں اور بعد میں تکبیر کہے، عورت کو بال منڈانا چونکہ نا جائز ہے، اس لئے ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پور کے برابر بال کٹوا لے یا خود کاٹ لے، نا محرم سے نہ کٹوائے، مرد بال منڈوانے یا کترانے کے بعد مونچھیں کتروائے اور بغل کے بال صاف کرے، سر کے بال کٹوانے یا منڈوانے سے پہلے ان چیزوں کو کٹوانا درست نہیں، حجامت کے بعد ناخن بال وغیرہ کو دفن کرنا افضل ہے، حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع تھیں، وہ سب حلال ہوگئیں، صرف بیوی حلال نہیں ہوئی، یعنی اس سے صحبت اور بوس وکنار کرنا حلال نہیں ہوا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ آکر طواف زیارت کرنا چاہیئے، دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے، ورنہ بارہویں کے سورج غروب ہونے تک اس طواف کا وقت ہے، اگر طواف قدوم کے ساتھ حج کی سعی نہیں کی ہے، تو اس طواف میں رمل بھی کرے اور اگر طواف زیارت کے وقت احرام اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے ہیں تو اضطباع نہ کرے ورنہ اضطباع بھی کرے۔

طواف زیارت کے بعد نماز طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفاء سے نکل کر سعی کرے (اگر طواف قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے تو طواف زیارت کے بعد سعی کی ضرورت نہیں) اور منٰی واپس آجائے، رات کو منٰی میں قیام کرے، طواف زیارت کے بعد بیوی سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہوگئی۔

گیارہویں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، سنت یہ ہے کہ پہلے جمرہ اولیٰ (جو مسجد خیف کے قریب ہے) رمی کرے، پھر جمرہ وسطیٰ یعنی بیچ والے کی، پھر جمرہ اخریٰ یعنی تیسرے کی رمی کرے، جمرہ اولیٰ کی رمی کر کے ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے

اور اتنی دیر تک دعا، تسبیح، تکبیر، تہلیل اور استغفار وغیرہ میں مشغول رہے، جتنی دیر تین پاؤ پارہ پڑھنے میں لگتی ہے، اگر اتنا نہ ہو سکے تو بقدر بیس آیات کے دعا وغیرہ کرے، اسی طرح جمرہ وسطیٰ کی رمی کے بعد بھی دعا کرے اور جمرہ اخریٰ کی رمی کے بعد دعا نہ کرے، بلکہ رمی کر کے فوراً اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر چلا آئے، پھر بارہوں تاریخ کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے، بارہویں کی رمی کرنے کے بعد مکہ مکرمہ جا سکتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو زوال کے بعد رمی کر کے مکہ مکرمہ آئے۔

جب منیٰ سے بارہویں یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے تو نہایت عاجزی سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے اور وادئ محصب میں جو منیٰ کے راستہ میں مکہ مکرمہ کے قریب ہے، ظہر، عصر، مغرب وعشاء پڑھے، پھر ذرا لیٹ جائے، اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور اگر اتنی دیر نہ ٹھہر سکے، تو تھوڑی ہی دیر وہاں ٹھہر جائے، چاہے نیچے اتر کر، یا سواری پر۔

حج مکمل ہو گیا، جب تک جی چاہے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور خوب طواف اور عمرہ کرے، مگر عمرہ تیرہویں ذی الحجہ کے بعد کرے، ۹ سے ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا منع ہے۔

جب مکہ سے روانگی کا ارادہ ہو تو طواف وداع (رخصتی کا طواف) کرے، یہ طواف واجب ہے، اگر بغیر طواف کئے چلا جائے گا، تو میقات سے نکلنے سے پہلے پہلے لوٹ کر آنا واجب ہوگا اور میقات سے نکل جانے کے بعد اختیار ہے کہ دم دے، یا احرام باندھ کر واپس آ کر اول عمرہ کرے، اس کے بعد طواف وداع کرے۔

طواف زیارت کے بعد اگر کسی نے نفلی طواف کر لیا تو اس کا طواف وداع ادا ہو گیا، چاہے طواف وداع کی نیت ہو یا نہ ہو، لیکن افضل یہ ہے کہ عین چلنے کے وقت طواف وداع کرے، پھر طواف وداع کے بعد دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس پڑھ کر زمزم کے پاس آئے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر پانی پیٹ بھر کر تین سانس میں پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف نظر کرے اور پیتے وقت یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاۗءً مِّنْ كُلِّ دَاۗءٍ

اور کچھ پانی سر اور چہرہ اور بدن پر ڈالے، پھر ملتزم پر آئے اور اپنا سینہ اور داہنا گال دیوار کعبہ پر رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ کی طرف اٹھائے اور جس طرح غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر اپنی خطائیں بخشواتا ہے، اسی طرح کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے، استغفار، تسبیح، تہلیل، دعا و درود میں دیر تک مشغول رہے، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بنائے، پھر چوکھٹ کو بوسہ دے اور دعا مانگے، پھر حجر اسود کا استلام کر کے کعبہ کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوا اور اس کی جدائی پر افسوس کرتا ہوا، اگر ممکن ہو تو الٹے پاؤں باب الوداع سے نکلے اور مساکین کو صدقہ دے اور دعا مانگے۔

حیض اور نفاس والی عورت اگر اس وقت پاک نہ ہو، تو اس سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے، اس کو چاہئے کہ باب الوداع پر مسجد سے باہر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے مسجد میں نہ جائے۔

عمرہ

میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کو عمرہ کہتے ہیں، عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں، استطاعت اور قدرت ہونے کی صورت میں تمام عمر میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔[1]

عمرہ کرنے کے لئے میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور احرام کے محرمات و مکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں ان ہی آداب کو ملحوظ رکھ کر داخل ہو، جو پہلے گزر چکے ہیں اور مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ باب عمرہ سے داخل ہو اور پھر رمل و اضطباع کے ساتھ طواف کرے اور جب حجر اسود کا استلام کرے، تو تلبیہ موقوف کر دے اور طواف مکمل کرنے کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کر کے، باب الصفا سے نکل کر سعی کرے اور سعی ختم کر کے مروہ پر حجامت بنوا کر حلال ہو جائے اور سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف کے کنارے پر پڑھے بس عمرہ ہو گیا۔[2]

---

❶ ”(باب العمرة) وهی الحجة الصغری.... (العمرة سنة مؤكدة)..... (لمن استطاع).... الخ (ارشاد الساری، باب العمرة، ص: ٤٦٣)

❷ فصفتها ان يحرم بها من ميقاتها كاحرام الحج فاذا دخل مكة .....ثم بدأ بالحجر الاسود و اذا استلمه قطع التلبية و طاف ....ثم خرج للسعی.....ثم حلق عند المروة..... الخ (غنية الناسک، فصل فی کيفية اداء العمرة... ١٩٩)

عمرہ اور حج میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ: عمرہ کی شرائط حج کی شرائط کی طرح ہیں اور اس کے احرام کے احکام بھی حج کے احرام کی طرح ہیں، جو چیزیں وہاں حرام و مکروہ اور مسنون و جائز ہیں، ان کا یہاں بھی یہی حکم ہے، البتہ ان امور میں حج کے لئے ایک خاص وقت معین ہے، عمرہ تمام سال میں ہوسکتا ہے۔

مسئلہ: پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: حج فرض ہے، جبکہ عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: حج فوت ہوجاتا ہے، عمرہ فوت نہیں ہوتا۔

مسئلہ: حج میں وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور نمازوں کو اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے، عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔

مسئلہ: حج میں طواف قدوم اور طواف وداع ہوتا ہے، عمرہ میں دونوں نہیں ہوتے۔

مسئلہ: عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں طواف کرنے سے بکری ذبح کرنا کافی ہے اور حج میں کافی نہیں۔

مسئلہ: عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حل ہے، جبکہ حج میں اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام حرم سے باندھنا ہوتا ہے، البتہ آفاقی شخص جب میقات کے باہر سے آئے اور عمرہ یا حج کا ارادہ ہو تو اپنی میقات سے احرام باندھ کر آئے۔

مسئلہ: عمرہ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے، جبکہ حج میں دس ذی الحجہ کو جمرہ اخری کی رمی شروع کرنے کے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔[1]

---

[1] و احکام احرامها کاحرام الحج من جمیع الوجوه و کذا حکم فرائضها و واجباتها و سننها و محرماتها و مفسدها و مکروهاتها و احصارها و جمعها ای: بین العمرتین و اضافتها ای: الی غیرها فی النیة و رفضها کحکمها فی الحج: و هی لا تخالفه الا فی امور منها: انها لیست بفرض و انها لا وقت لها معین و لا تفوت و لیس فیها وقوف بعرفة و لا مزدلفة و لا رمی فیها و لا جمع ای: بین الصلاتین و لا خطبة و لا طواف دوم و لا صدر و لا تجب بدنة بافسادها و لا بطوافها جنبا ای: بل شاة و ان میقاتها الحل لجمیع الناس بخلاف الحج فان میقاته للمکی الحرم۔" (ردالمحتار، کتاب الحج، مطلب احکام العمرة: ۲/ ۴۷۳، سعید)

فرائض عمرہ

عمرہ میں دو فرض ہیں، ایک احرام، دوسرا طواف، احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں اور طواف کے لئے صرف نیت فرض ہے۔[1]

واجبات عمرہ

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بال منڈوانا، یا بالوں کو کٹوانا۔[2]

مسائل عمرہ

مسئلہ: عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے، صرف پانچ روز یعنی ۹ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ کے دوران عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔[3]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ان پانچ روز میں عمرہ کا احرام باندھا تو احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہو گیا، مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے اس پر عمرہ کا ترک کرنا واجب ہے، تاکہ گناہ سے بچ جائے اور ان ایام کے گزرنے کے بعد عمرہ کی قضا اور ایک دم واجب ہوگا اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا ان ہی ایام میں کر لیا تو عمرہ ہو گیا، لیکن ایک دم واجب ہوگا اور اگر ان ایام میں احرام تو عمرہ کا باندھا، مگر عمرہ کے افعال ان ایام میں نہیں کئے بلکہ ایام تشریق کے بعد کئے تو عمرہ ہو گیا اور دم واجب نہیں ہوگا مگر ایسا کرنا برا ہے۔[4]

مسئلہ: رمضان میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے، رمضان کے عمرہ کا ثواب ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے عمرہ کا ثواب اس حج کے

---

[1] (واما فرائضها)..... (فالطواف والنية)..... الخ (ارشاد الساری، باب العمرة، ص: ۴۶۵)

[2] (واما واجباتها) فالسعی بین الصفا والمروة والحلق او التقصیر (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۳۷)

[3] (ووقتها) جمیع السنة الا خمسة ایام تکره فیها العمرة .... وهی یوم عرفة ویوم النحر وایام التشریق (الفتاوی العالمگیریة الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج ۱/۲۳۷)

[4] (..... ولو اهل فیها بها) ای: احرام بالعمرة فی الایام الخمسة (ولو بعد الحلق من الحج یؤمر برفضها)..... (ومضی فیها صح)..... (ولا دم علیه)..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی وقتها، ص: ۴۶۶)

برابر ہے، جو میرے ساتھ کیا گیا ہو۔[1]

مسئلہ: شعبان میں عمرہ شروع کیا اور رمضان میں اس کو پورا کیا تو اگر طواف کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے تو یہ عمرہ رمضانی شمار ہوگا، ورنہ شعبانی ہوگا، اسی طرح اگر رمضان میں شروع کیا اور شوال میں ختم کیا تو اگر طواف کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے تو رمضانی ہوگا ورنہ شوالی۔[2]

مسئلہ: مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے والوں کے لئے عمرہ کے احرام کی میقات حل ہے، اس لئے حل میں جا کر جس جگہ چاہے احرام باندھے، لیکن افضل تنعیم ہے اور اس کے بعد جعرانہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔[3]

مسئلہ: کثرت سے عمرہ کرنا مستحب ہے۔[4]

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران کثرت سے طواف کرنا عمرہ کرنے سے افضل ہے۔[5]

مسئلہ: آفاقی شخص اگر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے تو اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے۔[6]

فضائل عمرہ

عمرہ کی فضیلت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے، ہم صرف تین روایتیں ذکر کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا یَنْفِیَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ وَالذَّهَبِ الْفِضَّةِ۔۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ پے درپے (مسلسل) کیا کرو،

---

❶ (و افضل اوقاتها شهر رمضان) ..... (فعمرة فيه تعدل حجة) ..... (و لو اعتمر فی شعبان و اكملها فی رمضان) فان طاف اكثره فی رمضان فهی رمضانية و الا فشعبانية (ارشاد الساری، فصل فی وقتها، ص: ۴۶۷، ۴۶۶)

❷ ایضا

❸ و الحل للعمرة و الافضل احرامها من التنعيم..... ثم من الجعرانة..... الخ (غنية الناسک فصل و اما ميقات اهل الحرم ص: ۵۸)

❹ و يستحب الاكثار منها عند الجمهور۔" (غنية الناسک، فصل فی كيفية اداء العمرة، ص: ۱۹۹)

❺ و اكثار الطوف افضل من اكثار الاعتمار لكونه مقصودا بالذات۔" (غنية الناسک، باب العمرة، فصل فی كيفية اداء العمرة، ص: ۲۰۰)

❻ المفرد بالعمرة يحرم للعمرة من الميقات او قبل الميقات... الخ (الفتاوی العالمگيرية الباب الخامس فی كيفية اداء الحج ۱/ ۲۳۷)

کیونکہ حج اور عمرہ دونوں تنگدستی اور گناہ کو ایسے دور کر دیتے ہیں، جیسا کہ بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں، بلکہ انسان سے ان دونوں کی برکت سے فقر و فاقہ بھی دور ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن، دنیا و آخرت کی دولت سے حج اور عمرہ کرنے والا مالا مال ہو جاتا ہے، لیکن اخلاص شرط ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمْرَۃٌ فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَفِیْ رِوَایَۃِ الْمُسْلِمِ حَجَّۃً مَّعِیَ۔[2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کا ثواب ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہوا۔

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَہُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَ لَہُمْ۔[3]

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو وہ قبول کرتا ہے، اگر خطا معاف کراتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرتے ہیں۔

قران

یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ کرنا

حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر حج اور عمرہ کرنے کو قران کہتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں حج اور عمرہ دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔[4]

---

[1] (رواہ الترمذی فی سننہ، ابواب الحج عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ: ۱/۱۶۷، سعید)

[2] رواہ البخاری فی صحیحہ، ابواب العمرۃ، باب عمرۃ فی رمضان: ۱/۲۳۹، و مسلم فی صحیحہ، کتاب الحج، باب فضل العمرۃ فی رمضان: ۱/۴۰۹)

[3] رواہ ابن ماجۃ فی سننہ، ابواب المناسک، باب فضل الحج والعمرۃ، ص: ۲۱۳)

[4] (القران) بکسر القاف ..... (وھو) ..... (ان یجمع الآفاقی) ..... (بین الحج والعمرۃ) ..... (فی اشھر الحج) ..... الخ (ارشاد الساری، باب القران، ص: ۲۵۶)

قران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ کر، یا میقات سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کے کپڑے پہن کر، دو رکعت نماز نفل سر ڈھانک کر پڑھے، سلام کے بعد سر کھولے اور قبلہ رخ بیٹھ کر دل میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرے اور زبان سے یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْ هُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ

پھر تلبیہ پڑھے:

لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ

پھر اس طرح کہے:

لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔[1]

جب مکہ مکرمہ میں پہنچے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب کا لحاظ رکھے، اس کے بعد مسجد حرام میں مسجد کے آداب کے مطابق باب السلام سے داخل ہو کر اول عمرہ کا طواف مع اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے، طواف سے فارغ ہو کر نماز طواف اور آب زمزم وغیرہ سے فارغ ہو کر، حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفاء سے نکل کر عمرہ کی سعی کرے، سعی کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہو گئے، لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت نہ بنوائے اور نہ ہی احرام کھولے، کیونکہ حج کا احرام بھی باندھا ہوا ہے۔[2]

سعی کے بعد فوراً یا ٹھہر کر مگر جہاں تک ہو سکے جلد از جلد طواف قدوم کر لے، ورنہ وقوف عرفہ سے پہلے پہلے طواف قدوم سے فارغ ہو جائے، طواف قدوم کے بعد اگر حج کی سعی بھی کرنی ہو تو

---

❶ (وصفته)..... (ان یحرم بالعمرة والحج معا)..... (من المیقات)..... (او قبله)..... الخ (ارشاد الساری، باب القران، ص: ۲۵۶)

❷ (اذا دخل) ای: القارن (مکة بدأ بافعال العمرة و ان اخرها فی الاحرام)..... (و یرمل فی الثلاثة الاول ثم یصلی رکعتین و یسعی بین الصفاء و المروة)..... (ثم یطوف للقدوم)..... (و یضطبع فیه و یرمل ان قدم السعی)..... (ثم یقیم حراما) ای: محرما..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی بیان اداء القران، ص: ۲۶۱)

طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرے ورنہ نہ کرے، لیکن طواف قدوم کے بعد حج قران کرنے والے کو حج کی سعی کرنا افضل ہے، اگر طواف قدوم کے بعد حج کی سعی نہ کی تو طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرنی ہوگی۔[1]

عمرہ اور طواف قدوم سے فارغ ہوکر احرام کی حالت میں مکہ مکرمہ میں قیام کرے، اس کے بعد آٹھویں تاریخ کو منٰی جائے اور نویں کو عرفات جائے، منٰی، عرفات اور مزدلفہ کے احکام حج قران کرنے والے کے لئے بھی وہی ہیں جو پہلے بیان ہو چکے، اس لئے سب افعال اسی طرح کرے جس طرح بیان کئے گئے، پھر دسویں کو منٰی آ کر صرف جمرہ اخری کی رمی کرے، اس کے بعد حج قران کے شکریہ میں قربانی کرے، اس کے بعد سر کے بال منڈوائے یا کٹوائے، حجامت کروانے کے بعد احرام سے حلال ہو جائے گا اور بیوی سے صحبت و بوس و کنار کے علاوہ وہ سب چیزیں جو احرام کی وجہ سے منع تھیں جائز ہو جائیں گی اس کے بعد اگر ۱۰ ذی الحجہ کو طواف زیارت کر سکتا ہے تو مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرے، دسویں کو طواف زیارت کرنا افضل ہے، ورنہ ۱۲ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کر لینا ضروری ہے۔

طواف زیارت کے بعد منٰی واپس آ کر گیارہ بارہ کو تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کرے اور اگر تیرہ کو بھی منٰی میں ٹھہرنا ہو تو پھر ۱۳ ذی الحجہ کو بھی تینوں جمرات کی رمی زوال کے بعد کرے اور اگر بارہ کو جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔

رمی، حجامت اور قربانی کے احکام ہر ایک کے بیان میں مفصل لکھے جا چکے ہیں وہاں دیکھ لیں۔

جب منٰی سے مکہ آئے تو راستہ میں وادیٔ محصب میں ٹھہرنا سنت ہے، اس کے بعد طواف وداع وغیرہ کرے جیسے بیان ہو چکا، الحمد للہ حج قران ہو گیا۔

شرائط قران

حج قران کی پانچ شرطیں ہیں:

1. عمرہ کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ (یعنی چار پھیرے) حج کے مہینوں (شوال، ذیقعدہ اور

---

[1] ایضا

ذی الحجہ کے دس دن) میں کرنا، اگر حج کے مہینوں سے پہلے کرلیا تو قران نہ ہوگا۔[1]

❷ عمرہ کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ (یعنی چار پھیرے) وقوف عرفہ سے پہلے کرنا، اگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ کرلیا، تو عمرہ چھوٹ گیا، اس کی قضاء ایام تشریق کے بعد کرے اور ایک دم دے اور عمرہ چھوٹ جانے کی وجہ سے قران باطل ہوگیا اور دم قران بھی لازم نہیں ہوگا۔[2]

❸ حج کا احرام، عمرہ کا پورا طواف یا طواف کا اکثر حصہ (یعنی چار پھیرے) کرنے سے پہلے باندھنا، اگر حج کا احرام طواف عمرہ کے اکثر چکر کرنے کے بعد باندھا، تو قارن نہ ہوگا، متمتع ہو جائے گا۔[3]

❹ عمرہ فاسد کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھنا، اگر عمرہ فاسد ہونے کے بعد حج کا احرام باندھا تو قران نہ ہوگا بلکہ افراد ہوگا۔[4]

❺ حج اور عمرہ کا جماع اور (نعوذ باللہ) مرتد ہونے کی وجہ سے فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کا اکثر طواف کرنے سے پہلے جماع کر کے عمرہ کو فاسد کردیا، یا وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر کے حج کو فاسد کردیا تو قران باطل ہوگیا اور دم قران بھی ساقط ہوگیا۔[5]

مسئلہ: قران کے لئے حج اور عمرہ دونوں کا احرام میقات سے باندھنا شرط نہیں، بلکہ میقات پر صرف ایک احرام کا باندھنا ضروری ہے، اگر میقات پر عمرہ کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہوگیا، تو عمرہ کے طواف کے چار چکر کرنے سے پہلے پہلے حج کا احرام باندھ کر قران ہوسکتا ہے، اس طرح اگر

---

❶ الاول: ان یطوف للعمرہ کلہ او اکثرہ فی اشہر الحج... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط صحۃ القران، ص: ۲۰۳)

❷ ایضا

❸ الثالث: ان یحرم بالحج قبل طوف العمرۃ کلہ او اکثرہ.... الرابع: ان یحرم بالحج قبل افساد العمرۃ.... الخامس: ان یصونہا عن الفساد ...الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط صحۃ القران، ص: ۲۰۳)

❹ (و لا احرامہ).....(من المیقات).....(فلو احرم بہما او باحدہما بعد المیقات).....(و لو من مکۃ).....(یصیر قارنا و لکن مع الاساءۃ)۔" (ارشاد الساری، فصل ای: فیما لا یشترط الخ، ص: ۲۶۰)

❺ (الاول ان یحرم بالحج قبل طواف العمرۃ کلہ او اکثرہ)...(فلو احرم بہ بعد اکثر طوافہا لم یکن قارنا)...(الثالث: ان یطوف للعمرۃ کلہ)...(او اکثر قبل الوقوف بعرفۃ)...(فلو لم یطف لہا)...(حتی وقف بعرفۃ بعد الزوال)...(ارتفضت عمرتہ)...(و بطل قرانہ)۔" (ارشاد الساری، فصل فی شرائط صحۃ القران، ص: ۲۵۷)

میقات پر حج کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہوگیا، تو وقوف عرفہ سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر قارن ہوسکتا ہے، لیکن ایسا کرنا برا ہے میقات سے دونوں کا احرام باندھنا مسنون ہے۔[1]

مسئلہ: اگر طواف عمرہ کے کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا، یا وقوف عرفہ کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو قارن نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: قارن اگر احرام کے بعد یا عمرہ سے فارغ ہوکر بغیر احرام کھولے اپنے وطن چلا جائے تو قران باطل نہ ہوگا، قران کے لئے وطن نہ جانا شرط نہیں ہے۔[3]

مسائل قران

مسئلہ: حج قران کرنے والے پر جمرۃ الاخریٰ کی رمی کے بعد ایک دم (قربانی) قران کے شکریہ میں واجب ہے، اس کو دم قران اور دم شکر کہتے ہیں۔[4]

مسئلہ: ایک بکری، یا ایک بھیڑ، یا ایک دنبہ، یا گائے اور اونٹ میں سے کسی ایک کا ساتواں حصہ دم قران میں جائز ہے، ساتویں حصہ سے کم جائز نہیں۔[5]

مسئلہ: دم قران کی شرائط، قربانی کی شرائط کی طرح ہیں۔[6]

مسئلہ: دم قران سے قارن کو کھانا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ قربانی کی طرح ایک تہائی فقراء کو دے دے اور ایک تہائی احباب میں تقسیم کردے اور ایک تہائی خود استعمال میں لائے، یا جیسے موقع ہو

---

[1] ایضا

[2] ایضا

[3] (ولا یشترط لصحۃ القران عدم الالمام) وھو النزول باھلہ محرما کان او حلالا ..... (فیصح) ای: القران ولا یسقط عنہ دمہ (من کوفی رجع الی اھلہ بعد طواف العمرۃ) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل ای: فیما لا یشترط فیہ، ص: ۲۵۹)

[4] (یجب) ای: اجماعا (علی القارن والمتمتع ھدی شکرا لما وفقہ اللہ تعالی للجمع بین النسکین فی اشھر الحج بسفر واحد)۔" (ارشاد الساری، فصل فی ھدی القارن والمتمتع، ص: ۲۶۲)

[5] (الھدی من الابل والبقر والغنم) .... (وکل واحد من الابل والبقر یجوز عن سبعۃ دماء)۔" (ارشاد الساری، باب الھدایا، ص: ۴۷۳،۴۷۲)

[6] (فصل) ای: فیما لا یجوز من الھدایا کما لا یجوز فی الضحایا فان شرط صحتہ ان تکون سالمۃ من العیوب والبلایا .... الخ (ارشاد الساری، ص: ۴۷۶)

ویسا کرے، اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔[1]

مسئلہ: دم قران کی نیت کرنا ضروری ہے، نیت کے بغیر دم قران ادا نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: اگر چند آدمی ایک اونٹ یا گائے میں شریک ہوں، تو ہر ایک کی ثواب کی نیت کرنا ضروری ہے، اگرچہ ثواب کی قسمیں مختلف ہوں، مثلاً کوئی دم قران کا حصہ لے، کوئی نذر کا، کوئی قربانی کا، کوئی نفل کا، اگر کسی شریک نے صرف گوشت کھانے کے لئے حصہ لیا، ثواب کی نیت نہیں کی، تو کسی کی طرف سے بھی دم ادا نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: دم قران واجب ہونے کے لئے قران کا صحیح ہونا اور جانور یا اس کی قیمت پر قادر ہونا اور حاجی (قارن) کا عاقل بالغ آزاد ہونا شرط ہے، غلام اور نابالغ پر دم واجب نہیں، غلام پر اس کی بجائے روزے واجب ہوں گے۔[4]

مسئلہ: دم قران صرف ذبح کرنے سے ادا ہوجاتا ہے، اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں، اس لئے اگر ذبح کے بعد کسی نے اس کو چرالیا، تو اس کی بجائے دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ: دم قران کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حرم کے علاوہ اگر ذبح کیا جائے گا تو ادا نہ ہوگا، اسی طرح ایام نحر یعنی دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہ ذی الحجہ کی مغرب کے دوران ذبح کرنا واجب ہے، ان ایام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں، بعد میں جائز ہے، لیکن ترک واجب ہوگا اور دم دینا ہوگا۔[6]

مسئلہ: ذبح کا اول وقت اگرچہ دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے، مگر وقت مسنون

---

[1] (.....و لکل منهما ان یأکل)....(من هدیه و یطعم) ای منه (من شاء غنیا او فقیرا و یستحب)....(ان یتصدق بالثلث و یطعم الثلث) ....(و لا یجب التصدق بشیء منه)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی هدی القارن و المتمتع، ص: ۲۶۲)

[2] الثانی ان یکون بنیة الهدی لیتمیز عن الاضحیة بل یشترط ان یکون بنیة القران او غیره.....الخ (غنیة الناسک، فصل فی شرائط اجزاء الذبح، ص: ۳۵۹)

[3] اولها: ان یکون الذبح بنیة القربة لان الذبح قد یکون للحم، قد یکون للقربة و الفعل لا یقع قربة بدون النیة۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط اجزاء الذبح، ص: ۳۵۹(

[4] (....و شرائط وجوبه) ای: وجوب الهدی (القدرة علیه).....(و صحة القران او التمتع).....(و العقل).....(و البلوغ).....(و الحریة فیجب علی المملوک الصوم).....الخ (ارشاد الساری، فصل فی هدی القارن، ص: ۲۶۳، ۲۶۲)

[5] و لا یجب التصدق بشیء منه).....(و یسقط).....(بالذبح).....(فلو سرق بعد الذبح لم یجب غیره.....الخ (ارشاد الساری، فصل فی هدی القارن و المتمتع۔ ص: ۲۶۲)

[6] و یختص ذبحه بالمکان، و هو الحرم... و بالزمان و هو ایام النحر.....الخ (غنیة الناسک، فصل فی شرائط وجوبه، ص: ۲۰۷)

سورج نکلنے کے بعد ہے اور قارن کے لئے رمی اور حجامت کے درمیان ذبح کرنا واجب ہے۔[1]

مسئلہ: مکہ مکرمہ اور حدود حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے، لیکن منٰی میں ذبح کرنا مسنون ہے۔[2]

مسئلہ: اگر قارن یا متمتع دم شکر کے ذبح کرنے سے پہلے مر جائے، تو اس پر ذبح کی وصیت واجب ہے، اگر وصیت کر جائے، تو تہائی مال سے پوری کی جائے، اگر وصیت نہیں کی تو ورثاء پر ذبح کرنا واجب نہیں، لیکن اگر ورثاء خود اس کی طرف سے ذبح کریں، تو جائز ہے، تاکہ میت کے ذمہ سے دم ساقط ہو جائے۔[3]

مسئلہ: قارن کے لئے رمی ذبح اور حجامت کو ترتیب وار کرنا واجب ہے، پہلے اول رمی کرے، پھر ذبح، پھر حجامت بنوائے۔[4]

مسئلہ: طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں، اگر ان تینوں سے پہلے، یا بعد میں، یا بیچ میں طواف زیارت کرے تو جائز ہے، مگر سنت یہ ہے کہ حجامت کے بعد طواف کرے۔[5]

مسئلہ: مفرد پر ذبح واجب نہیں ہے، لیکن رمی اور حجامت میں اس کے لئے بھی ترتیب واجب ہے۔[6]

مسئلہ: دم قران یا تمتع کے قائم مقام عید کی قربانی نہ ہوگی اور عید کی قربانی مقیم پر واجب ہے، مسافر پر

---

[1] (و اول وقته) ..... (طلوع الفجر من يوم النحر فلا يجوز قبله) ..... (و آخره من حيث الوجوب) ..... (غروب الشمس من آخر ايام النحر) ..... (و الوقت المسنون) ای اوله (بعد طلوع الشمس يوم النحر و يجب ان يكون) ..... (بين الرمی و الحلق) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی هدی القارو المتمتع، ص: ۲۶۳)

[2] و يختص ذبحه بالمكان و هو الحرم الا ان السنة فی الهدايا ايام النحر منی ..... الخ (غنية الناسک، فصل فی شرائط، ص: ۲۰۷)

[3] و لو مات القادر علی الذبح فعليه الوصية ...... الخ (غنية الناسک، فصل فی شرائط و جوبه الخ، ص: ۲۰۷)

[4] (و الترتيب الآتی) بيانه (بين الرمی و الحلق و الذبح يوم النحر) ...... (الدر المختار) قال ابن عابدين رحمه الله: (قوله: و الترتيب الآتی الخ) .... و انما يجب ترتيب الثلاثة الرمی ثم الذبح ثم الحلق .... الخ (رد المحتار، كتاب الحج، مطلب فی فروض الحج و واجباته: ۲/ ۴۷۰، سعيد)

[5] و الحاصل ان الطواف لا يجب ترتيبه علی شیء من الثلاثة ..... الخ (رد المحتار، كتاب الحج، مطلب فی فروض الحج و واجباته: ۲/ ۴۷۰، سعيد)

[6] لكن المفرد لا ذبح عليه فبقی عليه الترتيب بين الرمی و الحلق (رد المحتار، كتاب الحج، مطلب فی فروض الحج و واجباته: ۲/ ۴۷۰، سعيد)

واجب نہیں۔[۱]

مسئلہ: جو حجاج کرام مکہ مکرمہ میں ۱۵ یوم یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کرلیں، ان پر بقرعید کی قربانی بھی واجب ہے، بقرعید کی قربانی مکہ مکرمہ میں بھی کی جاسکتی ہے اور اپنے وطن میں بھی حاجی کے رشتہ دار حاجی کی طرف سے کرسکتے ہیں، اگر حاجی کی قربانی اس کے رشتہ دار حاجی کی طرف سے اس کے وطن میں کررہے ہوں تو اس بات کا ضرور لحاظ کریں کہ قربانی کے وقت مکہ مکرمہ اور جہاں قربانی کی جا رہی ہے دونوں جگہ عید کا ہونا ضروری ہے، مثال کے طور پر مکہ مکرمہ میں جس دن عید کا پہلا دن ہوتا ہے، عام طور پاکستان میں اس دن عید نہیں ہوتی اور جب پاکستان میں عید کا تیسرا دن ہوتا ہے تو مکہ مکرمہ میں عید ختم ہوچکی ہوتی ہے۔[۲]

دم قران اور دم تمتع کا بدل

مسئلہ: اگر قارن یا متمتع کے پاس اتنا خرچ نہیں ہے، کہ دم خرید سکے تو اس کے بدلے دس روزے رکھے، اس میں سے تین روزے دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھے، ان کو الگ الگ رکھنا بھی جائز ہے مسلسل رکھنا ضروری نہیں البتہ افضل ہے، اور ساتویں، آٹھویں، نویں ذی الحجہ کو رکھنا بہتر ہے، لیکن اگر اندیشہ ہو کہ روزہ سے ضعف ہو جائے گا اور وقوف عرفہ میں کمی آئے گی، تو نویں سے پہلے ہی روزوں فارغ ہوجانا افضل ہے، بلکہ ایسے شخص کے لئے عرفہ کا روزہ مکروہ ہے اور باقی سات روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد جہاں چاہے رکھے، چاہے مکہ مکرمہ میں، یا اور کسی جگہ، لیکن اپنے گھر آکر رکھنا افضل ہے، ان کو بھی الگ الگ رکھ سکتا ہے اور پے در پے (لگاتار) رکھنا افضل ہے، ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔[۳]

مسئلہ: اول کے تین روزوں کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں:

۱ یہ روزے قارن کو احرام حج وعمرہ کے بعد اور متمتع کو احرام عمرہ کے بعد رکھنا چاہیئے، احرام سے

---

۱ ”واما الاضحیة: فان کان مسافرا فلا اضحیة علیه والا فعلیه کالمکی۔“ (البحر الرائق، کتاب الحج، باب الاحرام: ۲/۲۰۶، سعید)

۲ ؟

۳ (...... اذا عجز القارن او المتمتع عن الهدی) ...... (بان لم یکن فی ملکه فضل) ...... (عن کفاف) ...... (قدر ما یشتریه الدم) ...... (وجب الصیام علیه عشرة ایام) ...... الخ (ارشاد الساری، فصل فی بدل الهدی، ص: ۲۶۴، ۲۶۳)

پہلے رکھنے درست نہیں

❷ یہ روزے حج کے مہینوں میں ہوں۔

❸ دسویں ذی الحجہ سے پہلے ہوں۔

❹ ان روزوں کی نیت رات سے ہو۔

❺ ایام نحر تک قربانی سے عاجز رہے۔[1]

مسئلہ: اگر اول کے تین روزے دسویں ذی الحجہ تک نہ رکھ سکا تو اب روزے نہیں رکھ سکتا بلکہ دم دینا لازم ہوگیا، اگر دم کی قدرت اس وقت نہ ہو تو حجامت کروا کے حلال ہوجائے اور بعد میں دو دم دے، ایک قران کا، دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کا اور اگر ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو تیسرا دم ایام نحر سے مؤخر کرنے کا بھی لازم ہوگا۔[2]

مسئلہ: کسی نے دم پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے شروع کئے، تو اگر ایام نحر سے پہلے یا ایام نحر میں سر منڈوانے سے پہلے دم پر قادر ہوگیا، تو روزہ کا حکم باطل ہوگیا، اب روزہ رکھنا کافی نہیں، بلکہ ذبح کرنا واجب ہوگیا اور اگر ایام نحر کے بعد، یا ایام نحر میں سر منڈوانے کے بعد قادر ہوا، تو باقی سات روزے رکھے، ذبح واجب نہیں، اسی طرح اگر اول تین روزے رکھے اور حلال نہیں ہوا، یہاں تک کہ ایام نحر گزر گئے اور پھر دم پر قادر ہوگیا، تب بھی دم واجب نہ ہوگا روزے رکھنے کافی ہوں گے۔[3]

مسئلہ: اگر باوجود دم پر قادر ہونے کے اول کے تین روزے رکھے تو اگر دم یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) تک باقی رہے تو دم ہی واجب ہوگا اور اگر ذبح کے وقت سے پہلے دم ہلاک ہوگیا، تو یہ تین روزے

---

❶ (و شرائط صحة صيام الثلاثة) ..... (ان يصوم الثلاثة بعد الاحرام بهما في القارن) ..... (و بعد احرام العمرة في المتمتع و ان يكون) ..... الخ (ارشاد الساری، فصل فی بدل الهدی، ص: ۲٦٤)

❷ فان لم يصم، او صام يوما، او يومين حتى أتى يوم النحر تعين الدم ...... فلو لم يقدر على الهدى تحلل و عليه دمان دم للقران اجماعا، و دم لترک الترتيب ...... الخ (غنية الناسک، فصل فی بدل الهدی، ص: ۲۰۹)

❸ و لو قدر على الهدى في خلال الصيام او بعدها قبل ايام النحر، او فيها قبل الحلق بطل حکم صومه و لزمه دم بخلاف ما لو قدر عليه في ايام النحر بعد الحلق و ان لم يتحلل حتى مضت ايام النحر ثم قدر على الهدى فصومه ماض و لا شيء عليه۔" (غنية الناسک، فصل فی بدل الهدی، ص: ۲۱۰)

شمار ہو جائیں گے، سات روزے ایام تشریق کے بعد اور رکھے۔[1]

مسئلہ: سات روزوں کے صحیح ہونے کے لئے رات سے نیت کرنا اور دس روزوں میں سے تین روزوں کا دسویں ذی الحجہ سے پہلے ہونا شرط ہے۔[2]

مسئلہ: اہل مکہ مکرمہ، اہل میقات اور اہل حل کے لئے حج قران اور حج تمتع کرنا منع ہے، اسی طرح جو شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہو، اس کے لئے بھی قران جائز نہیں، ہاں اگر یہ لوگ حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر کہیں جائیں اور پھر واپسی میں قران کریں تو جائز ہے۔[3]

مسئلہ: قران تمتع اور افراد سے افضل ہے، بشرطیکہ احرام کی طویل ہونے کی وجہ سے ممنوعات احرام کے ارتکاب کا اندیشہ نہ ہو۔[4]

تمتع یعنی اول عمرہ اور اس کے بعد حج کرنا

حج تمتع یہ ہے کہ عمرہ یا عمرہ کے طواف کا اکثر حصہ حج کے مہینوں میں کر کے وطن جانے سے پہلے حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

اس کو تمتع اس لئے کہتے ہیں کہ تمتع کرنے والا احرام عمرہ اور حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام کی وجہ سے منع ہیں فائدہ اٹھا سکتا ہے، حج تمتع کرنا حج افراد کرنے سے افضل ہے۔[5]

---

[1] و لو صام مع وجود الهدی ینظر، فان بقی الهدی الی یوم النحر لم یجزه الصوم و ان هلک قبله جاز۔" (غنیة الناسک، فصل فی بدل الهدی، تنبیه ص: ۲۱۰)

[2] (و اما صوم السبعة فشرط صحتها تبییت النیة) ای: کسائر الکفارات (و تقدیم الثلاثة) .... الخ (ارشاد الساری، فصل فی بدل الهدی، ص: ۲٦۷)

[3] لا تمتع، و لا قران، و لا جمع بینهما فی غیر اشهر الحج لاهل مکة و اهل المواقیت الخمسة و من دونها الی مکة..... و لو خرج المکی الی الکوفة لحاجة و قرن صح قرانه مسنونا۔" (غنیة الناسک، فصل لا تمتع و لا قران الخ ص: ۲۱۹، ۲۲۴)

[4] باب القران و هو افضل..... ثم التمتع ثم الافراد..... الخ (الدر المختار)

"قال ابن عابدین رحمه الله: (قوله: هو افضل)..... فاذا دار الامر بین ان یقرن و لا یسلم عن المحظورات و بین ان یتمتع و یسلم عنها فالاولی التمتع لیسلم حجه و یکون مبرورا لانه وظیفة العمر (رد المحتار، کتاب الحج، باب القران: ۲/۵۲۹، سعید)

[5] و هو فی اللغة بمعنی التلذذ و الانتفاع بالشیء و فی الشریعة کما قال: (و هو الترفق) ای: لغیر المکی (باداء النسکین) ای: العمرة و الحج (فی اشهر الحج فی سنة واحدة من غیر المام) ای: باهله.... (و هو افضل من الافراد) .... الخ (ارشاد الساری، باب التمتع، ص: ۲۷۰)

تمتع کا طریقہ

تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے، کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے، عمرہ سے فارغ ہو کر سر منڈوا کر حلال ہو جائے اور حلال ہو کر مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا اور کسی جگہ مگر اپنے وطن نہ جائے، جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے، آٹھویں کو منٰی جائے اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر، منٰی میں پڑھے رات کو وہیں رہے نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وقوف عرفہ زوال سے غروب تک کرے، دسویں کی شب مزدلفہ میں رہے، دسویں کی صبح کو نماز اول وقت پڑھ کر دعا کرتا رہے اور جب بقدر دو رکعت کے سورج نکلنے میں وقت رہ جائے، تو مزدلفہ سے منٰی کو چل دے اور ستر کنکریاں مزدلفہ سے چن لے اور وادی محسر سے دوڑ کر نکل جائے، منٰی میں آ کر جمرہ اُخریٰ کی رمی کرے، پھر دم تمتع ذبح کرے، اس کے بعد سر منڈوائے یا کتروائے، پھر طواف زیارت کرے اور اول کے تین پھیروں میں رمل کرے، اضطباع نہ کرے، طواف کے بعد حج کی سعی کرے، پھر بارہ یا تیرہ ذی الحجہ تک منٰی میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، پھر منٰی سے واپسی میں اگر ممکن ہو تو محصب میں تھوڑی دیر ٹھہر جائے، پھر مکہ مکرمہ سے چلتے وقت طواف وداع کرے، پوری تفصیل ان سب احکام حج کی حج افراد کے بیان میں اور عمرہ کی عمرہ کے بیان میں دیکھ لیں، سب آداب وسنن کا لحاظ رکھا جائے اور ہر چیز کا بیان اچھی طرح سے دیکھ لیا جائے۔[1]

نوٹ: حج تمتع کا تفصیلی طریقہ کتاب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے، اسے اچھی طرح پڑھ لیں۔

شرائط تمتع

1. تمتع کے لئے آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا) ہونا شرط ہے، مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کے لئے تمتع جائز نہیں۔
2. پورا عمرہ یا عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں میں کئے گئے ہوں، اگرچہ عمرہ کا

---

[1] هو ان یحرم الآفاقی بعمرة من المیقات او قبله.....ویعتمر قبل الحج ما شاء.....فاذا جاء الحج احرم به کأهل ذلک الموضع.....وحج کالمفرد الا انه لا یطوف للقدوم.....و اذا رمی یوم النحر ذبح للتمتع کالقران۔" (غنیة الناسک، فصل فی کیفیة اداء التمتع المسنون، ص:۲۱۶،۲۱۵)

احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہو، مثلاً تیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور دو تین پھیرے طواف کے کئے تھے، کہ سورج غروب ہو گیا اور باقی پھیرے عمرہ کے طواف کے شوال کی پہلی رات میں کئے، تو اس صورت میں تمتع صحیح ہو جائے گا اور اگر چار پھیرے کرنے کے بعد سورج غروب ہوا، تو تمتع صحیح نہ ہوگا، کیونکہ طواف کا اکثر حصہ مضان میں ہوا، حج کے مہینوں میں نہیں ہوا۔

٣ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا سارا طواف یا اکثر کرنا، اگر پورا طواف یا اکثر پھیرے کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھا تو تمتع نہ ہوگا، قران ہو جائے گا۔

٤ حج اور عمرہ کو ایک ہی سال میں کرنا، اگر طواف عمرہ حج کے مہینوں میں ایک سال میں کیا اور حج دوسرے سال میں کیا تو تمتع نہ ہوگا، اگرچہ اپنے وطن بھی نہ گیا ہو۔

٥ حج اور عمرہ دونوں کو ایک سفر میں کرنا، اگر عمرہ حج کے مہینوں میں کرے اور احرام کھول کر وطن چلا گیا اور پھر حج کیا تو تمتع نہ ہوگا اور اگر عمرہ کے طواف سے پہلے، یا عمرہ کے طواف کے بعد سر منڈوانے سے پہلے وطن چلا گیا اور پھر واپس آ کر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا، اسی طرح اگر سر منڈوانے کے بعد حرم سے نکل گیا لیکن میقات سے نہیں نکلا اور واپس آ کر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا، ایسے ہی عمرہ کر کے میقات سے بھی باہر مثلاً مدینہ طیبہ چلا گیا، پھر وہاں سے واپسی کے وقت فقط حج کا احرام باندھ کر آیا اور حج کیا، تو حج تمتع صحیح ہوگا۔

٦ عمرہ کا فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کو فاسد کر کے، عمرہ کے بعد حج کیا، تو تمتع نہ ہوگا۔

٧ حج کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ فاسد نہ کیا، لیکن حج کو فاسد کر دیا، تو تمتع نہ ہوگا۔

٨ حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ مکرمہ کو مستقل وطن نہ بنانا، اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں دائمی طور سے رہنے کا ارادہ کر کے وطن بنالیا اور پھر حج کر لیا تو تمتع نہ ہوگا اور عارضی طور سے ایک دو ماہ عمرہ کے بعد قیام کیا اور پھر حج کیا، تو تمتع ہو جائے گا۔[1]

---

[1] فشرائط صحته تسعة: الاول: ان یکون من اهل الآفاق.....الثانی: ان یطوف العمرة کله او اکثره فی اشهر الحج.....الثالث: ان یطوف لها الکل او الاکثر قبل احرام الحج.....الرابع: ان یحج من عام فعل العمرة.....الخامس: عدم الالمام الصحیح.....السادس: عدم افساد العمرة.....السابع: عدم افساد الحج، الثامن: عدم التوطن بمکة.....التاسع: ان لا یدخل علیه اشهر الحج و هو حلال بمکة او ماحولها او محرم طاف لعمرته اکثره قبلها.....الخ (غنیة الناسک، فصل فی ماهیة التمتع و شرائطه، ص: ٢١٤-٢١٢)

مسئلہ: عمرہ کا احرام تمتع کے لئے میقات سے باندھنا شرط نہیں، اگر میقات سے گزر کر، یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا، تو تمتع صحیح ہو جائے گا، لیکن میقات سے بغیر احرام باندھے گزر جانا چونکہ منع ہے، اس لئے میقات سے بغیر احرام گزرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: حج کا احرام بھی تمتع کرنے والے کیلئے حرم سے باندھنا شرط نہیں، اگر حل سے، یا عرفہ ہی سے حج کا احرام باندھ لے گا، تب بھی تمتع ہو جائے گا، لیکن اس صورت میں بھی دم واجب ہوگا، کیونکہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھنے والوں کے لئے حرم کا علاقہ میقات ہے اور میقات سے بلا احرام گزر جانے سے دم یا پھر میقات پر لوٹ آنا واجب ہوتا ہے، جیسا کہ میقات کے بیان میں گزر چکا۔[2]

مسئلہ: تمتع کے صحیح ہونے کے لئے کیلئے یہ بھی شرط نہیں کہ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی شخص کی طرف سے ہوں، بلکہ اگر ایک چیز اپنی طرف سے اور دوسری کسی دوسرے کی طرف سے کرے تو جائز ہے۔[3]

مسئلہ: اگر ایک شخص نے عمرہ کے لئے اپنی طرف سے کسی کو حکم دیا اور کسی دوسرے شخص نے اسی شخص کو حج کا حکم کیا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی اور مامور نے تمتع کر لیا تو جائز ہے، لیکن دم تمتع مامور کے مال میں ہوگا، اگر فقیر ہو تو اس کے بدلے روزے رکھے۔[4]

مسئلہ: تمتع کے لئے نیت کرنا شرط نہیں بلکہ بغیر نیت کئے بھی حج و عمرہ تمتع کی شرائط کے مطابق حج کے مہینوں میں ہو گئے، تو تمتع صحیح ہو جائے گا۔[5]

مسائل تمتع

مسئلہ: متمتع پر قارن کی طرح دم تمتع واجب ہے، جمرہ اُخریٰ کی رمی کے بعد ذبح کرے گا، اگر دم پر

---

[1] (ولا یشترط لصحۃ التمتع احرام العمرۃ من المیقات)....(ولا احرام الحج من الحرم).... الخ (ارشاد الساری، فصل ولا یشترط لصحۃ، ص: ۲۸۶)

[2] ایضا

[3] (ولا ان یکون النسکان عن شخص واحد) لجواز ان یکون احدھما عنہ والآخر عن غیرہ (حتی أمرہ شخص بالعمرۃ وآخر بالحج) ای: وأذنا لہ فی التمتع (جاز) لکن دم المتعۃ علیہ فی مالہ وان کان فقیرا فعلیہ الصوم (ارشاد الساری، فصل ولا یشترط الخ، ص: ۲۸۶)

[4] ایضا

[5] وکذا لا یشترط نیۃ التمتع..... الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی ماھیۃ التمتع، ص: ۲۱۵)

قادر نہ ہوتو دس روزہ رکھے، جیسا کہ قران کے بیان میں گزر چکا اور دیگر احکام بھی وہاں بیان ہو چکے۔[1]

مسئلہ: متمتع ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے،لیکن طواف کرنا افضل ہے۔[2]

مسئلہ: متمتع آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھے اور اس سے پہلے باندھنا افضل ہے اور حرم میں جس جگہ سے چاہے احرام باندھ سکتا ہے،لیکن مسجد حرام اور مسجد حرام میں بھی حطیم سے باندھنا افضل ہے۔[3]

مسئلہ: متمتع اگر آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھ کر حج کی سعی پہلے ہی کرنی چاہے تو ایک نفلی طواف رمل واضطباع سے کرنے کے بعد حج کی سعی کرے،ورنہ طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرے۔[4]

مسئلہ: متمتع کے لئے طواف قدوم نہیں ہے،عمرہ کے بعد جس قدر چاہے نفلی طواف کرے۔[5]

جنایات یعنی ممنوعات احرام وحرم اوران کی جزا

ہراس کام کا کرنا جنایت ہے جس کا کرنا احرام، یا حرم کی وجہ سے ممنوع ہو، احرام کی جنایات آٹھ ہیں۔

(۱) خوشبو استعمال کرنا (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا (۴) بال دور کرنا۔

(۵) ناخن کاٹنا (۶) جماع کرنا (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا (۸) خشکی کے جانور کو شکار کرنا۔

حرم کی جنایات دو ہیں:

---

(۱) و اذا رمی یوم النحر ذبح للتمتع کالقران .....و ان عجز عن الذبح صام کالقران .....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فی کیفیۃ اداء التمتع المسنون، ص: ۲۱۶، ۲۱۷)

(۲) ویعتمر قبل الحج ماشاء (غنیۃ الناسک، فصل فی کیفیۃ اداء التمتع المسنون، ص: ۲۱۵)

(۳) (فاذا کان یوم الترویۃ احرم) ..... (بالحج و قبلہ افضل) ..... (و الافضل ان یحرم من المسجد) و الحطیم افضل اماکنہ (ویجوز من جمیع الحرم.....) (ارشاد الساری، فصل المتمتع علی نوعین، ص: ۲۸۹)

(۴) (و لو اراد تقدیم السعی تنفل بطواف و اضطبع و رمل فیہ) .....الخ (ارشاد الساری، فصل فی المتمتع علی نوعین، ص: ۲۸۹)

(۵) (و لیس علیہ) ای: علی المتمتع (طواف القدوم) ای: بالاتفاق.....الخ (ارشاد الساری، فصل المتمتع علی نوعین، ص: ۲۸۸)

❶ حرم کے جانور کو چھیڑنا یعنی شکار کرنا اور تکلیف پہنچانا ❷ حرم کا درخت اور گھاس کاٹنا۔[1]

چند ضروری باتیں

چند ضروری باتیں سمجھ لینی چاہئیں، جنایات کے بیان میں اس سے بہت مدد ملے گی بلکہ ان کو زبانی یاد رکھنا چاہیے۔

❶ جنایات کا ارتکاب اگر بلا عذر کیا جائے اور اس فعل کو مکمل طور سے کیا جائے، تو دم کا وجوب حتمی طور سے لازم ہوگا اور اگر بلا عذر ناقص طریقہ سے کیا جائے، تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر عذر کی وجہ سے ارتکاب کیا اور کامل طور سے کیا تو دم، یا تین روزے، یا صدقہ میں اختیار ہے، یعنی تینوں میں سے جو چاہے ادا کرسکتا ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ناقص طور سے کیا ہے تو ایک روزہ یا صدقہ واجب ہوگا اور دونوں میں اختیار ہوگا کہ جو چاہے اختیار کرے۔[2]

❷ جنایات حرم اور خشکی کے شکار کی جزاء میں اختیار ہے کہ چاہے تو اس کی قیمت کا جانور ذبح کردے اگر اتنے میں جانور آسکتا ہے، یا اس کی قیمت صدقہ کردے، یا اس کی بجائے روزے رکھے۔[3]

❸ جنایت احرام میں قارن پر دو جزا ہوتی ہیں کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں، البتہ قارن اگر میقات سے بلا احرام کے گزر جائے تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔[4]

❹ جس جگہ جزاء میں دم بولا جائے، اس سے مراد ایک بکری، یا بھیڑ، یا دنبہ ہوتا ہے اور گائے اور اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس کے قائم مقام ہوسکتا ہے اور دم میں قربانی کی تمام شرائط کا اعتبار ہے۔

سالم اونٹ، یا گائے صرف دو جگہ واجب ہوتی ہے، ایک تو جنابت، یا حیض، یا نفاس کی حالت میں

---

❶ الجناية فی الشرع اسم لفعل محرم شرعا و المراد هنا ما یکون حرمته بسبب الاحرام او الحرم و حاصل الاول ثمانیة...... الخ (غنیة الناسک، باب الجنایات، ص: ۲۳۸)

❷ مقدمة: فی ضوابط ینبغی حفظها لعموم نفعها فی الفصول الآتیة: جزاء الجنایات اما دم حتما اذا ارتکب المحظور کاملا بلا عذر، او صدقة حتما اذا ارتکب المحظور ناقصا بلا عذر، او علی التخییر بین الصوم و الصدقه...... الخ (غنیة الناسک، باب الجنایات، ص: ۲۳۸)

❸ و اما جزاء جنایات الحرم و صید البر، فقیمته علی التخییر بین الصوم و الصدقة و الدم و القیمة ...... الخ (غنیة الناسک، باب الجنایات، ص: ۲۳۹)

❹ کل محظور الاحرام علی المفرد به جزاء، فعلی القارن جزاءان لجنایته علی احرامین...... الخ (غنیة الناسک، باب الجنایات، ص: ۲۴۰)

طواف زیارت کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈوانے سے پہلے عورت سے ہم بستر ہونا۔[1]

۵ جس جگہ صدقہ بولا جائے اس سے تقریباً پونے دو کلو گیہوں، یا ساڑھے تین کلو جو مراد ہوتا ہے اور جس جگہ صدقہ کی مقدار بتائی جائے، اس سے مراد خاص وہی مقدار ہوتی ہے۔[2]

۶ ممنوعات احرام اگرچہ عذر کی حالت میں کئے جائیں تب بھی جزاء واجب ہوتی ہے۔[3]

۷ واجبات حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزاء واجب ہوتی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزاء واجب نہیں ہوتی۔[4]

جزاء کے واجب ہونے کی شرائط

جزا واجب ہونے کے لئے اسلام، عقل اور بلوغ شرط ہے، کافر، نابالغ اور مجنون پر جزا واجب نہیں ہوتی اور ان کی طرف سے ان کے ولی پر بھی واجب نہیں ہوتی البتہ اگر احرام کے بعد مجنون ہوا اور پھر بعد میں ہوش آ گیا تو ممنوعات احرام کی جزا واجب ہوتی۔[5]

مسئلہ: جنایات کی جزاء اور کفارات فوراً ادا کرنی واجب نہیں، لیکن اخیر عمر میں جب غالب گمان فوت ہونے کا ہو تو اس وقت ادا کرنا واجب ہے، اگر تاخیر کی تو گناہ ہوگا اور وصیت کرنی واجب ہوگی، اگر وارث بلا وصیت کے جزاء ادا کریں تو ادا ہو جاتی ہے، البتہ وارث کو جزاء میں میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں، کفارات کو جلد ادا کرنا افضل ہے۔[6]

مسئلہ: جنایت جان بوجھ کر کرے یا بھول کر غلطی سے، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے ہوئے کرے یا جاگتے ہوئے، ہوش میں ہو یا بے ہوش، مال دار ہو یا تنگ دست، خود کرے یا کسی کے کہنے سے، معذور ہو یا غیر معذور، سب صورتوں میں

---

١ وحيث ما اطلق الدم فالمراد الشاة ...... كل دم يتأدى بالشاة يكفى فيه سبع بدنة (غنية الناسک، باب الجنايات، ص: ٢٤٠)

٢ وحيثما اطلق الصدقة فى جناية الاحرام فهى نصف صاع من بر او صاع من غيره۔" (غنية الناسک، باب الجنايات، ص: ٢٤٠)

٣ (المحرم اذا جنى عمدا بلا عذر يجب عليه الجزاء) ...... (والاثم) ...... (وان جنى بغير عمد) اى: بخطأ او نسيان او كره او جهل فيما لم يجب عليه علمه (او بعذر فعليه الجزاء دون الاثم) الخ (ارشاد السارى، باب الجنايات، ص: ٢٩٨)

٤ واما ترک الواجبات بعذر فلا شىء فيه۔" (غنية الناسک، باب الجنايات، ص: ٢٣٩)

٥ ويشترط فى وجوب الجزاء الاسلام ...... والعقل والبلوغ ...... الخ (غنية الناسک، مقدمة فى ضوابط ينبغى حفظها، ص: ٢٤٠)

٦ والكفارات كلها واجبة على التراخى فلا يأثم بالتأخير عن اول وقت الامكان ...... فان لم يؤده فمات أثم وعليه الوصية ...... والافضل تعجيل اداء الكفارات والله اعلم (غنية الناسک، مقدمة فى ضوابط ينبغى حفظها، ص: ٢٤٢)

جزاء واجب ہوگی۔[1]

مسئلہ: جان بوجھ کر جنایت کرنا سخت گناہ ہے اور اس کی جزاء دینے سے گناہ معاف نہیں ہوتا، گناہ کے معاف ہونے کے لئے توبہ کرنی ضروری ہے اور ارتکاب جنایت سے حج مبرور نہیں ہوتا۔[2]

خوشبو استعمال کرنا

خوشبو ہر وہ چیز ہے کہ جس میں سے اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں، جیسے مشک کافور، عنبر، صندل، گلاب، زعفران، حنا، لوبان، چنبیلی، عود اور دیگر عطریات وخوشبودار چیزیں۔[3]

مسئلہ: خوشبو لگانے سے مراد بدن یا کپڑے پر خوشبو کا اس طرح لگ جانا ہے، کہ بدن اور کپڑے سے خوشبو آنے لگے۔[4]

مسئلہ: جان بوجھ کر خوشبو لگائی جائے یا بھول کر، ارادہ سے یا بلا ارادہ زبردستی سے یا خوشی سے ہر صورت میں جزاء واجب ہوتی ہے۔[5]

مسئلہ: خوشبو کا استعمال بدن، لنگی، چادر، بستر اور سب کپڑوں میں ممنوع ہے، اسی طرح خوشبودار خضاب، یا دوا، یا تیل لگانا، یا کسی خوشبودار چیز سے بدن اور بالوں کو دھونا، یا کھانا پینا سب ممنوع ہے۔[6]

---

(1) و لا فرق فیہ بینھما اذا ارتکب المحظور ذاکرا او ناسیا، عالما او جاھلا، طائعا او مکرھا...... الخ (غنیۃ الناسک، باب الجنایات، مقدمۃ فی ضوابط ینبغی، ص: ۲۴۲)

(2) انہ ارتکب محظور الاحرام عامدا یأثم و لا تخرجہ الفدیۃ...... الخ (غنیۃ الناسک، باب الجنایات، مقدمۃ فی ضوابط ینبغی، ص: ۲۴۲)

(3) (النوع الثانی فی الطیب: الطیب ما تطیب بہ و یکون لہ رائحۃ مستلذۃ) ... (و یتخذ منہ الطیب) ... (کالمسک و الکافور، و العنبر و العود) ... (و الغالیۃ) ... و ھی المجموع من الاربعۃ من المتقدمۃ بخلاف الند ... فانہ مجموع من الثلاثۃ الاول (و الصندل) ... (و الورد) ... (و الورس) ... (و الزعفران و العصفر) ... (و الحناء) ... (و الخیری) ... (و الکاذی) ... (و البان) ... (و البنفسج و الیاسمین) ... (و الزنبق) ... (و ماء الورد و الریحان) ... (و النرجس و النسرین) ... (و الزیت الخالص) ... (و الشیرج البحت) ... (و الخطمی و القسط) ... (و اما التطیب فھو الصاق الطیب ببدنہ او ثوبہ)۔" (ارشاد الساری، النوع الثانی فی الطیب، ص: ۳۱۱، ۳۱۰)

(4) و اما التطیب فھو الصاق الطیب ببدنہ او ثوبہ او فراشہ...... الخ (غنیۃ الناسک، الفصل الاول فی الطیب، ص: ۲۴۳)

(5) و لا فرق فیہ بینھما اذا ارتکب المحظور ذاکرا او ناسیا، عالما او جاھلا، طائعا او مکرھا...... الخ (غنیۃ الناسک، باب الجنایات، مقدمۃ فی ضوابط ینبغی، ص: ۲۴۲)

(6) (و المحرم رجلا کان او امرأۃ ممنوع من استعمال الطیب فی بدنہ و ازارہ و ردائہ و جمیع ثیابہ و فراشہ و مسہ) ......(و شمہ) الخ (ارشاد الساری، النوع الثانی فی الطیب، ص: ۳۱۲)

مسئلہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے خوشبو کا استعمال احرام کی حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ: عاقل، بالغ محرم نے کسی بڑے عضو جیسے سر، پنڈلی، چہرہ، داڑھی، ران، ہاتھ، ہتھیلی وغیرہ پر خوشبو لگائی، یا ایک عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہو گیا، اگرچہ لگاتے ہی فوراً دور کر دی ہو اور اگر پورے بڑے عضو پر نہیں لگائی، بلکہ تھوڑے، یا اکثر حصہ پر لگائی، یا کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیرہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار اس وقت ہے، جب خوشبو تھوڑی ہو، اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر اگر بڑے عضو کے تھوڑے حصہ میں، یا چھوٹے عضو پر بھی لگائے گا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی اور زیادہ ہونے میں عرف پر مدار ہوگا، جس کو عام طور پر زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ ہوگی اور جس کو تھوڑا سمجھا جائے وہ تھوڑی ہوگی۔[2]

مسئلہ: احرام کی نیت سے پہلے خوشبو لگائی اور پھر کسی دوسرے عضو پر لگ گئی تو کوئی جزاء واجب نہ ہوگی اور اس کا سونگھنا بھی مکروہ نہیں۔[3]

مسئلہ: احرام باندھنے سے پہلے عطر لگایا اور احرام کے بعد اس کی خوشبو باقی ہے، تو کچھ حرج نہیں چاہے کتنی ہی مدت تک باقی رہے۔[4]

مسئلہ: ایک جگہ بیٹھ کر سارے بدن کو خوشبو لگائی، تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر مختلف جگہ لگائی تو ہر جگہ کا مستقل دم واجب ہوگا۔[5]

---

❶ (فاذا طیب عضوا کاملا) ای: فما زاد (فعلیه دم و فی اقله) ای: فی اقل من کمال عضوه (صدقه) ای: فما زاد (فعلیه دم و فی اقله) ای: فی اقل من کمال عضوه (صدقه) ای: فی الصحیح ...... (و العضو کالرأس و اللحیة و الشارب و الید و الفخذ و الساق و العضد و نحو ذلک)۔" (ارشاد الساری، النوع الثانی فی الطیب، ص: ۳۱۲)

❷ (...... ثم ان کان الطیب قلیلا فالعبرة بالعضو) ای: لا بالطیب (و ان کان) ای: الطیب (کثیرا فالعبرة بالطیب) ای: لا بالعضو ... (و کان المرجع فی الفرق بین القلیل و الکثیر) ای: فی تطییب الثوب (العرف ان کان) ... (و الا فما یقع) ای: کثیرا (عند المبتلی)۔" (ارشاد الساری، النوع الثانی فی الطیب، ص: ۳۱۲)

❸ و لا بأس بشم الطیب الذی تطیب به قبل احرامه و بقاؤه علیه ...... الخ (غنیة الناسک، مطلب فی تطییب البدن، ص: ۲۴۵)

❹ (و لو اجمر ثیابه قبل الاحرام و لبسها ثم احرم لا شیء علیه) ...... (لانه لا بأس ببقاء الطیب الذی به قبل الاحرام) ...... (و کذا لا بأس بشمه) ...... (و انتقاله من مکان الی آخر) ای: لو انتقل الطیب من مکان الی مکان من بدنه لا جزاء علیه اتفاقا ...... الخ (ارشاد الساری، فصل فی تطییب الثوب، ص: ۳۲۱)

❺ و لو طیب جمیع اعضائه فی مجلس واحد کفاه دم، و فی مجالس لکل طیب کفارة ...... الخ (غنیة الناسک، مطلب فی تطییب البدن، ص: ۲۴۴)

مسئلہ: بدن پر متفرق طور سے خوشبو لگائی، اگر سب کو جمع کرنے کے بعد ایک بڑے عضو کے برابر ہو جائے، تو دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ۔[1]

مسئلہ: عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے گی، تو دم واجب ہوگا۔[2]

مسئلہ: عطر والے کی دوکان پر بیٹھنے میں مضائقہ نہیں، البتہ خوشبو سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔[3]

مسئلہ: اگر ایک محرم دوسرے محرم کے خوشبو لگائے، تو لگانے والے پر کوئی جزا نہیں، لگوانے والے پر جزا ہے، لیکن دوسرے کو بھی لگانا حرام ہے۔[4]

مسئلہ: کپڑے پر خوشبو لگائی، یا خوشبو لگا یا ہوا کپڑا پہن لیا، تو اگر ایک بالشت مربع (یعنی ایک بالشت مربع طول وعرض) میں، یا اس سے زیادہ میں خوشبو لگی ہوئی ہے اور اس کو ایک دن کامل یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہوگا اور اگر ایک بالشت سے کم میں لگی ہوئی ہے، یا پورا ایک دن یا ایک رات نہیں پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔[5]

مسئلہ: اگر خوشبو لگا ہوا کپڑا ایسا سلا ہوا تھا، جو محرم کو پہننا منع ہے، تو اس صورت میں دو جنایت شمار ہوں گی ایک خوشبو کی اور ایک سلے ہوئے کپڑے پہننے کی، اس لئے دو جزاء واجب ہوں گی۔[6]

مسئلہ: چادر یا تہبند کے پلہ میں کافور، عنبر، مشک وغیرہ کوئی خوشبو باندھی اور خوشبو زیادہ تھی، تو اگر

---

❶ ولو طیب مواضع متفرقة یجمع ذلک فلو بلغ عضوا کاملا فعلیه دم والا فصدقة (غنیة الناسک، مطلب فی تطییب البدن، ص: ۲۴۴)

❷ اذا خضبت المرأة کفها بالحناء وهی محرمة وجب علیها دم هذا یدل علی ان الکف عضو کامل لانه اوجب فی تطییبه الدم کذا فی شرح القدوری (ارشاد الساری، فصل فی الحناء، ص: ۳۲۲)

❸ ولا بأس ان یجلس فی حانوت عطار قصدا الا اذا قصد اشتمام الرائحة فیکره کما مر (غنیة الناسک، الفصل الاول فی الطیب، ص: ۲۴۵)

❹ (ولو طیب محرم) ... (محرما او حلالا لا شیء علی الفاعل) ای: من الجزاء کما لو ألبسه المخیط والا فلا شک ان تطیب المحرم و الباسه المخیط حرام علی المحرم وغیره من حیث التسبب (ویجب الجزاء علی المفعول)۔" (ارشاد الساری، فصل ولا فرق بین الرجل والمرأة، ص: ۳۲۵)

❺ "واما الثوب المطیب اکثره فیشترط للزوم الدم دوام لبسه یوما۔" (الدر المختار) قال ابن عابدین رحمه الله تعالی: (قوله: المطیب اکثره) ... (بل ظاهره ان مازاد علی الشبر کثیر وجب الدم لکثرة الطیب حینئذ عرفا فرجع الی اعتبار الکثرة فی الطیب لا فی الثوب۔" (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الجنایات: ۲/۵۴۴، سعید)

❻ (تنبیه) ... (قد یتعدد الجزاء) ای: کفارة المحظور (وفی لبس واحد مأمور) ای: خمسة ... الخامس: لبس المخیط المصبوغ بطیب) ای: کورس وزعران وعصفر (للرجل)۔" (ارشاد الساری، باب الجنایات، ص: ۳۰۶)

ایک دن رات باندھے رہا تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی تھی، یا ایک پورا دن، یا ایک رات پوری نہیں باندھا تو صدقہ واجب ہے۔[1]

مسئلہ: زعفران یا کسی بھی قسم کی خوشبو سے رنگا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات کامل پہنا، تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہے۔[2]

مسئلہ: کپڑے کو دھونی دی اور بہت سی خوشبو کپڑے کو لگ گئی اور ایک دن یا رات اس کو پہنا تو دم دے اور اگر تھوڑی لگی ہو، یا پورا دن یا رات نہ پہنا ہو تو صدقہ دے اور اگر خوشبو بالکل نہیں لگی تو کچھ بھی واجب نہیں۔[3]

مسئلہ: ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں کسی چیز کی دھونی دی گئی تھی اور کپڑوں میں خوشبو آنے لگی اور خوشبو کپڑوں پر بالکل نہیں لگی تو کچھ واجب نہیں ہوا۔[4]

مسئلہ: احرام سے پہلے کپڑوں کو دھونی دی اور ان کو پہن کر احرام باندھا تو کچھ بھی واجب نہیں۔[5]

نوٹ: خوشبو کی وجہ سے جب جزاء واجب ہو تو خوشبو کا فوراً بدن اور کپڑے سے دور کرنا واجب ہے، اگر کفارہ دے دیا اور اس کو دور نہیں کیا تو دوسری جزاء پھر واجب ہو جائے گی اور اس خوشبو کو اگر کوئی غیر محرم شخص موجود ہو تو اس سے دھلوائے، خود نہ دھوئے، یا خود پانی بہائے اور اس کو ہاتھ نہ لگائے، تاکہ دھوتے ہوئے خوشبو کا استعمال لازم نہ آئے۔[6]

---

(1) و لو ربط مسکا او کافورا، او عنبرا کثیرا)...... (فی طرف ازاره او رداءه و دام علیه یوما لزمه دم و لو قلیلا فصدقة) الخ (غنیة الناسک، فصل فی ربط الطیب: ۳۲۳)

(2) (و لو لبس مصبوغا بعصفر او ورس او زعفران مشبعا) ...... (یوما فعلیه دم و فی اقله صدقة) ...... الخ (ارشاد الساری، فصل فی تطییب الثوب، ص: ۳۲۰)

(3) ”و لو اجمر ثوبه فعلق به کثیر فعلیه دم او قلیل فصدقة و ان لم یعلق به شیء فلا شیء علیه۔“ (غنیة الناسک، مطلب فی تطییب الثوب، ص: ۲۴۶)

(4) بخلاف ما اذا دخل بیتا قد اجمر فیه فعلق بثیابه رائحة فلا شیء علیه لانه غیر منتفع بعینه لان الرائحة هنا لیست متعلقة بالعین و مجرد الرائحة لا یمنع منه۔“ (غنیة الناسک، الفصل الاول فی الطیب، ص: ۲۴۳

(5) (و لو اجمر ثیابه قبل الاحرام و لبسها ثم احرم لا شیء علیه) ...... الخ (ارشاد الساری، فصل فی تطییب الثوب۔ ص: ۳۲۱)

(6) تتمة: و اذا وجب الجزاء بالتطیب وجب ازالته من بدنه او ثوبه لانه معصیة و ینبغی ان یأمر غیره ان وجد غیر محرم فیغسله لئلا یصیر عاصیا باستعماله حال غسله و ان زال الطیب بصب الماء اکتفی به فلو لم یزل له بعد ما کفر له یجب علیه جزاء آخر۔“ (غنیة الناسک، فصل فی تطییب الثوب، ص: ۲۴۶)

مسئلہ: اگر بہت سی خوشبو کھائی، یعنی اتنی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی کھائی، یعنی منہ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقہ واجب ہے، یہ اس وقت ہے جب کہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں، اگرچہ خوشبو کی چیز غالب ہو۔[1]

مسئلہ: دارچینی، گرم مصالحہ وغیرہ کھانے میں ڈال کر پکانا اور کھانا جائز ہے۔[2]

مسئلہ: پینے کی چیز میں مثلاً چائے قہوہ وغیرہ میں خوشبو ملائی، تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم ہے اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ ہے، لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہوگا اور پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانے کی وجہ سے کچھ فرق نہیں آتا، پینے کی چیز میں خوشبو ڈال کر خواہ پکایا جائے یا نہ پکایا جائے ہر صورت میں جزاء ہے۔[3]

مسئلہ: سوفٹ ڈرنک یا اور کوئی پانی کی بوتل، یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو، احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہوئی ہو اگرچہ برائے نام ہو وہ اگر پی جائے گی تو صدقہ واجب ہوگا۔[4]

مسئلہ: پان میں لونگ الائچی کھانا مکروہ ہے، کھانے سے کوئی جزاء واجب نہ ہوگی۔[5]

---

[1] فلو اکل طیبا کثیرا، و هو ان یلتصق با کثر فمه یجب الدم و ان کان قلیلا بان لم یلتصق با کثر فمه فعلیه الصدقة هذا اذا کله کما هو من غیر خلط او طبخ فلو جعله فی الطعام و طبخه فلا بأس بأکه لانه خرج من حکم الطیب و صار طعاما و کذلک کل ما غیرته النار من الطیب فلا بأس بأکله و لو کان ریح الطیب یوجد منه ... و حاصله انه اذا خلط الطیب بطعام مطبوخ فالحکم للطعام لا للطیب، فلا شیء علیه سواء کان الطیب غالبا او مغلوبا و سواء مسته النار او لا و سواء یوجد ریحه او لا الا انه یکره ان وجد ریحه۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اکل الطیب و شربه، ص: ۲۴۶، ۲۴۷)

[2] و فی الفتح: فان جعله فی طعام قد طبخ کالزعفران و الافاویه من الزنجبیل و الدارصینی یجعل فی الطعام، فلا شیء علیه۔" (غنیة الناسک، مطلب فی أکل الطیب و شربه، ص: ۲۴۶)

[3] (و لو خلطه بمشروب) کخلط الزعفران او القرنفل بالقهوة (فان کان الطیب غالبا) ... (ففیه الدم و ان کان مغلوبا ففیه الصدقة الا ان یشرب مرارا فعلیه الدم)۔" (ارشاد الساری، فصل فی أکل الطیب و شربه، ص: ۳۵۳)

[4] ایضا

[5] فلو اکل طیبا کثیرا، و هو ان یلتصق با کثر فمه یجب الدم و ان کان قلیلا بان لم یلتصق با کثر فمه فعلیه الصدقة هذا اذا کله کما هو من غیر خلط او طبخ فلو جعله فی الطعام و طبخه فلا بأس بأکه لانه خرج من حکم الطیب و صار طعاما و کذلک کل ما غیرته النار من الطیب فلا بأس بأکله و لو کان ریح الطیب یوجد منه ... و حاصله انه اذا خلط الطیب بطعام مطبوخ فالحکم للطعام لا للطیب، فلا شیء علیه سواء کان الطیب غالبا او مغلوبا و سواء مسته النار او لا و سواء یوجد ریحه او لا الا انه یکره ان وجد ریحه۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اکل الطیب و شربه، ص: ۲۴۶، ۲۴۷)

مسئلہ: اگر خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا، یا ایسی دوائی لگائی، جس میں خوشبو غالب ہے اور پکی ہوئی نہیں ہے تو اگر زخم ایک بڑے عضو کے برابر، یا اس سے زیادہ ہے تو دم واجب ہے اور اگر ایک بڑے عضو سے کم ہے، تو صدقہ واجب ہے۔[1]

مسئلہ: ایک زخم پر کئی مرتبہ خوشبودار دوا لگائی، یا اسی جگہ دوسرا زخم ہو گیا اور اس پر بھی دوا لگائی، یا دوسری جگہ زخم ہو گیا اور پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا اور دونوں پر دوا لگائی، تو دونوں کے لئے ایک جزاء کافی ہے اور اگر پہلا زخم اچھا ہونے کے بعد دوسرا زخم ہوا اور اس پر دوا لگائی، تو اس کے لئے دوسری جزاء واجب ہو گئی۔[2]

مسئلہ: زیتون یا تل کا خالص تیل اگر ایک بڑے عضو، یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہے اور اگر اس کو کھا لیا، یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں۔[3]

مسئلہ: زیتون یا تل کا تیل زخم پر، یا ہاتھ پاؤں کی پھٹن میں لگایا، یا ناک کان میں ٹپکایا تو نہ دم نہ صدقہ واجب ہوگا۔[4]

مسئلہ: تل کے یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہے، جیسے گلاب یا چنبیلی وغیرہ کے پھول ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب اور چنبیلی کہتے ہیں، یا اور کوئی خوشبودار تیل اگر ایک عضو کامل پر لگایا جائے گا تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ۔[5]

---

❶ ولو تداوی بالطیب او بدواء فیه طیب غالب ولو یکن مطبوخا فالزقه بجراحته یلزمه صدقة اذا کان موضع الجراحة لم یستوعب عضوا او اکثر الا ان یفعل ذلک مرارا فیلزمه دم۔" (غنیة الناسک، مطلب فی التداوی بالطیب، ص: ۲۴۸)

❷ (ثم ما دام الجرح باقیا) ای: بان لم یبدأ و دام الالتصاق او یوضع و یرفع (فعلیه کفارة واحدة و ان تکرر علیه الدواء) ... (و کذا اذ خرجت قرحة اخری) ای: فی ذلک الموضع او فی محل آخر (قبل ان تبرأ الاولی فداواها) ای: باطیب (مع الاولی تکفیه کفارة واحدة ما لم تبرأ الاولی) ... (فان برئت الاولی ثم الداوی الثانیة فعلیه کفارتان)۔" (ارشاد الساری، فصل فی التداوی بالطیب، ص: ۳۱۹)

❸ (و ان ادهن بدهن غیر مطیب کالزیت الخالص و الحل و هو دهن السمسم و اکثر منه فعلیه دم) ... (و ان استقل منه فعلیه صدقة) ای: اتفاقا (و هذا) ... (اذا استعمله علی وجه الطیب و اما اذا استعمله علی وجه التداوی او الاکل فلا شیء علیه) ای: اتفاقا۔" (ارشاد الساری، فصل فی الدهن، ص: ۳۲۴)

❹ فلو اکلهما او استعطهما او داوی بهما جراحته او شقوق رجلیه او اقطر فی اذنیه فلا شیء علیه۔" (غنیة الناسک، مطلب فی الادهان، ص: ۲۴۸)

❺ (و لو ادهن) ... بدهن مطیب و هو ما القی فیه الانوار کدهن البنفسج و الورد و الیاسمین و البان (و الخیری) ... (عضوا کاملا) ... (فعلیه دم) ای: اتفاقا (و فی الاقل من عضو صدقة)۔" (ارشاد الساری، فصل فی الدهن، ص: ۳۲۴، ۳۲۳)

مسئلہ: بلاخوشبو کا سُرمہ لگانا جائز ہے اور اگر خوشبو دار ہو تو صدقہ واجب ہوگا، لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر سارے سر، یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیا اور مہندی پتلی پتلی لگائی، خوب گاڑھی نہیں لگائی تو ایک دم واجب ہے اور اگر گاڑھی گاڑھی مہندی سارے دن یا ساری رات لگائے رکھی تو دو دم واجب ہوں گے اور اگر ایک دن یا رات سے کم لگائے رکھی تو ایک دم اور ایک صدقہ واجب ہوگا، ایک دم خوشبو کی وجہ سے اور ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے، یہ حکم مرد کے لئے ہے، عورت پر ایک ہی دم واجب ہوگا، کیونکہ اس کے لئے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ: ساری داڑھی یا پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوتا ہے۔[2]

مسئلہ: دردِ سر کی وجہ سے اگر خضاب کیا، تو جزاء واجب ہوگی۔[3]

مسئلہ: احرام سے پہلے سر پر گوند، یا اور کوئی چیز اتنی گاڑھی لگائی، کہ سر ڈھکنے کے حکم میں ہوگیا تو احرام کی حالت میں اس کو باقی رکھنا جائز نہیں، ہاں اتنی تھوڑی سی کوئی چیز پتلی پتلی سر میں ابتدائے احرام کے وقت لگانا جائز ہے، جس سے سر نہ ڈھکے اور احرام باندھنے کے بعد اتنی تھوڑی لگانی بھی مکروہ ہے، آج کل بالوں کو چپکانے کے لئے جو جیل استعمال کی جاتی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔[4]

سلا ہوا کپڑا پہننا

مرد کے لئے احرام میں جو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، اس سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو پورے بدن

---

[1] و لو اکتحل بکحل لیس فیه طیب لا بأس به و ان کان فیه طیب فعلیه صدقة، الا ان یکون مرارا کثیرة فدم۔" (غنیة الناسک، مطلب فی الکحل، ص: ۲۴۹)

[2] (و لو خضب رأسه او لحیته او کفه بحناء علیه دم ان کان) ...... (مائعا و ان کان ثخینا فلبد رأسه ففیه الدمان علی الرجل دم للطیب و دم للتغطیة) ای: دم واحد علی المرأة للتطیب (و هذا) ...... (ان دام یوما او لیلة) علی جمیع رأسه او ربعه و الا فصدقة للتغطیة ای: فی اقل من یوم (و دم لطیب) ای: مطلق۔" (ارشاد الساری، فصل فی الحناء، ص: ۳۲۲)

[3] "و ان خضب رأسه بالوسمة لاجل المعالجة من الصداع فعلیه الجزاء باعتبار انه یغلف رأسه۔" (غنیة الناسک، مطلب فی الخضاب و تلبید الرأس، ص: ۲۵۰)

[4] فلو خضب رأسه بالوسمة فان کانت متلبدة فعلیه دم للتغطیة ان دام یوما و فی اقله صدقة و ان کانت مائعة فلا شیء علیه لانها لیست بطیب و قیل: فیه دم) ...... (و قیل: صدقة) ...... (و قیل ان خاف قتل الدواب اطعم شیئا۔" (ارشاد الساری، فصل الوسمة، ص: ۳۲۲)

کے برابر، یا کسی عضو کے برابر بنایا جائے اور بدن یا عضو کو گھیر لے، چاہے یہ صورت سلائی کے ذریعہ سے پیدا ہو، یا کسی چیز سے چپکا کر، یا بنائی کے ذریعہ، یا کسی اور طریقہ سے اور اس کپڑے کو عادت کے مطابق استعمال کیا جائے۔[1]

مسئلہ: مرد نے احرام کی حالت میں سِلا ہوا کپڑا پہنا اور اسی طرح پہنا جس طرح اس کو عام طور پر پہنا جاتا ہے، تو اگر ایک دن یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہے اور اگر ایک گھنٹہ پہنا ہو تو پونے دو سیر گیہوں صدقہ کرنا واجب ہے اور گھنٹہ سے کم میں ایک مٹھی گیہوں صدقہ دے اور اگر ایک روز سے زیادہ پہنا ہے، تب بھی ایک دم واجب ہے، اگرچہ کتنے ہی روز پہنے رہے اور اگر رات کو اس نیت سے اتارا کہ صبح پھر پہن لوں گا روز اسی طرح رات کو اتارا، اور صبح کو پہنتا رہا تو ایک ہی دم واجب ہوگا، جب تک کہ اس نیت سے نہ اتارے کہ اب نہیں پہنوں گا، اگر اس نیت سے اتارا کہ اب پھر نہیں پہنوں گا اور اس کے بعد پہن لیا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا، چاہے پہلا کفارہ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔[2]

مسئلہ: ایک دن یا رات سے مراد ایک دن یا رات کی مقدار ہے، چاہے پورا دن یا پوری رات نہ ہو، مثلاً اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک پہنا، تب بھی دم واجب ہوگا۔[3]

مسئلہ: سارے دن یا رات کا کپڑا پہننے کی وجہ سے دم دے دیا اور کپڑا اتارا نہیں بلکہ پہنے رہا تو دوسرا دم دینا ہوگا، اور اگر دم نہیں دیا اور کئی روز پہن کر اتارا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔[4]

---

❶ "اذا لبس المحرم الذکر المخیط و هو الملبوس المعمول علی قدر البدن او علی قدر عضو منه بحیث یحیط به سواء بخیاطة او نسج او لصق او غیر ذلک لبسا معتادا کما مر فی الاحرام۔" (غنیة الناسک، الفصل الثانی فی لبس المخیط، ص: ۲۵۰)

❷ "(النوع الاول فی حکم اللبس: اذا لبس المحرم) ... (المخیط) ای: الملبوس المعمول ... (علی وجه المعتاد) ... (فاذا لبس مخیطا) ای: علی الوجه المعتاد (یوما کاملا) ای: نهارا شرعیا ... (او لیلة کاملة فعلیه دم) ای: اتفاقا ... (و فی اقل من یوم) ... (او لیلة صدقة) و هی نصف صاع من بر (و کذا لو لبس ساعة) ... (فصدقة) ... (و فی اقل من ساعة) ... (قبضة) ... (من بر) ... (و لو لبسه) ای: المخیط (ایاما) ... (فعلیه دم واحد) ... (فان اراق) ای: الدم (لذلک) ... (ثم ترکه علیه یوما آخر فعلیه دم آخر) ... (یوما مثلا) ... (ثم نزعه) ... (ثم لبسه ثم ترکه) ... (فان کان نزعه علی عزم الترک) ... (فعلیه کفارة اخری) ... (و الا لا) ای: و ان لم ینزعه علی عزم الترک بل نزعه علی قصد ان یلبسه ثانیا، او خلعه لیلبس بدلا (لا) ای: لا یلزمه کفارة اخری۔" (ارشاد الساری، باب الجنایات، ص: ۲۹۹ تا ۳۰۱)

❸ "المراد مقدار احدهما فلو لبس من نصف النهار الی نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمه۔" (غنیة الناسک، الفصل الثانی فی لبس المخیط، ص: ۲۵۱)

❹ ایضاً

مسئلہ: سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھا اور ایک دن یا رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور اس سے کم مقدار میں صدقہ دینا واجب ہے۔[1]

مسئلہ: بخار کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر بخار اتر گیا اور کپڑا نہیں اتارا اس کے بعد پھر بخار آ گیا، یا اور کوئی مرض پیدا ہو گیا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا، خلاصہ یہ کہ ہر مرض کو علیحدہ سبب شمار کیا جائے گا اور ہر ایک کے لئے کپڑا استعمال کرنے سے مستقل کفارہ دینا ہوگا۔[2]

مسئلہ: ضرورت کی وجہ سے کپڑا پہنا، پھر یقین ہو گیا کہ اب ضرورت نہیں رہی، لیکن پہنے رہا اتارا نہیں، تو اگر ایک رات یا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ دینا ہوگا۔[3]

مسئلہ: ہر تیسرے دن بخار آتا ہے، یا کوئی دشمن مقابلہ میں ہے اور اس کی وجہ سے روز کپڑا پہننا اور اتارنا پڑتا ہے، یہ ایک ہی سبب شمار ہوگا اور ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور اگر کوئی دوسرا بخار، یا دوسرا دشمن آ گیا تو دوسرا سبب شمار ہوگا اور اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ دینا ہوگا۔[4]

مسئلہ: اگر کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ لیا، یا لنگی کی طرح باندھ لیا، یا شلوار کو لپیٹ لیا، تو کچھ واجب نہ ہوگا، مطلب یہ ہے کہ سلے ہوئے کپڑے کے پہننے کا جو طریقہ ہے، اس کے خلاف پہننے سے جزاء واجب نہ ہوگی۔[5]

مسئلہ: چوغہ یا قبا مونڈھوں پر ڈال لی اور بٹن نہیں لگائے اور نہ ہاتھ آستینوں میں ڈالے تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اس طرح پہننا مکروہ ہے اور اگر بٹن لگائے، یا ہاتھ آستینوں میں ڈال لئے، تو

---

1. (فاذا لبس مخیطا) ... (یوما کاملا) ... (او لیلة کاملة فعلیه دم) ... (و فی اقل من یوم) ... (او لیلة صدقة) (ارشاد الساری، باب الجنایات، ص: ۳۰۲، ۳۰۱)
2. (فان زال العذر الذی لاجله لبس) ... (بیقین) ای: زال بیقین (فنزع او لم ینزع و حدث عذر آخر) ای: فلبس (او لم یحدث عذر و لکن دام علی اللبس) ای: بلا عذر (فعلیه کفارة اخری الا اذا کان علی شک من زوال العذر فاستمر) ای: علی لبسه فعلیه کفارة واحدة مالم یتیقن زواله)۔" (ارشاد الساری، باب الجنایات، ص: ۳۰۴)
3. ایضا
4. (و لو کان به حمی غب) ... (فجعل یلبس المخیط یوما) ... (و ینزعه یوما) للاستغناء عنه فما دامت الحمی تأخذه فاللبس متحد و علیه کفارة واحدة و ان زالت هذه و حدثت اخری اختلف حکم اللبس فعندهما کفارتان کفر للاول او لا۔" (ارشاد الساری، باب الجنایات، ص: ۳۰۳)
5. و الحرام من لبس المخیط هو اللبس المعتاد حتی لو اتزر بالقمیص و السراویل او وضع القباء علی کتفه و ادخل منکبیه و لا یدخل یدیه لا بأس به (الفتاوی الهندیة، کتاب المناسک، الباب الرابع فیما یفعله المحرم بعد الاحرام: ۱/ ۲۲۴)

ایک دن یا رات پہننے کی صورت میں دم واجب ہوگا اور کم میں صدقہ۔[1]

مسئلہ: چادر کو رسی سے باندھنے سے کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔[2]

مسئلہ: اگر صرف شلوار یا پاجامہ ہی پاس ہے اور کوئی کپڑا نہیں، اس وجہ سے اس کو بلا پھاڑے، حسبِ معمول پہن لیا تو اگر شلوار یا پاجامہ اتنا بڑا ہے، کہ اس کو پھاڑ کر تہہ بند (لنگی) بنا سکتا ہے تو دم واجب ہوگا، ورنہ فدیہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: عورت کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے، اس پر کوئی جزاء واجب نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ: اگر ایک محرم نے دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دیا، تو پہنانے والے پر جزاء نہیں، لیکن گناہ ہے اور پہننے والے پر جزاء ہے۔[5]

مسئلہ: مرد کے لئے موزہ، بوٹ یا ایسا جوتا پہننا جس سے پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی (جس پر جوتے کا تسمہ باندھتے ہیں) چھپ جائے، احرام میں جائز نہیں، اگر ایسا جوتا جس میں پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی کھلی نہ رہے میسر نہ ہو تو موزے یا جوتے کو اس قدر کاٹ دے کہ ہڈی ظاہر ہو جائے، اگر بلا کاٹے ایسا جوتا یا موزہ پہنا جو بیچ قدم کی ہڈی تک کو ڈھانک لے تو ایک دن یا ایک رات پہننے سے دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔[6]

مسئلہ: اگر موزہ کاٹ کر پہننے کے بعد چپل یا ایسا جوتا مل گیا جو بیچ کی ہڈی کو نہیں ڈھانپتا تو ان کٹے

---

[1] ”و کذا لو ادخل منکبیه فی القباء و لم یزره و لم یدخل یدیه فی کمیه فلا شیء علیه الا الکراهة لعدم الاستمساک بنفسه...... اما لو زره او ادخل فی کفیه او احدهما فی کمه یوما او اکثر فعلیه دم و فی اقله صدقة۔“ (غنیة الناسک، باب الجنایات، الفصل الثانی فی لبس المخیط، ص: ۲۵۳)

[2] ”بخلاف ما لو عقد الرداء او شد الازار بحبل یوما کره له ذلک و لا شیء علیه۔“ (الفتاوی الهندیه، الباب الثانی فی الجنایات، الفصل الثانی فی اللبس: ۱/ ۲۴۲)

[3] و لو لم یجد الا السراویل و لبسه من غیر فتق فان کان وسیعا یمکن فتقه و الاتزار به فعلیه دم محتم و الا ففدیة۔“ (غنیة الناسک، باب الجنایات، الفصل الثانی، ص: ۲۵۴)

[4] (و لا یجب علی المرأة بلبس المخیط شیء) (ارشاد الساری، باب الجنایات، ص: ۳۰۵)

[5] (فصل و اذا البس المحرم محرما)... (او طیبه او غطی رأسه او وجهه فلا شیء علی الفاعل)... (و علی المفعول الجزاء) (ارشاد الساری، ص: ۳۳۴)

[6] ”و لو لبس الخفین قبل القطع یوما فعلیه دم و فی اقل من یوم صدقة... و ان لبسهما بعد القطع اسفل من موضع الشراک فلا شیء علیه۔“ (غنیة الناسک، مطلب فی لبس الخفین، ص: ۲۵۴)

ہوئے موزوں کو اتارنا ضروری نہیں، اگر ان کو پہنے رہا تو جزاء واجب نہ ہوگی لیکن چپل کے ہوتے ہوئے ان کا پہننا مکروہ ہے۔[1]

سر اور چہرہ کو ڈھانکنا

مرد کو احرام میں سر اور منہ دونوں ڈھانکنا منع ہے اور عورت کے لئے صرف چہرہ ڈھانکنا منع ہے، اگر مرد نے احرام کی حالت میں سارا سر، یا چہرہ، یا چوتھائی سر، یا چوتھائی چہرہ کسی ایسی چیز سے ڈھانکا ،جس سے عام طور پر سر ڈھانکتے ہیں، جیسے عمامہ،ٹوپی، یا اور کوئی کپڑا،سلا ہوا ہو یا بغیر سلا،سوتے یا جاگتے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر،خوشی سے ہو یا زبردستی سے،خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو،عذر سے ہو یا بلا عذر ہر صورت میں جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر ایک دن یا رات کامل، یا اس سے زیادہ،سر یا چہرہ، یا ان کا چوتھائی حصہ کسی کپڑے سے ڈھانکا، یا عورت نے صرف چہرہ کو ڈھانکا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر چوتھائی حصہ سے کم ڈھانکا، یا ایک دن یا رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔[2]

مسئلہ: اگر سر کو ایسی چیز سے چھپایا، کہ عادت اور معمول اس سے چھپانے کا نہیں، جیسے طشت، پیالہ ٹوکرا، پتھر، ڈھیلا،لوہا،تانبا،پیتل، چاندی،سونا،لکڑی،شیشہ وغیرہ سارا چھپایا یا تھوڑا اس سے کچھ واجب نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: محرم کے سونے کی حالت میں کسی نے اس کا سر ڈھانک دیا، یا کپڑا پہنا دیا،تب بھی دم

---

[1] ”و لو وجد نعلين بعد قطعهما يجوز له الاستدامة على ذلک و يجوز لبس المقطوع مع وجود النعلين لكنه يكره۔“ (غنية الناسک، مطلب فی لبس الخفين، ص: ۲۵۴)

[2] (فصل فی تغطية الرأس و الوجه) ای: كليهما او احدهما فان الرجل ممنوع من تغطية الوجه لا غير ثم تغطية الرأس حرام على الرجل اجماعا كتغطية وجة المرأة و اما تغطية وجهه فحرام كالمرأة عندنا ... (و لو غطى جميع رأسه او وجهه) ای: جميع وجهه (بمخيط او غيره يوما و ليلة) و كذا مقدار احدهما (فعليه دم) ... (و فی الاقل من يوم) و كذا من ليلة (صدقة و الربع منهما كالكل)۔“ (ارشاد الساری، فصل فی تغطية الرأس و الوجه، ص: ۳۰۷)

[3] و لو غطى رأسه بجعل ما لا يقصد به التغطية عادة، كأجانة او عدل البر او جوالق او مكتل او طاسة او طست او حجر او مدر او صفر او حديد او زجاج او خشب او نحوها من فضه و ذهب مما يغطى كل رأسه او بعضه فلا بأس به و لا شیء عليه و لو لغرض دفع الحر و البرد۔“ (غنية الناسک، الفصل الثانی فی تغطية الرأس و الوجه، ص: ۲۵۵)

واجب ہوگا اور یہ دم محرم پر ہوگا۔[۱]

نوٹ: عورت کیلئے احرام میں چہرہ کو ڈھانکنا جائز نہیں البتہ نا محرم سے پردہ کرنا ضروری اور واجب ہے، لہٰذا عورت پردہ کرنے کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے کہ نامحرم سے پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا چہرہ سے بھی نہ ٹکرائے، آج کل بازار میں ایسے نقاب دستیاب ہیں جو اسی مقصد کے لئے بنائے اور استعمال کئے جاتے ہیں۔

بال مونڈنا اور کترنا

مسئلہ: حالت احرام میں بال مونڈنا، کترنا، اکھاڑنا، یا بال صفا سے دور کرنا، جلانا سب کا ایک ہی حکم ہے، ہرصورت میں جزا لازم ہوگی۔[۲]

مسئلہ: خود بال مونڈے، یا منڈوائے، زبردستی سے یا خوشی سے، جان بوجھ کر یا بھول کر، سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔[۳]

مسئلہ: اگر چوتھائی سر، یا داڑھی، یا اس سے زیادہ کے بال احرام کھولنے سے پہلے کاٹے یا کٹوائے تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ لازم ہوگا۔[۴]

مسئلہ: عورت نے اگر حلال ہونے کے وقت سے پہلے انگلی کے ایک پورے کے برابر چوتھائی سر، یا اس سے زیادہ کے بال کتروائے تو دم واجب ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ۔[۵]

---

❶ ثم لو غطى رأس المحرم او وجهه وهو نائم يوما كاملا فعلى المحرم الذى حصل له الارتفاق دم حتم ان كان لغير عذر وان كان لغير عذر دم تخيير (ارشاد السارى، فصل فى تغطية الرأس والوجه، ص: ۳۰۸)

❷ والنتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالاسنان والسقوط بالمس ونحو ذلک كالحلق۔" (غنية الناسک، الفصل الرابع فى الحلق وازالة الشعر، ص: ۲۵۷)

❸ ولا فرق فى الحلق بين ان يحلق لنفسه او يحلق له غيره بأمره او بغير أمره طائعا او مكرها۔" (غنية الناسک، الفصل الرابع فى الحلق و ازالة الشعر، ص: ۲۵۵)

❹ (اذا حلق رأسه كله او ربعه) اى: فصاعدا (فعليه دم وان كان اقل من الربع فعليه صدقة) ... (ولو حلق لحيته او ربعها فعليه دم وفى اقل من الربع صدقة)۔" (ارشاد السارى، فصل ولا فرق بين الرجل والمرأة فى الطيب، ص: ۳۲۵)

❺ (ولو قصرت المرأة قدر انملة) اى: فصاعدا (من ربع شعرها) اى: فزائدا (فعليها دم)۔" (ارشاد السارى، فصل فى حكم التقصير، ص: ۳۲۷)

مسئلہ: حالت احرام میں پوری گردن، یا ایک پوری بغل، یا زیر ناف کے بال دور کرنے سے دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ ہے۔[1]

مسئلہ: حالت احرام میں تمام سینہ، یا تمام ران، یا ساری پنڈلی کے بال مونڈے تو صدقہ ہے۔[2]

مسئلہ: حالت احرام میں اگر پچھنے لگوانے کی جگہ مونڈھ کر، پچھنے لگوائے تو دم واجب ہے۔[3]

مسئلہ: حالت احرام میں اگر گنجے کے سر میں بقدر چوتھائی سر کے بال ہوں اور اس کو منڈوائے تو دم واجب ہے اور کم ہوں تو صدقہ ہے۔[4]

مسئلہ: حالت احرام میں ایک مجلس میں سر، داڑھی، دونوں بغل اور تمام بدن کے بال منڈوائے، تو ایک ہی دم ہوگا اور اگر مختلف مجلسوں میں منڈوائے تو ہر ایک مجلس کا علیحدہ حکم ہوگا اور ہر ایک کی جزاء کا مستقل اعتبار رہوگا۔[5]

مسئلہ: حالت احرام میں سر منڈوایا اور دم دیدیا اور اس کے بعد خدانخواستہ داڑھی منڈوائی تو دوسرا دم واجب ہوگا۔[6]

مسئلہ: حالت احرام میں اگر چار مجلسوں میں چوتھائی، چوتھائی سر منڈوایا اور بیچ میں کفارہ دیا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔[7]

مسئلہ: حالت احرام میں متفرق جگہ سے تھوڑا تھوڑا منڈوایا، تو اگر سب جگہ کا مجموعہ چوتھائی سر کے

---

❶ و ان حلق رقبته او عانته او نتف ابطيه او احدهما فعليه دم و فی اقل من ابط و لو اكثره صدقة و لا يعتبر الربع من هذه الاعضاء بالكل لان حلق بعضها ليس بمعتاد۔" (غنية الناسک، الفصل الرابع فی الحلق و ازالة الشعر، ص:۲۵۷)

❷ فان حلق الصدر او الساق او الركبة او الفخذ او العضد او الساعد فعليه صدقة لانه ليس بمقصود بالحلق۔" (غنية الناسک الفصل الرابع، ص:۲۵۷)

❸ و لو حلق موضع المحاجم و احتجم فعليه دم عند ابی حنيفة رحمه الله تعالی و موضع المحاجم فی حق الحجامة عضو كامل . . . و قالا: صدقة فان لم يحتجم بعد الحلق، فصدقة اجماعا۔" (غنية الناسک، الفصل الخ، ص:۲۵۷)

❹ و كذا لو حلق كل رأسه و ما عليه اقل من ربع شعره فلو كان قدر ربع شعره ففيه دم۔" (غنية الناسک، الفصل الرابع، ص:۲۵۶)

❺ و لو حلق رأسه و لحيته و ابطيه و كل بدنه فی مجلس واحد فعليه دم واحد لاتحاد معنی باتحاد المقصود و هو الارتفاق الا اذا كفر للاول كما ول حلق رأسه و أراق دما ثم حلق لحيته لزمه دم آخر . . . فلو حلق رأسه فی أربعة مجالس فی كل مجلس ربعا فعليه دم واحد اتفاقا۔" (غنية الناسک، الفصل الرابع فی الحلق، ص:۲۵۶)

❻ ايضاً

❼ ايضاً

برابر ہوجائے تو دم ہے ورنہ صدقہ۔[1]

مسئلہ: حالت احرام میں روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے، یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں۔[2]

مسئلہ: حالت احرام میں اگر وضو کرتے ہوئے، یا اور کسی طرح سر یا داڑھی کے تین بال گر گئے، تو ایک مٹھی گیہوں دیدے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک مٹھی دے اور تین بال سے زائد اکھاڑے تو پونے دو کلو گیہوں صدقہ کرے۔[3]

مسئلہ: محرم نے اگر دوسرے محرم کا چوتھائی سر مونڈ دیا تو مونڈنے والے پر صدقہ اور منڈوانے والے پر دم ہے۔[4]

مسئلہ: اگر محرم حلال کا سر مونڈے تو حلال پر کچھ نہیں، محرم کچھ تھوڑا سا صدقہ کردے اور اگر حلال نے محرم کا سر مونڈا تو محرم پر دم ہے اور حلال پر صدقہ کامل یعنی پونے دو کلو گیہوں ہے۔[5]

مسئلہ: محرم نے اگر محرم یا حلال کی مونچھ مونڈ دی، یا کتری، یا ناخن کاٹا، تو جو چاہے صدقہ کردے۔[6]

نوٹ: اگر حج کرنے والے مرد یا عورت نے حج یا عمرے کے تمام افعال ادا کر لئے ہیں تو وہ اپنے بال خود بھی کاٹ سکتے ہیں اور دوسروں کے بھی بال کاٹ سکتے ہیں۔

---

❶ ویجمع المتفرق فی الحلق کما فی الطیب فلو حلق ربع من مواضع متفرقة فعلیه دم۔" (غنیة الناسک، الفصل الرابع فی الحلق و ازالة، ص:۲۵۷)

❷ و اذا خبز فاحترق بعض شعره تصدق بخلاف ما اذا تناثر شعره بالمرض او النار فلا شیء علیه۔" (رد المحتار) و قوله: او النار محمول علی عدم المباشرة منه بأن کان نائما او نحوه۔" (غنیة الناسک، الفصل الرابع فی الحلق و ازالة الشعر، ص:۲۵۸)

❸" (و لو سقط من رأسه او لحیته ثلاث شعرات عند الوضوء او غیره) ای: حین مسه و حکه... (فعلیه کف من طعام)... و لو أخذ شیئا من رأسه او لحیته او لمس شیئا من ذلک فانتثر منها شعر یطعم مسکینا۔" (ارشاد الساری، فصل فی سقوط الشعر، ص:۳۲۷)

❹" و ان حلق المحرم رأس محرم آخر بأمره او بغیر أمره فعلی المحلوق دم و علی الحالق صدقة۔" (ارشاد الساری، فصل فی حلق المحرم رأس غیره الخ، ص:۳۳۰)

❺" قوله: و الیه ذهب الزیلعی: قال الزیلعی فی تبیین الحقائق: فصارت المسألة بالقسمة العقلیة علی اربعة اقسام: ام ان یکونا محرمین فیجب علی الحالق الصدقة و علی المحلوق الدم او الحالق حلالا و المحلوق محرما فکذلک الحکم فیه او کان الحالق محرما و المحلوق حلالا فیجب علی الحالق الصدقة لا غیر او کانا حلالین فلا یجب علیهما شیء لکن فی حلق المحرم رأس حلال یتصدق بما شاء و فی غیره الصدقة نصف صاع۔" (ارشاد الساری، فصل فی حلق المحرم رأس غیره، ص:۳۲۹)

❻ و ان أخذ المحرم من شارب محرم او حلال او قص أظفاره فعلیه صدقة۔" (ارشاد الساری، فصل فی حلق المحرم الخ، ص:۳۳۰)

ناخن کاٹنا

مسئلہ: اگر کسی نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سارے ناخن کاٹ لئے تو دم لازم ہوگا اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن، چار مجلسوں میں کاٹے تو چار دم لازم ہوں گے، اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے اور دوسری مجلس میں دوسرے ہاتھ کے، تو دو دم لازم ہوں گے۔[1]

مسئلہ: اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے، یا پانچ ناخن الگ الگ انگلیوں سے کاٹے، مثلاً دو ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے کے، یا سولہ ناخن الگ الگ انگلیوں سے کاٹے، تو تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ پونے دو کلو گیہوں واجب ہوگا، لیکن اگر سب ناخنوں کا صدقہ، دم کی قیمت کے برابر ہوجائے تو کچھ کم صدقہ کر دینا چاہیے، تاکہ دم کی قیمت سے کم ہوجائے اور قلیل کثیر کا ایک حکم نہ ہوجائے۔[2]

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔[3]

مسائل متفرقہ

مسئلہ: اگر عذر کی وجہ سے کوئی جنایت کی اور دم واجب ہوا، تو اختیار ہے کہ دم دے، یا تین صاع (تقریباً ساڑھے دس کلو) گیہوں چھ مسکینوں کو دیدے، یا تین روزے رکھے، اگر چہ مالدار ہو اور اگر صدقہ واجب ہے تو روزہ اور صدقہ میں اختیار ہوگا۔[4]

---

❶ "اذا قص أظافير يده او رجله فی مجلس او مجلسين فعليه دم واحد بالاتفاق... فان كان فی مجلس واحد فعليه دم واحد لاتحاد المحل معنى او مجلسين فدمان عندهما لاختلاف المحل حقيقة و كذا اذا قص أظافير يديه و رجليه فان كان فی مجلس فعليه دم واحد و ان كان فی اربعة مجالس فی كل مجلس عضوا واحدا لزمه اربعة دماء عندهما كفر للاول او لم يكفر۔" (غنية الناسک، الفصل الخامس فی قص الاظفار، ص: ۲۵۹)

❷ و ان قلم أقل من يد او رجل او خمسة متفرقة او اربعة من كل عضو و حتى بلغت ستة عشر ظفرا فعليه صدقة لكل ظفر نصف صاع الا ان يبلغ قيمة الطعام دما فينقص۔" (غنة الناسک، الفصل الخامس فی قص الأظفار، ص: ۲۵۹، ۲۶۰)

❸ (و لو انكسر ظفره او انقطع شظية)... (منه فقطعها او قلعها لم يكن عليه شیء)۔" (ارشاد الساری، فصل فی قلم الأظفار، ص: ۳۳۱)

❹ فيما اذا ارتكب المحظورات الاربعة بعذر ماذكرنا من لزوم الدم عينا او الصدقة عينا فی فصل الطيب و اللبس و منه التغطية و الحلق و قلم الأظفار انما هو فی حالة الاختيار بان ارتكب المحظور بغير عذر اما فی حالة الاضطرار بان ارتكبه بعذر كمرض و علة فان كان مما يوجب الدم فهو مخير بين الصيام و الصدقة و الدم و لو موسرا... و ان كان مما يوجب الصدقة فهو مخير بين الصيام و الصدقة... و ليست الاربعة قيدا فان جمع محظورات الاحرام اذا كان بعذر ففيه الخيارات الثلاثة۔" (غنية الناسک، فصل فی ما اذا ارتكب المحظورات، ص: ۲۶۱)

مسئلہ: بلا عذر جنایت کی وجہ سے جس جگہ دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے، وہاں صدقہ یا دم ہی دینا ہوگا، اس میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں۔[1]

مسئلہ: شرعی عذر یہ ہیں:

❶ ہر قسم کا بخار ❷ سخت سردی ❸ سخت گرمی ❹ زخم پھنسی کا ہو، یا ہتھیار کا ❺ درد تمام سر کا، یا آدھے سر کا ❻ سر میں جوئیں کثرت سے ہو جانا ❼ پچھنے لگوانا ❽ مرض یا سردی سے ہلاک ہونے کا غالب گمان ہونا ❾ جنگ کیلئے ہتھیار لگانا۔[2]

مسئلہ: دم کو جنایت سے پہلے ذبح کرنا کافی نہیں بعد میں ذبح کرنا شرط ہے۔[3]

جماع وغیرہ کرنا

مسئلہ: شہوت سے کسی کو بوسہ لیا، یا لپٹا، یا ہاتھ لگایا، صحبت قبل اور دبر کے علاوہ اور کسی جگہ کی، یا شرم گاہ سے شرمگاہ ملائی تو دم واجب ہوگا، انزال ہو یا نہ ہو اور حج فاسد نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ: اگر عورت کی طرف شہوت سے دیکھا، یا دل میں تصور کیا اور انزال ہو گیا، یا احتلام ہو گیا، تو کچھ لازم نہ ہوگا، لیکن غسل واجب ہوگا۔[5]

مسئلہ: ہاتھ سے منی نکالی، یا جانور سے جماع کیا، یا مردہ عورت سے، یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جو قابل

---

❶ ایضاً

❷ (و من الاعذار الحمی) ای: بجمیع انواعه (و البرد) ای: الشدید (و الحر) کذلک (و الجرح و القرح و الصداع) ای: وجع الرأس کله (و الشقیقة) ای: وجع شق من رأسه (و القمل)... و جعل الفارسی لبس السلاح لخوف القتال عذر۔" (ارشاد الساری، فصل و ما ذکرنا من لزوم الدم، ص: ۳۳۲)

❸ السابع: تأخیر الذبح عن الجنایة فلو ذبح جنی لم یجزہ کما فی کفارة الیمین قبل الحنث۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط کفاراتها الثلاث، ص: ۲۶۲)

❹ "و لو جامع فیما دون السبیلین او باشر او عانق او قبل او لمس بشهوة امرأة او أمرد انزل او لم ینزل فعلیه دم... و لا یفسد حجه بشیء من الدواعی مع الانزال۔" (غنیة الناسک، الفصل السادس فی الجماع و دواعیه، ص: ۲۶۸)

❺ "اما الدواعی فان نظر الی فرج امرأته بشهوة فأمنی و ان تکرر ذلک تفکر فانزل او احتلم لا شیء علیه سوی الغسل۔" (غنیة الناسک، الفصل السادس فی الجماع و دواعیه، ص: ۲۶۷)

شہوت نہیں ہے، جماع کیا، تو اگر انزال ہو گیا، تو دم واجب ہے، ورنہ نہ ہوگا اور حج بھی فاسد نہ ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈوانے اور طواف زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہیں ہوا، لیکن اس پر بدنہ یعنی ایک اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی بکری کافی نہ ہوگی۔[2]

مسئلہ: اگر سر منڈوانے کے بعد طواف زیارت سے پہلے، یا طوافِ زیارت کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع کیا تو بکری واجب ہوگی اور حج فاسد نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: طواف اور سر منڈوانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ: سر منڈوانے اور طواف کرنے سے پہلے جماع کیا، اس کے بعد پھر دوبارہ جماع کیا اور دوسرے جماع سے احرام سے حلال ہونے کی نیت نہیں تھی، تو اگر ایک ہی مجلس میں دوبارہ جماع کیا ہے تو ایک بدنہ واجب ہوگا اور اگر دو مجلسوں میں کیا ہے تو اول جماع کی وجہ سے ایک بدنہ اور دوسرے کے لئے ایک بکری واجب ہوگی اور اگر دوسرا جماع احرام سے نکلنے کے لئے کیا تھا تو صرف ایک بدنہ واجب ہوگا اگرچہ مختلف مجالس میں جماع کیا ہو۔[5]

مسئلہ: اگر حج قران کرنے والے نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا، تو حج اور عمرہ دونوں فاسد ہو گئے اور دم قران ساقط ہو گیا اور حج وعمرہ کی قضا اور دو دم حج وعمرہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے لازم ہوں گے اور اس حج اور عمرہ کے افعال بھی پورے کرنے واجب ہوں گے۔[6]

مسئلہ: اگر حج قران کرنے والے نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ کے بعد سر منڈوانے اور طواف

---

[1] ”(و لو استمنی بالکف)... (ان انزل فعلیه دم و ان لم ینزل فلا شیء علیه)... (و لو جامع بهیمة فانزل فعلیه دم و لا یفسد حجه و ان لم ینزل فلا شیء علیه)۔“ (ارشاد الساری، فصل الدواعی، ص: ۳۴۴)

[2] (و ان جامع بعد الوقوف بعرفة)..... (قبل الحلق)..... (و قبل الطواف الزیارة کله او اکثره)..... (لم یفسد حجه)۔۔۔ (و علیه بدنة) (ارشاد الساری، فصل و لو جامع مرارا، ص: ۳۳۹)

[3] (و لو جامع بعد الطواف الزیارة کله او اکثره قبل الحلق فعلیه شاة)... و لو بعد الحلق قبل الطواف (ارشاد الساری، فصل و ان جامع بعد الوقوف بعرفة، ص: ۳۴۰)

[4] (و لو جامع بعد الطواف و الحلق لا شیء علیه) (ارشاد الساری، باب الجنایات، فصل فی و ان جامع بعد الوقوف بعرفة، ص: ۳۴۰)

[5] (و لو جامع قبل الحلق و الطواف ثم جامع ثانیا بلا قصد الرفض)...... سواء کان فی مجلس واحد او مجالس مختلفة (ارشاد الساری، فصل و ان جامع بعد الوقوف بعرفة، ص: ۳۴۰)

[6] ”و ان کان قارنا و جامع قبل ان یطوف لعمرته فسدت عمرته و حجته و یمضی فیهما و علیه حجه و عمرة من قابل و سقط دم القران و علیه شاتان۔“ (الفتاوی الهندیة، باب الجنایات، الفصل الرابع: ۱/۲۴۵)

زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج اور عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بدنہ اور ایک بکری واجب ہوگئی اور دم قران بھی دینا ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر حج قران کرنے والے نے وقوف عرفہ سے پہلے اور طواف عمرہ پورا یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا، تو صرف حج فاسد ہوا عمرہ فاسد نہیں ہوا، حج کی قضاء اور دو بکریاں واجب ہوگئیں، ایک حج فاسد ہونے کی وجہ سے اور ایک عمرہ کے احرام میں جماع کرنے کی وجہ سے اور دم قران ساقط ہوگیا اور اگر سر منڈوانے کے بعد پورا یا اکثر طواف زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا، تو دو بکریاں لازم ہوں گی اور اگر بلا سر منڈوائے طواف زیارت کے چار پھیرے کئے اور بلا سر منڈوائے ہی جماع کر لیا تو دو بکریاں واجب ہوں گی۔[2]

مسئلہ: اگر مجنون یا قریب البلوغ لڑکے نے جماع کر لیا تو حج اور عمرہ فاسد ہوگیا، لیکن ان پر جزاء اور قضا واجب نہیں اور افعال کا پورا کرنا بھی لازم نہیں، لیکن ان سے افعال پورے کروانا مستحب ہے۔[3]

مسئلہ: عورت اور مرد، غلام اور آزاد کا احرام کی حالت میں جماع کرنے کا حکم ایک ہی ہے۔[4]

مسئلہ: مفرد کا حج اگر فاسد ہو جائے، تو اس پر صرف حج کی قضا ہے، عمرہ کی نہیں ہے۔[5]

مسئلہ: عمرہ میں اگر طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہوگیا اور ایک بکری واجب ہوگئی، تمام افعال پورے کر کے حلال ہو اور عمرہ قضا کرے اور اگر چار پھیرے پورے

---

[1] و ان جامع بعد طواف العمرة و بعد الوقوف قبل الحلق و قبل الطواف الزيارة كله او اكثره لم يفسد الحج و لا العمرة و لا يسقط عنه دم القران و عليه بدنة للحج و شاة للعمرة۔" (غنية الناسک، باب الجنايات، مطلب في جماع القارن، ص: ۲۷۱)

[2] و ان جامع قبل الوقوف بعد ما طاف لعمرته كله او اكثره فسد حجه دون عمرته و سقط عنه دم القران عليه شاتان شاة لفساد الحج و شاة للجماع في احرام العمرة و عليه قضاء الحج فقط . . . و بعد الحلق قبل طواف الزيارة كله او اكثره شاتان و قيل بدنة للحج و شاة للعمرة و قال الوبرى: بدنة للحج و لا شيء للعمرة و الذى يظهر انه الصواب و لو لم يحلق حى طاف للزيارة اربعة اشواط ثم جامع قبل الحلق فعليه شاتان۔" (غنية الناسک، باب الجنايات، ص: ۲۷۱)

[3] (و يتحقق الجماع من الصبى) اى المراهق (و المجنون فيفسد نسكهما) .....(الا انه لا جزاء) ......(و لا قضاء عليهما) (ارشاد السارى، فصل و اذا ألبس المحرم محرما، ص: ۳۳۷، ۳۳۶)

[4] (و لا فرق فيه) .....(و الرجل و المرأة و الحر و العبد) (ارشاد السارى، فصل و اذا ألبس المحرم محرما، ص: ۳۳۷)

[5] (و عليه قضاء الحج من قابل) . . . (و لا عمرة عليه ان كان مفردا) اى: بالحج و أفسده۔" (ارشاد السارى، فصل فاذا جامع في احد السبيلين، ص: ۳۳۸)

کرنے کے بعد کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بکری واجب ہوگئی۔[1]

مسئلہ: عمرہ کرنے والے نے اگر دوسری مرتبہ جماع کیا، تو ایک بکری دوسری مرتبہ بھی واجب ہوگی۔[2]

مسئلہ: عمرہ کرنے والے نے طواف کے بعد سعی سے پہلے، یا طواف اور سعی سے فارغ ہوکر، سر منڈوانے سے پہلے جماع کیا، تو عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بکری واجب ہوگئی اور سر منڈوانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہیں۔[3]

واجباتِ طواف میں سے کسی واجب کو ترک کرنا

مسئلہ: اگر پورا یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا تو دم دے اور اگر طواف قدوم، یا طواف وداع، یا طواف نفل، یا نصف سے کم طواف زیارت بلا وضو کیا تو ہر پھیرے کے لئے تقریباً پونے دو کلو گندم صدقہ دے اور اگر تمام پھیروں کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے، تو کچھ تو ڑا سا کم کر دے اور اگر ان تمام صورتوں میں وضو کرنے کے بعد طواف کا دوبارہ کرلیا تو کفارہ اور دم ساقط ہو جائے گا۔[4]

مسئلہ: اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض، یا واجب، یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ: اگر پورا یا اکثر طواف زیارت جنابت، یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا، تو بدنہ یعنی ایک اونٹ، یا ایک گائے سالم واجب ہوگا اور اگر طوافِ قدوم، یا طوافِ وداع، یا طوافِ نفل ان حالتوں میں

---

[1] و ان جامع فی العمرة قبل ان یطوف اربعة اشواط فسدت عمرته فیمضی فیها و یقضیها و علیه شاة و ان جامع بعد ما طاف اربعة اشواط او اکثر فعلیه شاة و لا تفسد عمرته۔" (الفتاوی الهندیة، باب الجنایات، الفصل الرابع: ۲۴۵/۱)

[2] و اذا جامع المعتمر مرة بعد اخری فی مجلسین فعلیه بالثانی شاة۔" (الفتاوی الهندیة، باب الجنایات، الفصل الرابع: ۲۴۵/۱)

[3] و کذلک لو جامع بعد ما فرغ من السعی .....هذا اذا کان قبل الحلق و ان کان بعد الحلق فلا شیء علیه۔" (الفتاوی الهندیة، باب الجنایات، الفصل الرابع: ۲۴۵/۱)

[4] و لو طاف للزیارة کله او اکثره محدثا فعلیه شاة و یعید طاهرا .....فان اعاده سقط عنه الدم.....و لو طاف اقله محدثا و لم یعد فعلیه لکل شوط نصف صاع الا اذا بلغت قیمته دما فینقص منه ما شاء.......فلو طاف للقدوم کله او اکثره جنبا فعلیه دم و لو محدثا فصدقة لکل شوط نصف صاع من بر الا ان یبلغ ذلک دما فینقص منه ما شاء و یعیده طاهرا . . . فان اعاده سقط عنه الجزاء . . . و حکم کل طواف تطوع کحکم طواف القدوم۔" (غنیة الناسک، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزیارة، ص: ۲۷۴)

[5] و لو طاف طواف الزیارة و فی ثوبه نجاسة اکثر من قدر الدرهم أجزأه و لکن مع الکراهة و لا یلزمه شیء۔" (الفتاوی الهندیة، باب الجنایات، الفصل الخامس: ۲۴۶/۱)

کیا تو ایک بکری واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف دوبارہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ: جو طواف جنابت، یا حیض و نفاس کی حالت میں کیا ہو اس کا اعادہ واجب ہے اور جو بے وضو کیا ہے اس کا اعادہ مستحب ہے۔[2]

مسئلہ: اگر سعی پہلے طواف کے بعد کر چکا ہو تو سعی کا اعادہ نہ کرے کیونکہ پہلا طواف معتبر ہو گیا، لیکن ناقص ہونے کی وجہ سے اعادہ کیا گیا ہے اور دوسرا طواف صرف اس نقصان کی تلافی کے لئے ہے۔[3]

مسئلہ: اگر طواف زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور طوافِ وداع طہارت سے کیا تو اگر طوافِ وداع ایام نحر (دس ذی الحجہ سے بارہ تک) میں کیا ہے تو یہ طواف، طواف زیارت بن جائے گا اور طوافِ وداع چھوڑنے کا دم لازم ہوگا، لیکن اگر پھر ایک اور طواف کر لیا، تو یہ طوافِ وداع ہو جائے گا اور دم ساقط ہو جائے گا اور اگر طواف وداع ایام نحر گزرنے کے بعد کیا، تب بھی یہ طواف زیارت ہو جائے گا، لیکن دو دم واجب ہوں گے، ایک طوافِ زیارت کی تاخیر کی وجہ سے دوسرا طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے، ہاں اگر اس کے بعد اور طواف کر لیا تو یہ طواف وداع ہو جائے گا اور دوسرا دم جو طوافِ وداع چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا، ساقط ہو جائے گا۔[4]

مسئلہ: طواف زیارت ایام نحر میں بے وضو کیا، اگر اس کے بعد طوافِ وداع ایام نحر میں ہی با وضو کر لیا تو یہ طوافِ زیارت بن جائے گا اور اگر ایام نحر کے بعد کیا تو طوافِ زیارت کے قائم مقام نہ ہوگا بلکہ

---

[1] (و لو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء)... (كله)... (او اكثره و هو اربعة اشواط فعليه بدنة)... (و عليه ان يعيده)... (طاهرا) ... (حتما)... (فان اداه سقطت عنه البدنة)۔" (ارشاد الساری، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزیارۃ، ص: ۳۴۴)
(و لو طافه) ای: الصدر (جنبا فعليه شاة).....(و لو طاف للقدوم) ای كله او اكثره ....(جنبا فعليه دم)....(و حكم كل طواف تطوع كحكم طواف القدوم) (ارشاد الساری، فصل فی الجنایۃ فی الطواف الصدر، و فی طواف القدوم، ص: ۳۵۲، ۳۵۱)

[2] (و لو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء)... (فعليه بدنة)......(و عليه ان يعيده).....(طاهرا)....الخ (ارشاد الساری، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزیارۃ، ص: ۳۴۴)

[3] (و اذا اعاد الطواف)....(طاهرا و قد طافه جنبا) ای اولا (فالمعتبر هو الاول و الثاني جبر له).....و فائدة الخلاف تظهر" (ارشاد الساری، فصل فی حکم الجنایات فی طواف الزیارۃ، ص: ۳۴۶)

[4] لو طاف للزيارة جنبا و للصدر طاهرا فان طاف للصدر في ايام النحر فعليه دم لترك الصدر لانه انتقل الى الزيارة و ان طاف للصدر ثانيا فلا شيء عليه و ان طاف للصدر بعد ايام النحر فعليه دمان دم لترك الصدر و دم لتأخير الزيارة و ان طاف للصدر ثانيا سقط عنه دمه۔" (غنیۃ الناسک، باب الجنایات، الفصل السابع، ص: ۲۷۴)

دم واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: طواف عمرہ پورا، یا اکثر، یا اقل اگرچہ ایک ہی چکر ہو، اگر جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں، یا بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔[2]

مسئلہ: طواف عمرہ میں بدنہ اور صدقہ واجب نہیں ہوتا اور حدث وجنابت اور قلیل وکثیر کے احکام میں بھی کچھ فرق نہیں۔[3]

مسئلہ: عمرہ کے کسی واجب کے ترک کرنے سے بدنہ یا صدقہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف دم (یعنی صرف ایک بکری یا ساتوں حصہ گائے یا اونٹ کا) واجب ہوتا ہے، البتہ عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے احرام حج کی طرح صدقہ واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کے ایک، دو، یا تین چکر چھوڑنے سے دم واجب ہوگا، لیکن اگر طوافِ وداع ایام نحر میں کرلیا، تو طواف زیارت کو طوافِ وداع سے پورا کریں گے اور دم ساقط ہوجائے گا اور طوافِ وداع کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے ہر پھیرے کے بدلہ میں پورا صدقہ یعنی پونے دوکلو گندم دینا ہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد طواف وداع کیا تو بھی طوافِ زیارت کو پورا کریں گے، لیکن طواف فرض کے چکروں کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے، ہر پھیرے کے بدلے میں پورا صدقہ دینا ہوگا اور طوافِ وداع کے چکر چھوٹ جانے کی وجہ سے دوسرا صدقہ اور دینا ہوگا۔[4]

مسئلہ: اگر طوافِ زیارت کے چار چکر، یا پورا طواف چھوڑ دیا، تو ساری عمر عورت حلال نہ ہوگی اور عورت کے حق میں احرام باقی رہے گا اور اسی احرام سے آکر طواف کرنا واجب ہوگا، جب طواف زیارت ادا کرے گا، اس وقت عورت حلال ہوگی اور اس حالت میں اگر جماع کرلے گا تو ہر جماع

---

[1] (ولو طاف للزیارة محدثا وطاف للصدر طاهرا)..... (فان طاف للصدر فی ایام النحر فعلیه دم لترک الصدر)..... (انتقل الی الزیارة).... (وان طاف للصدر ثانیا سقط عنه دمه)..... الخ (ارشاد الساری، فصل ولو طاف للزیارة جنبا وطاف للصدر طاهرا، ص: ۳۴۸)

[2] ولو طاف للعمرة کله او اکثره او اقله ولو شوطا جنبا او حائضا او نفساء او محدثا فعلیه شاة۔" (غنیة الناسک، المطلب الرابع فی ترک الواجب فی طواف العمرة، ص: ۲۷۶)

[3] (ولا فرق فیه) ای: فی طواف العمرة (بین الکثیر والقلیل والجنب والمحدث لانه لا مدخل فی طواف العمرة للبدنة)..... (ولا للصدقة) (ارشاد الساری، فصل فی الجنایة فی طواف العمرة، ص: ۳۵۲)

[4] ولو ترک منه شوطا او شوطین او ثلاثة فعلیه دم فلو اتم الباقی فی ایام النحر فلیس علیه شیء ولو اتمه بعدها یلزمه صدقة لکل شوط نصف صاع من بر۔" (غنیة الناسک، باب الجنایات، الفصل السابع، ص: ۲۷۳)

کے بدلے، مجلس مختلف ہونے کی صورت میں ایک دم واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر طوافِ قدوم، یا طواف وداع کا ایک چکر یا دو تین چکر ترک کئے، تو ہر چکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا اور اگر چار چکر یا زیادہ چھوڑ دیئے تو دم واجب ہوگا اور طوافِ قدوم بالکل چھوڑنے کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن چھوڑنا مکروہ اور بُرا ہے۔[2]

مسئلہ: اگر پوری سعی، یا سعی کے اکثر چکر بِلا عذر ترک کئے، یا بلا عذر سوار ہوکر کئے تو حج ہوگیا، لیکن دم واجب ہوگا اور پیدل لوٹانے کی صورت میں دم ساقط ہوجائے گا اور اگر عذر کی وجہ سوار ہوکر کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر بلا عذر ایک یا دو یا تین چکر سعی کے چھوڑ دیئے، یا سوار ہوکر کئے، تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر عرفہ سے غروب سے پہلے نکل گیا تو دم واجب ہوگا، البتہ غروب سے پہلے عرفہ واپس آ گیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔[4]

مسئلہ: اگر وقوف مزدلفہ بلا عذر ترک کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کیا یا عورت نے ہجوم کے خوف سے ترک کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ: اگر چاروں دن کی رمی بالکل ترک کردے، یا ایک روز کی رمی ساری ترک کردے، اگرچہ دسویں تاریخ ہی کی ہو، یا اکثر کنکریاں ایک روز کی رمی کی ترک کرے، مثلاً دسویں کی رمی سے چار

---

❶ و لو ترک طواف الزیارة کلہ او اکثرہ فھو محرم ابدا فی حق النساء حتی یطوف فکلما جامع لزمہ دم اذا تعدد المجلس۔" (غنیة الناسک، باب الجنایات، الفصل السابع، ص: ۲۷۳)

❷ (و من ترک طواف الصدر کلہ او اکثرہ فعلیہ شاۃ)... (و ان ترک ثلاثة اشواط منہ فعلیہ لکل شوط صدقة)۔" (ارشاد الساری، فصل فی الجنایة فی طواف الصدر، ص: ۳۵۰)

(و لو ترکہ) ای طواف القدوم۔۔۔۔۔(طاھرا)... (سقط عنہ الجزاء) (ارشاد الساری، فصل فی الجنایة فی طواف القدوم، ص: ۳۵۲)

❸ و لو ترک السعی کلہ او اکثرہ فعلیہ دم و حجہ تام عندنا و لو ترکہ بعذر کالزمن اذا لم یجد من یحملہ لا شیء علیہ و لو ترک منہ ثلاثة اشواط او اقل فعلیہ لکل شوط صدقة۔" (غنیة الناسک، باب الجنایات، المطلب الخامس فی ترک الواجب فی السعی، ص: ۲۷۷)

❹ (فاذا دفع قبل الغروب فان جاوز حد عرفة بعدہ)....(فلا شیء علیہ)....(و ان جاوزہ) ای حد عرفة (قبلہ فعلیہ دم)....(فان لم یعد اصلا)....(او عاد بعد الغروب لم یسقط الدم)......(و ان عاد قبلہ فدفع)....(بعد الغروب سقط)......الخ (ارشاد الساری، فصل فی الدفع قبل الغروب، ص: ۲۱۰)

❺ (و لو ترک الوقوف بالمزدلفة).....(بلا عذر لزمہ دم و ان ترکہ بعذر بان کانت بہ علة)....(او ضعف)....(او کانت امرأة)....(تخاف الزحام)....(فلاشیء)...(علیہ) (ارشاد الساری، فصل فی الجنایات فی الوقوف بالمزدلفة، ص: ۳۵۶)

کنکریاں، یا گیارہویں اور بارہویں کی رمی میں سے گیارہ کنکریاں ترک کردے تو سب صورتوں میں دم واجب ہوگا اور اگر ایک دن کی رمی سے تھوڑی کنکریاں ترک کردیں، جیسا کہ تین یا اس سے کم دسویں کو اور دس یا اس سے کم اور دنوں میں، تو ہر کنکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا، البتہ اگر صدقہ کا مجموعہ دم کے برابر ہوجائے تو صدقہ کی مقدار میں کچھ کم کردے۔[1]

مسئلہ: اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر سر منڈوایا، یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر ایام نحر میں سر منڈوایا تو دم واجب ہوگا اور اگر حج میں حدود حرم سے باہر ایام نحر کے بعد سر منڈوایا تو دو دم واجب ہوں گے، ایک حرم سے خارج سر منڈوانے کا دوسرا تاخیر کا۔[2]

مسئلہ: عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا اگر حد حرم سے نکل جائے اور پھر حرم میں واپس آ کر سر منڈوائے تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن اگر حاجی ایام نحر کے بعد حرم میں آ کر سر منڈوائے گا تو تاخیر کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر مفرد یا قارن نے یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈوایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈوایا، یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے، مفرد کے لئے صرف رمی اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے، کیونکہ اس پر ذبح واجب نہیں ہے اور قارن و متمتع کو تینوں (یعنی رمی اور ذبح اور سر منڈوانا) میں ترتیب واجب ہے، اول رمی کریں، اس کے بعد ذبح کریں، اس کے بعد سر منڈوائیں، اگر تقدیم و تاخیر کی تو حج ہوجائے گا البتہ دم واجب ہوگا۔[4]

---

[1] (و لو ترک رمی یوم کله)..... (او اکثره کاربع حصیات فما فوقها فی یوم النحر او احد عشر حصاة فیما بعده فعلیه دم).... الخ (ارشاد الساری، فصل فی الجنایة فی رمی الجمرات، ص: ۳۵۸)

[2] (و لو حلق فی الحل)..... (او أخره عن ایام النحر فعلیه دم) (ارشاد الساری، فصل فی الذبح و الحلق، ص: ۳۵۷)

[3] و تجب شاة بتأخیر النسک عن مکانه کما اذا خرج من الحرم و حلق رأسه سواء کان الحلق للحج او للعمرة۔" (الفتاوی الهندیة، الفصل الخامس من الخامس من الجنایات، ص: ۲۴۷)

[4] (و لو حلق المفرد او غیره).... (قبل الرمی او القارن او المتمتع قبل الذبح).... (او ذبحا قبل الرمی فعلیه دم) و لو طاف ای: المفرد قبل الرمی و الحلق لا شیء علیه و یکره۔" (ارشاد الساری، فصل فی ترک الترتیب بین افعال الحج، ص: ۳۵۸)

جوں اور ٹڈی کو مارنا

مسئلہ: اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈالا، تاکہ جوئیں مر جائیں، یا کپڑا جوں مارنے کے لئے دھویا، تو ایک جوں کے عوض روٹی کا ٹکڑا یا ایک کھجور دیدے اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں دے دے اور تین سے زیادہ کے عوض میں اگر چہ کتنی ہی ہوں، پورا صدقہ یعنی نصف صاع دے۔[۱]

مسئلہ: اگر کپڑا دھوپ میں ڈالا، یا دھویا اور جوئیں مر گئیں، لیکن جوئیں مارنے کی نیت نہیں تھی تو کچھ واجب نہیں۔[۲]

مسئلہ: جوں کو کسی دوسرے سے مروانا، یا پکڑ کر زمین پر زندہ ڈال دینا، یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لئے دیدینا سب برابر ہے، سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔[۳]

مسئلہ: اگر محرم نے غیر محرم کی جوں ماری، یا جوں زمین وغیرہ پر پھر رہی تھی، بدن پر نہیں تھی اور اس کو محرم نے مارا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔[۴]

شرائط کفارات

جنایت کی جزاء اور کفارہ میں تین چیزیں واجب ہوتی ہیں: **1** دم یا **2** صدقہ یا **3** روزہ، اس لئے ہر ایک کے ادا ہونے کی شرائط بیان کی جاتی ہیں۔

---

۱ (ان قتل محرم قملة) و كذا ان القاها (تصدق بكسرة و ان كانت) اى: القملة (اثنتين او ثلاث فقبضة من طعام و فى الزائد على الثلاث بالغا ما بلغ نصف صاع)... (و لو القى) اى: المحرم (ثوبه فى الشمس او غسله لقصد هلاكها) علة لهما فعليه الجزاء (و ان فعل) اى: كلا من الالقاء و الغسل (لغير قصد الهلاک فلا شیء علیه)۔" (ارشاد السارى، فصل فى قتل القمل، ص: ۳۷۸)

۲ (و ان فعل) اى: كلا من الالقاء و الغسل (لغير قصد الهلاک فلا شیء علیه)۔" (ارشاد السارى، فصل فى قتل القمل، ص: ۳۷۸)

۳ " (و القاء القملة كقتلها و لو قال) اى: محرم لحلال: (ادفع عنى هذا القمل او أمره بقتلها او اشار اليها فقتلها) اى: الحلال و كذا اذا دفع ثوبه ليقتل ما فيه ففعل (فعلى الآمر الجزاء و الدلالة فيها موجبة كما فى الصيد)۔" (ارشاد السارى، فصل فى قتل القمل، ص: ۳۷۸)

۴ و لو قتل محرم قملة فى غير بدنه و ثوبه فلا شیء علیه و فى الشرح: اذا قتل المحرم قمل غيره لا شیء علیه۔" (غنية الناسک، مطلب فى قتل الجراد، ص: ۲۹۰)

دم کے جائز ہونے کی شرائط

دم کے ادا ہونے کی یہ شرطیں ہیں:

١ جانور کا اپنی ملکیت میں ہونا، اگر کسی دوسرے کی بکری ذبح کی اور اس کے مالک نے بعد میں اجازت دیدی یا اس کا ضمان دے دیا اور ذبح کے بعد مالک ہوا تو دم ادا نہ ہوگا۔

٢ جانور کا قربانی کی اقسام (یعنی گائے، بھینس، اونٹ، بکری، بھیڑ، دنبہ) میں سے ہونا۔

٣ ان عیوب سے خالی ہونا جن کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی۔

٤ اونٹ پورے پانچ سال اور گائے بھینس دو سال اور بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے اور دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا ایسا موٹا تازہ بچہ ہو کہ دیکھنے والے کو سال بھر کے بھیڑ دنبہ کی طرح معلوم ہو تو جائز ہے۔

٥ بسم اللہ پڑھنا۔

٦ ذبح کرنا اگر زندہ ہی صدقہ کر دیا تو دم ادا نہ ہوگا۔

٧ جنایت کے بعد ذبح کرنا۔

٨ حدود حرم میں ذبح کرنا۔

٩ ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا۔

١٠ اگر فقیر موجود ہو تو صدقہ کا گوشت اس کو دے دینا خود نہ کھانا، اگر فقیر موجود نہ ہو تو ذبح کر کے چھوڑ دینا کافی ہے۔

١١ ذبح کرنے کے بعد گوشت خود ضائع نہ کرنا، اگر ضائع کر دیا، یا بیچ دیا تو اس کی قیمت کے بقدر صدقہ دینا ہوگا، البتہ دم قران یا دم تمتع اور نفلی ہدی کا گوشت اگر ذبح کے بعد خود ضائع کر دے گا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

١٢ فقیروں کے موجود ہوتے ہوئے، ایسے فقیروں کو گوشت دینا، جو مستحق صدقہ ہوں، اگر اپنے اصول (باپ، دادا)، یا فروع (بیٹا، پوتا)، یا شوہر، یا بیوی، یا سید کو دے گا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا، کافر کو بھی دم کا گوشت (اگرچہ ذمی ہو) دینا جائز نہیں۔

١٣ دم کی نیت کرنا۔

١٤ اگر گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ بطور دم کے دے رہا ہے تو کسی ایسے شخص کا شریک نہ ہونا جس

کی نیت قربت اور ثواب کی نہ ہو۔

⑮ دم تمتع اور قران کے لئے ایام نحر بھی شرط ہیں اور دموں کے لئے شرط نہیں۔[1]

تتمہ

دم کے ادا ہونے کے لئے مساکین کی کسی خاص تعداد کا ہونا شرط نہیں ہے، اگر ایک مسکین کو سارا گوشت ایک ہی مرتبہ میں دے دیا تب بھی جائز ہے، دم کا گوشت ہر فقیر کو دینا جائز ہے، حرم کا فقیر ہونا شرط نہیں اور حرم میں صدقہ کرنا بھی شرط نہیں، اس لئے حرم سے نکل کر فقراء کو دے دیا، تو بھی جائز ہے، صرف حرم میں ذبح کرنا شرط ہے، البتہ حرم کے فقراء کو دینا افضل ہے۔[2]

مسئلہ: دم کے بدلہ قیمت دینا جائز نہیں، البتہ اگر کسی ایسے دم سے کھا لیا کہ جس سے کھانا جائز نہیں تھا، یا اس کو تلف کر دیا تو اس کے کھائے ہوئے اور تلف کئے ہوئے کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔[3]

نوٹ: حج کے مسائل ہیں جہاں کہیں دم بولا جائے گا اس سے مراد بکری ہوتی ہے۔[4]

صدقہ کے جائز ہونے کی شرائط

صدقہ کے جواز کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

① **مقدار:** یعنی پونے دو کلو گیہوں کا آٹا یا ستو، یا ساڑھے تین کلو جو یا جو کا آٹا یا جو کا ستو، یا ساڑھے تین کلو کھجور یا کشمش، اس سے کم اگر ہوگا تو جائز نہ ہوگا۔

---

① (اما شرائط جواز الدماء) فخمسة عشر شرطا: (فالاول منها) ای: من الشرائط (ان یکون الهدی ثنیا) و هو من الابل ماطعن فی السادسة و من البقر ما طعن فی الثالثة و من الشیاء ما دخل فی الثانیة ....(و الخامس عشر الملک) ای: الملک السابق علی الذابع فلو ذبح شاة لغیره فأجازه او ضمنه فملکه حینئذ لا یجوز۔" (ارشاد الساری، فصل فی احکام الدماء و شرائط جوازها، ص: ۳۹۲-۳۹۵)

② و لا یشترط فیه عدد المساکین فلو تصدق به علی فقیر واحد جاز و لا فقراء الحرم و لا الحرم و فقراء الحرم افضل الا ان یکون غیرهم أحوج۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط کفاراتها الثلاث، مطلب فی شرائط جواز الدم، ص: ۲۶۳)

③ و لا یجوز عن الدم اداء القیمة الا اذا أکل او أتلف مما لا یجوز له الأکل منه فعلیه قیمته یتصدق بها۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط الخ، ص: ۲۶۳)

④ (اعلم انه حیثما أطلق الدم) ای: فی عبارات القوم من اصحاب المناسک (فالمراد الشاة)۔" (ارشاد الساری، فصل فی احکام الدماء و شرائط جوازها، ص: ۳۹۲)

۲ صدقہ کا ان چار قسموں سے ہونا شرط ہے، ان میں وزن مذکور کا اعتبار ہے، باقی اور جس قدر اجناس ہیں، ان میں سے وزن کے اعتبار سے دینا جائز نہیں بلکہ قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً چاول اتنے دینے واجب ہوں گے جو پونے دوکلو گندم، یا ساڑھے تین کلو جو کی قیمت کے برابر ہو جائیں، اسی طرح جوار، باجرہ، چنا وغیرہ کا حکم ہے، روٹی (اگر گیہوں کی ہو) اور پنیر میں قیمت کا اعتبار ہوگا اور روپیہ پیسہ وغیرہ بھی قیمت لگا کر دینا جائز بلکہ افضل ہے۔

۳ ایک فقیر کو پونے دوکلو گیہوں سے کم نہ دینا۔

۴ ایسے شخص کو دینا جو مستحق صدقہ ہو، صاحب نصاب اور سید، یا کافر نہ ہو، مسافر و جہاد و حج سے رہ جانے والے کو دینا جائز ہے، اپنے اصول (باپ، دادا) وفروع (بیٹا، پوتا) اور بیوی اور شوہر کو دینا جائز نہیں، بھائی، بہن، چچا، تایا، پھوپھی، خالہ، ماموں کو دینا جائز ہے، اگر کسی کو مصرف سمجھ کر دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں تھا تو ادا ہوگیا۔

۵ اگر کھانا کھلائے تو فقیر کا دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کافی ہے جو بچہ قریب البلوغ ہے اس کو بھی کھلانا کافی ہے اور جو بہت چھوٹا ہے قریب البلوغ نہیں اس کو کھلانا کافی نہیں۔

۶ دونوں وقت میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے، اگر کسی کا پہلے سے پیٹ بھرا ہوا تھا اور کھانے میں شریک ہوگیا تو اس کا کھالینا کافی نہ ہوگا، مقدار کا اعتبار نہیں، پیٹ بھرنے کا اعتبار ہے، اگر کھانا مقدار واجب سے کم تھا اور سب کا پیٹ بھر گیا تو جائز ہے اور اگر سب کا پیٹ نہیں بھرا تو جائز نہیں، اگرچہ مقدار واجب ہی کا کھانا پکایا گیا ہو، بلکہ اتنا اور کھلانا ضروری ہوگا کہ ان کا پیٹ بھر جائے، اگر ایک وقت پیٹ بھر کر کھلایا اور ایک وقت کی قیمت، یا چوتھائی صاع دیدیا تو بھی جائز ہے (ایک صاع تقریباً ساڑھے تین کلو کا ہوتا ہے)۔

۷ کفارہ کی نیت کا کفارہ دینے کے وقت ہونا، اگر دیتے وقت نہیں تھی، بلکہ دینے سے پہلے، یا بعد میں نیت کی تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔[1]

---

[1] (فالاول القدر) ای: المقدار الکامل من انواع المطعومات (وھو ان یکون نصف صاع من بر او صاعا من تمر او شعیر) اتفاقا (او زبیب) ... (فلا یجوز اقل منہ)........ (السابع: وھو ایضا مختص بطعام الاباحۃ) ... (ان یطعمھم فی وقتین) ... (غداء و عشاء او سحورا او عشاء او) ... (غداءین او عشاءین) ... (والاول اولی) ... (وان اقتصر) ... (علی وقت) ... (لم یجز)۔" (ارشاد الساری، فصل فی احکام الصدقۃ، ص: ۳۹۸،۳۹۷)

نوٹ: مسائل حج میں جس جگہ صدقہ بولا جائے،اس سے مراد پونے دو کلو گیہوں، یا ساڑھے تین کلو جو وغیرہ، یا اس کی قیمت ہوگی اور اگر صدقہ کی مقدار بیان کی جائے تو جتنا بیان کیا گیا ہے وہی واجب ہوگا۔[1]

روزہ کی شرائط

اگر جزاء میں روزے رکھے تو اس کے جائز ہونے کی پانچ شرط ہیں:

1. جزاء کی خاص طور سے نیت کرنا۔
2. رات سے روزہ کی نیت کرنا، اگر صبح صادق کے بعد نیت کی تو روزہ جزاء کے لئے کافی نہ ہوگا۔
3. نیت میں خاص طور سے کفارہ کی تعیین کرنا، اگر صرف روزہ کی نیت کی، یا نفل روزہ، یا کسی اور واجب کی نیت کی تو ادا نہ ہوگا۔
4. جس چیز کے بدلہ میں روزہ رکھنا ہے، اس کی تعیین کرنا، مثلاً یہ کہ دم تمتع وغیرہ وغیرہ کے بدلہ میں رکھتا ہوں۔
5. رمضان اور عید الفطر اور ایام تشریق (یعنی دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ) کے علاوہ کے ایام میں روزہ رکھنا، اگر ان ایام میں روزہ رکھے گا تو دوبارہ رکھنا واجب ہوگا۔[2]

جزاء کے روزوں کو مسلسل رکھنا شرط نہیں، البتہ افضل ہے، حرم میں، یا احرام کی حالت میں رکھنا بھی شرط نہیں، البتہ قران کے تین روزے حج کے مہینوں میں احرام حج اور عمرہ کے بعد اور تمتع کے تین روزے عمرہ کے احرام کے بعد رکھنے شرط ہیں، جیسا کہ پہلے قران و تمتع کے بیان میں گزر چکا۔[3]

---

1. (حیث اطلق الصدقة فالمراد نصف صاع من بر او صاع من غیره) کالتمر و الشعیر۔" (ارشاد الساری، فصل فی احکام الصدقة، ص: ۳۹۷)
2. (فصل فی احکام الصیام فی باب الاحرام) ای: کفارته (و له شرائط) ای: خمسة (الاول النیة): نیة الکفارة فلا یتأدی بدون النیة.....(الخامس: ان یصوم فی غیر الایام المنهیة و رمضان) ... فثبت انه لا یجوز صوم یوم النحر و ایام التشریق عن کفارة الصید و غیره من کفارات الحج۔" (ارشاد الساری، فصل فی احکام الصیام، ص: ۴۰۱)
3. "و لا یشترط فی شیء من الصیام فی باب الاحرام التتابع و لا الحرم و لا الاحرام الا صوم الثلاثة و القران۔" (غنیة الناسک، مطلب فی شرائط جواز الصیام، ص: ۲۶۷)

عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا

مسئلہ: آفاقی نے عمرہ کے احرام یا عمرہ کے طواف کے اکثر پھیر کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو حج قران ہو گیا، اس پر دم قران واجب ہوگا اور اگر عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں میں کرنے کے بعد، اسی سال بغیر اپنے وطن جائے حج کیا تو تمتع ہو جائے گا اور اگر اس سال حج نہیں کیا، یا کیا لیکن وطن جا کر پھر لوٹ کر کیا تو افراد ہو گیا۔

مسئلہ: مکی شخص اگر عمرہ کے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھ لے تو عمرہ چھوڑ دے اور اس کے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کے افعال کرنا چھوڑ دے، جب 9 ذی الحجہ کو زوال کے بعد وقوف عرفات کرے گا تو عمرہ ٹوٹ جائے گا اور عمرہ چھوڑنے کا دم دے اور اگر دونوں کر لئے تو ہو جائیں گے، لیکن جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا اور اگر مکی طوافِ عمرہ کے چار، یا چار سے کم چکر کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے تو حج کو چھوڑ دے، اس کے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کا جب حلق کرے اس وقت حج کے توڑنے کی نیت بھی کر لے، بغیر ان طریقوں کے احرام سے خارج نہ ہوگا، اور ایک دم اور حج وعمرہ کی قضاء اس پر واجب ہوگی اور اگر عمرہ سے فارغ ہو کر اسی سال حج کر لیا تو عمرہ کی قضاء واجب نہ ہوگی اور اگر دونوں کے افعال کر لے گا تو جائز ہے لیکن ایسا کرنا بُرا ہے اور جمع کرنے سے دم واجب ہوگا۔[1]

حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا

مسئلہ: مکّی نے اوّل حج کا احرام باندھا، اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس کو عمرہ ترک کرنا واجب ہے اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا، بلکہ اسی طرح کر لیا تو ہو جائے گا، لیکن ایک دم واجب ہوگا۔[2]

---

[1] ”فان أحرم المکی بهما معا او أدخل احرام الحج علی العمرة قبل طوافها فلا بد من رفض احدهما فرفض العمرة اولی بالاتفاق بان یرفض أفعالها فی الحال لیرتفض احرامها بالوقوف بعرفة و مضی فی حجته و علیه عمرة و دم الرفض و ان مضی فیهما جاز و اساء و علیه دم الجمع ... فلو أدخل الآفاقی احرام العمرة علی الحج قبل ان یطوف للقدوم شوطا لزماه، و هو قارن مسیء و علیه دم شکر اتفاقا او بعد ان یطوف له شوطا او بعد تمامه و هو بمکة او عرفة۔“ (غنیة الناسک، فصل فی الجمع المکروه بین عمرة و حجة، ص: ۲۳۱، ۲۳۰)

[2] فان أحرم المکی بهما معا او أدخل احرام الحج علی العمرة قبل طوافها فلا بد من رفض احدهما فرفض العمرة اولی بالاتفاق بان یرفض أفعالها فی الحال لیرتفض احرامها بالوقوف بعرفة و مضی فی حجته و علیه عمرة و دم الرفض و ان مضی فیهما جاز و اساء و علیه دم الجمع۔“ (غنیة الناسک، فصل یف الجمع المکروه بین عمرة و حجة، ص: ۲۳۰)

مسئلہ: آفاقی نے اول حج کا احرام باندھا، اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا، تو اگر طواف قدوم شروع کرنے سے پہلے باندھا ہے تو قارن ہوگیا دم قران واجب ہوگا، لیکن اس طرح احرام باندھنا بُرا ہے اور اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد، یا پورا کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو بھی قارن ہوگیا، لیکن ایسا کرنا بہت ہی برا ہے، اس کے لئے عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔[1]

مسئلہ: اگر عمرہ کا احرام ایام نحر اور ایام تشریق میں حج کے احرام سے سر منڈوانے سے پہلے یا بعد میں باندھ لیا تو عمرہ کو ترک کرنا واجب ہوگا اور دم اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی اور ترک نہیں کیا تو دونوں صورتوں میں عمرہ ہو جائے گا، لیکن جمع کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔[2]

مسئلہ: حج یا عمرہ کے ترک کرنے کا جن مسائل میں حکم کیا گیا، وہاں ترک کی نیت ضروری ہے، البتہ دو جگہ نیت ضروری نہیں، بلا نیت بھی ترک ہو جائے گا، ایک تو جس شخص نے دو حج کا احرام وقوف عرفہ کے فوت ہونے سے پہلے باندھا ہو، دوسرے جس نے دوسرے عمرہ کا احرام پہلے عمرہ کی سعی سے پہلے باندھا ہو، ان دونوں صورتوں میں جب محرم مکہ مکرمہ کی طرف چل دے گا تو بلا نیت بھی ایک احرام ترک ہو جائے گا۔[3]

حج اور عمرہ کے احرام کو فسخ کرنا

مسئلہ: حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو فسخ کرنا اور بدلنا جائز نہیں، فسخ کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد حج کا ارادہ ملتوی کر دینا اور حج کے افعال چھوڑ کر، عمرہ کے افعال کرنا

---

[1] فلو أدخل الآفاقی احرام العمرة علی الحج قبل ان یطوف للقدوم شوطا لزماه و هو قارن مسیء و علیه دم شکر اتفاقا او بعد ان یطوف له شوطا او بعد تمامه و هو بمکة او عرفة ... فایضا قارن مسیء و اکثر اساءة من الاول و ندب رفضها۔" (غنیة الناسک، مطلب فی جمع الآفاقی بینهما احرام، ص: ۲۳۱)

[2] و ان أحرم بها بعد الوقوف بعرفة قبل یوم النحر او فی أیام التشریق قبل الحلق او بعده و لو بعد طواف الزیارة لزمته مع کراهة التحریم و یلزمه رفضها لانه أدی رکن الحج فیصیر بانیا أفعال العمرة علی أفعال الحج من کل وجه و هو مکروه و قد کرهت العمرة فی هذه الأیام أیضا تعظیما لأمر الحج فلهذا یلزمه رفضها ... فان رفضها فعلیه دم لرفضها و قضاءها لصحة الشروع فیها ... و ان مضی فیها أجزأه ... و علیه دم لجمعه بینهما۔" (غنیة الناسک، مطلب فی جمع الآفاقی بینهما احرام، ص: ۲۳۲)

[3] و کل من علیه الرفض یحتاج الی نیة الرفض الا من جمع بین الحجتین قبل فوات الوقوف او بین العمرتین قبل السعی للاولی ففی هاتین الصورتین ترتفض احداهما من غیر نیة رفض لکن اما بالسیر الی مکة او الشروع فی أعمال احداهما۔" (غنیة الناسک، تتمة فی ضوابط هذا اللباب، ص: ۲۳۸)

اور اس احرام کو عمرہ کا احرام بنا دینا، یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کا ارادہ فسخ کر دینا اور اس احرام کو حج کا احرام کر دینا اور عمرہ کے افعال نہ کرنا۔[1]

احصار

یعنی دشمن یا درندہ یا مرض کی وجہ سے حج سے رُک جانا

احصار کے معنی لغت میں منع کرنے اور قید کرنے کے ہیں اور شرعاً حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا درندہ یا مرض وغیرہ کی وجہ سے عرفات اور طواف (دونوں سے) یا رکن عمرہ (یعنی صرف طواف) سے رک جانا، جس شخص کو روکا جائے، اس کو محصر کہتے ہیں، محصر کے معنی روکا گیا۔[2]

مسئلہ: اگر قارن (حج قران کرنے والا) یا مفرد (حج افراد کرنے والا) طواف یا وقوف عرفات دونوں میں سے کسی ایک پر قادر ہے، تو محصر نہ ہوگا اگر وقوفِ عرفہ کر لیا اور طوافِ زیارت سے روک دیا گیا، تو اس کا حج ہو گیا، بال منڈا کر احرام کھول دے لیکن جب تک طواف زیارت نہ کرے گا عورت حلال نہ ہوگی اور طوافِ زیارت جب چاہے کر سکتا ہے لیکن ایام نحر گزرنے کے بعد کرے گا تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا، اور اگر صرف وقوف سے روکا گیا تو جب تک حج کا وقت باقی ہے انتظار کرنا چاہیئے، جب حج فوت ہو جائے تو عمرہ کے افعال کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ سال حج کی قضاء کر لے۔[3]

مسئلہ: اگر محرم (جو شخص حالت احرام میں ہو) کو مکہ مکرمہ میں ہی کوئی ایسا مانع پیش آ جائے، کہ وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت دونوں نہ کر سکے، تو وہ بھی محصَر ہے، اگر صرف ایک سے رکا، تو مُحصر نہ ہوگا، کیونکہ اگر وقوف سے رکا ہے، تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر طوافِ زیارت سے رکا ہے تو یہ

---

[1] (لا یجوز و لا یصح)...(فسخ احرام الحج الی العمرة عند الثلاثة).........(خلافا لأحمد)....و هو ان یفسخ نیة الحج بعد ما أحرم به و یقطع أفعاله و یجعل احرامه و أفعاله للعمرة و کذ لا یجوز فسخ العمرة (یجعلها حجا عند الثلاثة) ای: من الأئمة (او الأربعة)۔" (ارشاد الساری، باب فی فسخ احرام الحج و العمرة، ص: ۲۹۷)

[2] هو منع المحرم بالحج عن الوقوف و الطواف جمیعا بعذر شرعی و بالعمرة عن الطواف فقط۔" (غنیة الناسک، باب الاحصار، ص: ۳۰۹)

[3] (فان قدر) ای: المحرم بالحج سواء کان قارنا او مفردا (علی الطواف او الوقوف فلیس بمحصر) فی ظاهر الروایة لانه ان منع عن الطواف فقط وقف یؤخر الطواف و یبقی محرما فی حق النساء و ان منع عن الوقوف فقط یکون فی معنی فائت الحج فیتحلل بعد فوات الوقوف عن احرامه بأفعال العمرة۔" (ارشاد الساری، باب الحصار، ص: ۴۱۲)

طواف ساری عمر میں ہوسکتا ہے، البتہ ایامِ نحر کے بعد کرنے سے دم واجب ہوگا۔[1]

مسئلہ: احصار کے اسباب یہ ہیں، ان میں سے اگر کوئی امر پیش آ گیا تو اس کو محصر کہا جائے گا۔

١ کسی دشمن کا روکنا چاہے دشمن مسلمان ہو یا کافر۔

٢ کسی ایسے درندہ کا ہونا جس کے دفع کرنے سے عاجز ہو۔

٣ قید ہونا یا بادشاہ (حکومت وقت) کا منع کرنا۔

٤ ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہوجانا کہ چل نہ سکے۔

٥ سفر کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا، خواہ اپنے غلبۂ ظن سے یا کسی مسلمان دین دار طبیب کے کہنے سے۔

٦ عورت کے محرم یا شوہر کا راستہ میں مکہ مکرمہ سے مدت سفر کی مُسافت پر مرجانا۔

٧ سفر خرچ کا ختم ہوجانا۔

٨ سواری کا ہلاک ہوجانا لیکن اگر پیدل چلنے پر قادر ہو تو محصر نہ ہوگا یا قادر ہے لیکن ہلاک کا اندیشہ ہے تو بھی محصر ہوگا۔

٩ پیدل چلنے سے عاجز ہونا اور سواری پر قدرت نہ ہو صرف سفر خرچ پر قدرت ہونا۔

١٠ مکہ مکرمہ یا عرفات کا راستہ بھول جانا۔

١١ شوہر کا اپنی بیوی کو حج نفل یا عمرہ سے روکنا جبکہ بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر احرام باندھا ہو۔

١٢ احرام کے بعد عورت پر عدت واجب ہونا، اگرچہ محرم موجود ہو۔

جب کسی مرد یا عورت کو ان اُمور مذکورہ میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے پیش آ جائے، تو وہ محصر ہوجائے گا اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد پیش آئے تو وہ شرعاً محصر نہ ہوگا۔[2]

---

١ و یتحقق بکل حابس یحبسه و لو بمکة بالاتفاق بین أئمتنا علی الاصح۔" (غنیة الناسک، باب الاحصار، ص: ٣٠٩)

٢ و یتحقق بکل حابس یحبسه و لو بمکة بالاتفاق بین أئمتنا علی الاصح کالکسر و العرج و القرح و الحبس و منع السلطان و لو بنهیه و العدو و لو مسلما اذا لم یجد طریقا آخر ...... و هلاک الراحلة الا اذا قدر علی المشی . . . و منه الضلالة عن طریق مکة او عرفة ...و منه منع الزوج زوجته اذا أحرمت بنفل او عمرة ......و منه العدة......الخ (غنیة الناسک، باب الاحصار، ص: ٣١٠، ٣٠٩)

مُحصَر کا حکم

مسئلہ: جب کوئی شخص امور مذکورہ کی وجہ سے شرعاً محصر ہو جائے تو اس امر کے زوال کا انتظار کرے اور مانع کے دُور ہونے کے بعد اگر حج مل سکے تو حج کرے ورنہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے گا اگر انتظار میں دِقّت ہو اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے، تو اس کو چاہیئے کہ اگر اس نے صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو کسی شخص کو ایک دم یا دم کی قیمت دے کر حرم میں بھیجے تا کہ وہ اس کی طرف سے حرم میں جا کر دم ذبح کرے اور دم کے ذبح کئے جانے کی تاریخ اور ذبح کا وقت متعین کر دے اور اس شخص ((محصر) کو اختیار ہے، کہ چاہے جس جگہ روکا گیا ہے، وہاں ہی ٹھہرا رہے یا اپنے مکان واپس آجائے یا اور کہیں چلا جائے اور دم ذبح ہونے کے بعد احرام سے حلال ہو جائے۔[1]

مسئلہ: مُحصر کے لئے احرام کھولنے کے لئے بال کٹانے یا منڈانے کی شرط نہیں، جس روز ذبح کا وقت مقرر کیا ہے اس روز کے وقت مقررہ پر صرف ذبح سے حلال ہو جائے گا، البتہ سر منڈانا مستحن ہے، محصر اگر قارن ہے، تو اس کو دو دم ذبح کرانے واجب ہیں، ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرہ کا، ہر ایک کے لئے دم کی تعیین شرط نہیں البتہ افضل ہے، اگر قارن نے صرف ایک دم ذبح کرایا، تو قارن کا احرام اس وقت تک نہ کھلے گا، جب تک دوسرا دم ذبح نہ کروالے، کیونکہ قارن دونوں احراموں سے ایک ہی وقت میں حلال ہوتا ہے۔[2]

مسئلہ: اگر وقت مقررہ سے پہلے حلال ہو گیا، یعنی کوئی فعل موجب جنایت کر لیا، یا معلوم ہوا کہ ذبح حرم میں نہیں ہوا، بلکہ حل میں ہوا ہے، تو اس جنایت کا کفارہ واجب ہوگا اگر جنایت بار بار ہو گی تو

---

[1] و اذا تحقق الاحصار فله ان یرجع الی أهله بلا تحلل و صبر محرما حتی زال المانع فان أدرک الحج فیها و الا تحلل بالعمرة بان یطوف و یسعی و یحلق و ان أراد استعجال التحلل بالهدی جاز أیضا دفعا لضرر امتداد الاحرام فبعث المفرد بالحج او العمرة هدیا او ثمنه لیشتری به فیذبهه فی الحرم و یجوز البدنة عن سبعة و اذا بعث الهدی ان شاء أقام فی مکانه و ان شاء رجع الی أهله او حیث شاء۔" (غنیة الناسک، فصل فی حکم الاحصار، ص: ۳۱۱)

[2] (و یجب ان یواعده یوما معلوما) ای: وقتا معینا (و یذبح فیه حتی یعلم وقت احلاله)... (و اذا ذبح فی الحرم)... (حل)... (و لو لم یبین أیهما للحج و أیهما للعمرة لم یضره)... (و لو بعث) ای: القارن (بهدی واحد لیتحلل من الحج)... (و یبقی فی احرام العمرة)... (لم یتحلل من واحد منهما)... (و لا یقید اشتراط الاحلال عند الاحرام شیئا۔" (ارشاد الساری، فصل فی بعث الهدی، ص: ۴۵۸، ۴۶۲)

کفارہ بھی اسی کے بقدر دینا ہوگا۔[1]

مسئلہ: دم احصار کو ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں، البتہ حرم میں ذبح ہونا شرط ہے، اگر ذبح کے بعد یہ معلوم ہوا کہ حرم میں ذبح نہیں ہوا بلکہ حل میں ہوا ہے تو دوسرا دم دوبارہ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہوگا۔[2]

احصار زائل ہونے کے بعد حج یا عمرہ کی قضا واجب ہونا

مسئلہ: جب محصر حرم میں دم ذبح کرانے کے بعد حلال ہو گیا، تو جس چیز کے احرام سے حلال ہوا ہے، احصار دور ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہوگی، اگر احرام حج سے حلال ہوا تھا، تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہوگا، بشرطیکہ حج کا وقت نکل گیا ہو اور احصار کے سال حج نہ کرسکا ہوا اور اگر ابھی اس سال کا حج نہیں ہوا اور اسی سال دوبارہ احرام باندھ کر حج کرلیا تو قضاء کی نیت کی ضرورت نہ ہوگی اور عمرہ کرنا بھی واجب نہ ہوگا اور اگر قران کے احرام سے حلال ہوا تھا تو اس کی قضا میں ایک حج اور دو عمرے واجب ہوں گے اور اس کو اختیار ہوگا کہ قران کرے اور ایک عمرہ بعد میں کرے یا حج علیحٰدہ اور دو عمرے علیحٰدہ علیحٰدہ کرے، یہ بھی اسی وقت ہے جب احصار کے سال قران نہ کرسکے اگر اسی سال کرلیا تو عمرہ قران ہی واجب ہوگا، دوسرا عمرہ قضا کا واجب نہ ہوگا اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا تھا تو صرف ایک عمرہ ہی کرنا ہوگا اور جس وقت چاہے عمرہ کرسکتا ہے۔[3]

مسئلہ: اگر ایسے احرام سے حلال ہوا، جس میں نہ حج کی نیت تھی نہ عمرہ کی، تو ایک عمرہ کرے اور اگر احرام کے وقت متعین کیا تھا، لیکن بعد میں بھول گیا، کہ حج کا تھا یا عمرہ کا، تو اس کو صرف ایک ہی دم

---

[1] و لو ظن ذبحه فی یوم المواعدة ففعل كالحلال او ذبح فی الحل ففعل كالحلال علی ظن الذبح فی الحرم فظهر خلافه لزمه جزاء ما جنی و يتعدد بتعدد الجنايات۔" (غنية الناسک، فصل فی حكم الاحصار، ص: ٣١٣)

[2] و الثامن: ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غيره لا يجزئه عن الذبح۔" (غنية الناسک، فصل فی شرائط كفاراتها الثلاث، مطلب فی شرائط جواز الدم، ص: ٢٦٢)

[3] و علی المحصر بالحج ان حل من حجه بالهدی و لم يحج من عامه حجة و عمرة قضاها بقران او أفرد و عليه نية القضاء فلو قضی الحجة من عام الاحصار لا تجب معها عمرة ....هذا اذا كان حل بالذبح و لم يحج من عامه اما لو كان حل بالعمرة او حج من عامه كان عليه عمرة القران فقط علی ما هو رواية الاصل۔" (غنية الناسک، باب الاحصار، فصل فی قضاء ما حل منه المحصر، ص: ٣١٣، ٣١٤)

حلال ہونے کے لئے بھیجنا کافی ہوگا، لیکن بعد میں ایک حج اور عمرہ کرنا ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر حج نفل سے احصار کی وجہ سے حلال ہوا تھا، تو اگر احصار کے سال ہی حج کر لیا، تو قضاء کی نیت ضروری نہیں اور اگر اس سال نہیں کیا بعد میں کیا تو قضاء کی نیت واجب ہوگی۔[2]

مسئلہ: اگر حج فرض سے محصر حلال ہوا، تو اس کے لئے قضاء کی نیت واجب نہیں، خواہ احصار کے سال حج کرے یا بعد میں اور عمرہ بھی حج کے ساتھ جب ہی واجب ہوگا، جب احصار کے سال حج نہ کیا ہو اور صرف ہدی ذبح کرا کے حلال ہوا ہو، اگر عمرہ کے افعال کر کے حلال ہوا تھا، تو قضاء میں عمرہ واجب نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: وجوب قضاء ہر محصر پر ہوتا ہے، خواہ حج فرض ہو یا نفل اپنا حج ہو یا حج بدل، حج صحیح ہو یا فاسد۔[4]

دم احصار بھیجنے کے بعد احصار کا دور ہو جانا

مسئلہ: اگر دم احصار بھیجنے سے پہلے ہی احصار زائل ہو گیا اور حج مل سکتا ہو تو جانا واجب ہے، اور اگر دم احصار روانہ کرنے کے بعد احصار زائل ہوا تو اب اگر اتنا وقت ہے کہ دم احصار اور حج دونوں مل سکتے ہیں تو حج کو جانا واجب ہے اور ہدی یعنی دم احصار کا اختیار ہے کہ جو چاہے کرے اب اسے ذبح کرنا واجب نہیں اور اگر حج اور ہدی دونوں نہیں مل سکتے یا صرف ہدی مل سکتی ہو حج نہیں مل سکتا تو جانا ضروری نہیں، اختیار ہے کہ جائے یا نہ جائے اور اگر ہدی تو نہیں مل سکتی لیکن حج مل سکتا ہے تو حلال

---

[1] ولو أحرم بشیء واحد لا ینوی حجۃ و لا عمرۃ فأحصر قبل التعیین یحل بھدی واحد و یقضی عمرۃ استحسانا و فی القیاس حجۃ و عمرہ و لو عینہ ثم نسیہ و أحصر یحل بھدی واحد و علیہ حجۃ و عمرۃ احتیاطا کما مر۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی حکم الاحصار، ص: ۳۱۲)

[2] و انما تلزم نیۃ القضاء اتفاقا اذا تحولت السنۃ و کان الاحصار بحج نفل۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی قضاء ما حل منع المحصر، ص: ۳۱۳)

[3] (اما ان قضاہ فی عامہ ذلک او کان حجہ) ... (حجۃ الاسلام) ... (فلا یحتاج الی نیۃ القضاء و ان تحولت السنۃ) ... (و کذلک وجوب العمرۃ مع الحج فیما اذا قضی بعد تحویل السنۃ و ان قضاہ فی عامہ لا یجب علیہ عمرۃ)۔" (ارشاد الساری، فصل فی قضاء ما أحرم بہ، ص: ۴۲۸)

[4] و یستوی فی وجوب القضاء المحصر بالحج الفرض و النفل و کذا المظنون علی الاصح و المفسد و الحاج عن الغیر و الحر و العبد الا ان وجوب أداء القضاء علی العبد یتأخر الی ما بعد العتق۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی قجاء ما حل منہ المحصر، ص: ۳۱۴)

ہونا جائز ہے، مگر حج کو جانا افضل ہے، اگر نہ گیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔[1]

مسئلہ: اگر قارن کا احصار ہدی روانہ کرنے کے بعد زائل ہوا اور اب اس کو نہ حج مل سکتا ہے، نہ ہدی تو جانا واجب نہیں، بلکہ اختیار ہے کہ چاہے یہیں ہدی کے ذبح ہونے کا انتظار کرے اور حلال ہوجائے، اور چاہے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کر کے حلال ہوجائے اگر جا کر عمرہ کرے گا تو قضا میں دوسرا عمرہ واجب نہ ہوگا ورنہ واجب ہوگا۔[2]

مسئلہ: عمرہ والے احصار میں اگر ہدی روانہ کردی ہے اور اگر ہدی نہیں مل سکتی تو جانا واجب نہیں اور عمرہ جب چاہے کرسکتا ہے چونکہ اس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔[3]

دمِ احصار پر قادر نہ ہونا

مسئلہ: اگر محصر کے پاس نہ ہدی کا جانور ہے اور نہ اتنا روپیہ ہے، کہ اس سے جانور خریدا جاسکے، یا جانور اور روپیہ تو موجود ہے، لیکن کوئی ایسا آدمی موجود نہیں، جس کے ذریعہ سے جانور یا قیمت بھیج کر دم ذبح کرائے تو وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا، جب تک کہ حرم میں ذبح نہ کرائے یا مکہ مکرمہ جا کر عمرہ نہ کرے، جب تک ان دونوں کاموں میں سے ایک کام نہ کرے گا، ہمیشہ محرم رہے گا۔[4]

مسئلہ: دمِ احصار کے عوض میں روزہ رکھنا یا صدقہ دینا کافی نہیں۔[5]

مسئلہ: قارن نے دو دم کی کچھ قیمت بھیجی، مگر اس سے صرف ایک ہی دم خریدا گیا اور ذبح کیا گیا تو

---

[1] المحصر بالحج اذا زال احصارہ بعد بعث الھدی فان قدر علی ادراک الھدی و الحج جمیعا یلزمہ التوجہ ......و اما اذا قدر علی ادراک الحج دون الھدی فجواز التحلل بالھدی استحسان صیانۃ لمالہ عن الضیاع۔" (غنیۃ الناسک، فصل فیما لو زال احصارہ، ص: ۳۱۴)

[2] (و ان زال احصار القارن لکن لا یدرک الحج و لا الھدی و لا یلزمہ التوجہ)... (بل ان شاء حل بالھدی)... (و ان شاء توجہ) ای: الی مکۃ (لیتحلل بأفعال العمرۃ)... (و لہ)... (فی ھذا)... (فائدۃ)... (ھی انہ لا یلزمہ عمرۃ فی القضاء)۔" (ارشاد الساری، فصل فی زوال الاحصار، ص: ۴۲۶)

[3] "اما المحصر بالعمرۃ فلا یتصور فی حقہ عدم ادراک العمرۃ لان وقتھا جمیع العمر .....الخ (غنیۃ الناسک، فصل فیما لو زال احصارہ، ص: ۳۱۵)

[4] "و ان لم یجد الھدی، او ثمنہ او من یبعث بھدیہ بقی محرما حتی یجد او زال المانع و الا بقی محرما ابدا۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی حکم الاحصار، ص: ۳۱۲)

[5] "و لا یجزئ عن الھدی بدل لا صدقۃ و لا صوم۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی حکم الاحصار، ص: ۳۱۲)

جب تک دوسرا دم ذبح نہ کیا جائے گا حلال نہ ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر حج نفل کا احرام باندھا، اور محرم ساتھ موجود تھا، لیکن شوہر نے عورت کو جانے سے روک دیا، تو وہ محصر ہوگئی اور شوہر کو حق ہے کہ فی الحال اس کا احرام کھلوا دے، دمِ احصار کے ذبح کرنے تک انتظار نہ کرے، لیکن عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ واجب ہوگا، بخلاف حج فرض کے کہ اگر محرم ساتھ نہ ہو اور شوہر روک دے، تو بلا ہدی ذبح کئے حلال نہ ہوگی۔[2]

حج فوت ہوجانا

مسئلہ: جس شخص نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ دس ذی الحجہ کو صبح صادق تک بالکل نہیں کیا تو اس کا حج فوت ہوگیا اور اگر نو ذی الحجہ کے زوال سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وقت تھوڑی سی دیر بھی وقوف کرلیا تو حج پورا ہوگیا۔[3]

مسئلہ: جب حج فوت ہوجائے، چاہے عذر سے یا بلا عذر تو حج کے باقی افعال ترک کردے اور واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کرکے حجامت بنوا کر احرام کھول دے۔[4]

مسئلہ: اگر مفرد تھا اور حج نہیں ملا اور عمرہ کرکے حلال ہوگیا تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اور عمرہ اور دم واجب نہیں اور نہ طواف وداع واجب ہے۔

اور اگر قارن تھا تو اگر حج فوت ہونے سے پہلے عمرہ نہیں کیا تھا تو اس کو اول ایک طواف اور سعی عمرہ کے لئے کرنی چاہیئے، اس کے بعد ایک طواف اور سعی حج فوت ہونے کی کرکے، بال منڈوا کر حلال

---

[1] و القارن هديين و لا يتحلل الا بذبح الثانی۔" (غنية الناسک، فصل فی حکم الاحصار، ص: ۳۱۲)

[2] هو کل محصر منع عن المضی فی موجب الاحرام شرعا لحق العبد کالمرأة اذا أحرمت بغير اذن الزوج يحج نفل ان کان لها محرم و الا فهی محصرة لحق الشرع... فلهما ان يحللهما فی الحال و لا يؤخر تحليلهما الی ذبح الهدی ثم عليها هدی الاحصار و حجة و عمرة... و التفصيل فی المحصر الذی هل بالهدی اما اذا أحرمت بحجة الاسلام و لا محرم لها فهی محصرة لحق الشرع فلا يحللها زوجها الا بالهدی۔" (غنية الناسک، فصل فی المحصر الذی يتحلل الخ، ص: ۳۱۵

[3] (فائت الحج هو الذی أحرم به ثم فاته الوقوف بعرفة و لم يدرک شيئا منه)... (و لو ساعة لطيفة)... (و لو أدرک ساعة من وقته)... (نهارا) ای: بعد زوال عرفة (او ليلا)... (فقد تم حجه) لقوله عليه الصلاة و السلام من أدرک عرفة قبل طلوع الفجر فقد أدرک الحج۔" (ارشاد الساری، باب الفوات، ص: ۴۲۹)

[4] من فاته الحج و لو فاسدا فرضا کان او منذورا او تطوعا بفوات الوقوف بعرفة و لو بلا عذر مع انه آثم فليحل بمثل أفعال العمرة حتما فيطوف و يسعی ثم يحلق او يقصر۔" (غنية الناسک، باب الفوات، ص: ۳۱۸)

ہوجائے اور اس پر صرف حج کی قضا واجب ہوگی، دم قران ساقط ہوجائے گا اور قضاء میں عمرہ واجب نہیں ہوگا اور قارن تلبیہ اس وقت موقوف کرے جس وقت وہ طواف کرے جس سے احرام کھولے گا۔

اور اگر متمتع تھا تو تمتع حج فوت ہونے سے باطل ہوجائے گا اور دم تمتع ساقط ہوجائے گا، عمرہ کر کے حلال ہوجائے اور آئندہ سال حج قضا کرے۔[1]

مسئلہ: جس کا حج فوت ہوجائے اس پر طواف وداع اور حج کی قربانی واجب نہیں ہوتی۔[2]

مسئلہ: حج نفل ہو، یا فرض، یا نذر اور شروع سے فاسد ہو، یا بعد میں فاسد ہوگیا ہو، سب کے فوت ہوجانے کا ایک ہی حکم ہے۔[3]

مسئلہ: عمرہ فوت نہیں ہوتا، کیونکہ یوم عرفہ اور عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے علاوہ ہر وقت جائز ہے، ان ایام میں مکروہ تحریمی ہے، اگر کوئی ان ایام میں کرلے گا تو صحیح ہوجائے گا مگر گناہ ہوگا۔[4]

قضاء حج کے اسباب

مسئلہ: حج کی قضا واجب ہونے کے چار سبب ہیں:

1. وقوف عرفہ کا فوت ہوجانا۔
2. احصار یعنی وقوف عرفہ سے رک جانا۔
3. جماع سے حج کو فاسد کرنا۔
4. حج کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو چھوڑنا۔[5]

---

[1] ان کان مفردا و یقطع التلبیة حین استلم الحجر لانه عمرة فعلا و علیه قضاء الحج من قابل و لا عمرة علیه فی القضاء و لا دم الا انه مستحب کما فی الفتح و التبیین و ان کان قارنا فان طاف لعمرته قبل الفوات فهو کالمفرد و الا یطوف اولا لعمرته و یسعی لها لانها لا تفوت ثم یطوف طوافا آخر لفوات الحج و یسعی له ثم یحلق او یقصر و قد بطل عنه دم القران و یقطع التلبیة حین استلم الحجر فی الطواف الثانی و علیه حجة لا غیر و ان کان متمتعا بطل تمتعه و سقط عنه دم و ان ساقه معه یصنع به ما شاء ... و علیه قضاء حجة فقط و لیس علی فائت الحج طواف الصدر۔" (غنیة الناسک، باب الفوات، ص: ۳۱۸)

[2] ایضا

[3] ایضا

[4] و العمرة لا تفوت۔" (غنیة الناسک، باب الفوات، ص: ۳۱۹)

[5] (فصل الاسباب الموجبة لقضاء الحج) اربعة (الفوت) ... (و الاحصار) ... (و الافساد) ای: بالجماع ... (و الرفض) ای: رفض احرام الحج بعد احرامه به۔" (ارشاد الساری، فصل فی الاسباب الموجبة لقضاء الحج، ص: ۴۳۲)

حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا

کسی دوسرے شخص سے حج کروانے والے کو آمر (یعنی حکم کرنے والا) کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حج بدل کرتا ہے اس کو مامور کہتے ہیں۔

مسئلہ: ہر شخص اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو (چاہے وہ زندہ ہو یا مردہ) بخش سکتا ہے، وہ عمل چاہے روزہ ہو یا نماز، حج ہو یا صدقہ، یا اور کوئی عبادت ہو۔[1]

مسئلہ: عبادات کی تین قسمیں ہیں:

❶ عبادتِ مالی جیسے زکوٰۃ، صدقہ فطر، یہ نائب کے ذریعہ ادا کی جاسکتی ہیں، چاہے ضرورت کی وجہ سے نائب مقرر کرے یا بلا ضرورت۔

❷ عبادت بدنی جیسے نماز روزہ، یہ نائب کے ذریعہ ادا نہیں کی جاسکتیں۔

❸ عبادت مالی اور بدنی دونوں کا مجموعہ جیسے حج، یہ نائب کے ذریعہ صرف اس وقت ادا کی جاسکتی ہے، کہ خود جس پر حج فرض ہو، ادا کرنے پر قادر نہ ہو، اگر خود قادر ہو تو پھر دوسرے سے نہیں کرا سکتا۔[2]

مسئلہ: حج نفل اور عمرہ نفل دوسرے سے بہر صورت کرانا جائز ہے، یعنی چاہے کرانے والا خود قادر ہو یا نہ ہو۔[3]

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں اَدا کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہو گیا، تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے، چاہے اپنی زندگی میں

---

❶ اعلم ان الاصل فی هذا ان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره من الأموات و الأحیاء حجا او صلاة او صوما او صدقة او غیرها کتلاوة القرآن و سائر الاذکار فاذا فعل شیئا من هذا و جعل ثوابه لغیره جاز بلا شبهة و یصل الیه عند أهل السنیة و الجماعة۔" (ارشاد الساری، باب الحج عن الغیر، ص: ۴۳۳)

❷ (العبادة المالیة) کزکاة و کفارة (تقبل النیابة) عن المکلف (مطلقا) عند القدرة و العجز و لو النائب ذمیا... (و البدنیة) کصلاة و صوم (لا) تقبلها (مطلقا و المرکب منهما) کحج الفرض (تقبل النیابة عند العجز فقط) لکن (بشرط دوام العجز الی الموت)۔" (رد المحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر: ۲/ ۵۹۷، ۵۹۸، سعید)

❸ و ان کانت نافلة کحج النفل و عمرة التطوع تجزئ فی الحالتین و لا یشترط فیه العجز و لا غیره مما یشترط فی حج الفرض۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۲۰)

کروائے، یا مرنے کے بعد حج کروانے کی وصیت کر جائے، اس پر وصیت واجب ہے۔

مسئلہ: اگر حج کے واجب ہونے کی شرائط پائی جائیں، لیکن ادا کرنے کا وقت نہیں ملا، یا حج کے لئے جاتے ہوئے راستہ میں مر گیا تو اس کے اوپر سے حج ساقط ہو گیا اور اس پر حج کرانے کی وصیت واجب نہیں۔

مسئلہ: عاجز ہونے کے اسباب یہ ہیں:

1. موت۔
2. قید۔
3. ایسا مرض کہ جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو، جیسے فالج، اندھا ہونا، لنگڑا ہونا۔
4. اتنا بوڑھا ہونا کہ سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہے۔
5. عورت کے لئے محرم نہ ہونا۔
6. راستہ پر امن نہ ہونا۔

ان تمام اعذار کا موت تک باقی رہنا عاجز ہونے کے ثابت ہونے کے لئے شرط ہے۔[1]

حج بدل کی شرائط

حج نفل دوسرے شخص سے کروانے کے لئے، حج کرنے والے میں صرف اہلیت یعنی اسلام، عقل اور تمیز ہونا کافی ہے اور کوئی شرط نہیں، البتہ حج فرض کسی دوسرے سے کروانے کے لئے بیس شرطیں ہیں، بغیر ان شرائط کے اگر کسی دوسرے سے حج کروایا جائے گا تو ادا نہ ہوگا۔

1. جو شخص اپنا حج کروائے اس پر حج فرض ہونا، اگر کسی نے حج فرض ہونے سے پہلے حج کروا دیا اور بعد میں مال دار ہو گیا تو پھر دوبارہ حج کروانا فرض ہے، پہلا حج نفل ہوگا، فرض نہ ہوگا۔
2. حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے تنگدست ہو جانے کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے عاجز ہو جانا، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد عاجز ہونے سے پہلے حج کروایا اور پھر عاجز

---

[1] (اعلم ان کل من وجب علیه الحج) ای: حجة الاسلام و القضاء او النذر و هو قادر علی الأداء بنفسه... (و عجز عن الأداء بنفسه)... (یجب علیه الاحجاج) ای: بان یحج عنه فی حال حیاته او بعد مماته (ان فرط) ای: قصر (فی التأخیر)... فامامن وجب علیه الحج فحج من عامه فمات فی الطریق لا یجب علیه الایصاء بالحج لانه لم یؤخر بعد الایجاب... (و ان مات قبل التمکن من أدائه سقط عنه الحج)... (و لاتجب علیه الوصیة به)۔" (ارشاد الساری، باب الحج عن الغیر، ص: ۴۳۴)

ہوگیا، تو حج فرض ادا نہیں ہوا، دوبارہ کروانا واجب ہے۔

۳ موت کے وقت تک عاجز رہنا، اگر مرنے سے پہلے عذر جاتا رہا اور خود قادر ہوگیا تو خود حج کرنا واجب ہوگا، البتہ اگر ایسا عذر ہو کہ جو اکثر دور نہیں ہوتا، جیسے اندھا ہونا تو ایسے عذر کی حالت میں حج کروانے کے بعد اگر آنکھیں قدرتاً اچھی ہوجائیں، تو حج کرنا پھر واجب نہ ہوگا۔

۴ دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم کرنا اگر خود موجود ہو اور اگر مرگیا ہو اور حج کروانے کی وصیت کرگیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے، البتہ وارث اپنے مورث کی طرف سے، یا اولاد اپنے والدین کی طرف سے، ان کے مرنے کے بعد بلا اجازت حج کرے، تو جائز ہے، اگر میت نے وصیت نہیں کی اور پھر وارث، یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کر دیا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ فرض ادا ہوجائے گا۔

۵ مصارفِ سفر میں حج کروانے والے کا روپیہ صرف ہونا، اگر حج کرنے والے نے اپنا روپیہ خرچ کیا تو خود اس کا حج ہوگا، حج کروانے والے کا نہ ہوگا۔

۶ احرام کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا، اگر احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی اور حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے نیت کرلی، تب بھی درست ہے، اگر افعال حج شروع کرنے کے بعد اس کی طرف سے نیت کی تو حج فرض آمر کا نہ ہوگا اور خرچہ آمر کو واپس کرنا لازم ہوگا۔[1]

مسئلہ: زبان سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، افضل ہے، ضروری نہیں، دل سے نیت کرنا کافی ہے۔[2]

---

[1] و ان كانت نافلة كحج النفل و عمرة التطوع تجزئ فی الحالتين و لا يشترط فيه العجز و لا غيره ..... و لا جزاء النيابة فی حجة الاسلام و نحوها كالقضاء و النذر عشرون شرطا: الاول: وجوب الحج على المحجوج عنه باليسار و الصحة فلو أحج عنه فرضا و هو فقير صحيح البدن ثم ملک مالا و وجب الحج عليه لا يجزئه عما وجب عليه بعده بل هو نفل له بلا خلاف ..... السادس: نية الحج عن المحجوج عنه عند الاحرام او تعيينه قبل الشروع فی الأعمال .... الخ (غنية الناسک، فصل فی شرائط النيابة فی الحج الفرض، ص: ۳۲۰، ۳۲۵)

[2] "السادس: نية الحج عن المحجوج عنه عند الاحرام او تعيينه قبل الشروع فی الأعمال فلو قال بلسانه: أحرمت عن فلان او لبيک بحجة عن فلان فهو أفضل و الا تكفی نية القلب و لو نسی اسمه فنوی عن الآمر صح۔" (غنية الناسک، فصل فی شرائط النيابة فی الحج الفرض، ص: ۳۲۵)

مسئلہ: اگر آمر کا نام بھول گیا تو صرف آمر کی طرف سے نیت کر لینا کافی ہے۔[1]

مسئلہ: کسی شخص پر حج فرض تھا اور اس کے حکم سے کسی نے اس کی طرف سے حج کیا اور فرض یا نفل کی کچھ نیت نہیں کی، تو آمر کا حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر نفل کی نیت کی تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔[2]

❼ صرف ایک شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھنا، اگر دو شخصوں کی طرف سے احرام باندھ کر حج کیا تو دونوں میں کسی کا بھی حج نہ ہوگا، حج کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا روپیہ واپس کرنا پڑے گا۔[3]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے بغیر کسی کے حکم کے بطور احسان یا ایصال ثواب کے لئے دو اجنبی آدمیوں کی طرف سے، یا اپنے والدین کی طرف سے ایک احرام میں نیت کی، تو احرام کے بعد افعال کرنے سے پہلے، یا بعد فراغت کے، اگر کسی ایک کے لئے اس حج کو کر دے تو درست ہے، کیونکہ یہ حج ادا کرنے والے کا ہوا ہے، اس کو اختیار ہے جس کو چاہے، ثواب بخش دے چاہے ایک کو چاہے دونوں کو۔[4]

❽ صرف ایک حج کا احرام باندھنا، اگر اول کسی شخص کی طرف سے احرام باندھا اور پھر دوسرا احرام اپنی طرف سے باندھ لیا تو آمر کا حج نہ ہوگا، جب تک دوسرے احرام کو ترک نہ کرے گا۔[5]

❾ خود مامور اگر آمر کی طرف سے کسی اور سے حج کروائے گا تو حج نہ ہوگا اور دونوں ضامن ہوں گے، ہاں اگر آمر نے اختیار دیا ہو کہ خود کرنا، یا کسی سے کروا دینا تو ہو جائے گا اور آمر کے لئے

---

❶ ایضا

❷ رجل مات و علیہ حجۃ الاسلام فحج عنہ رجل باذنہ و لم ینو لا فرضا و لا نفلا فانہ یجوز عن حجۃ الاسلام و لو نوی تطوعا لا یجوز عن حجۃ الاسلام۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط النیابۃ فی حج الفرض، ص: ۳۲۵)

❸ السابع: ان یفرد الاھلال لو احد معین فلو أھل بحجۃ عن آمریہ و لو کانا أبویہ او الأجنبیین کما فی الفتح بطلت نیتہ عنھما و وقعت الحجۃ عنہ و ضمن نفقتھما ان أنفق من مالھما لانہ خالفھما بترک التعیین و لا یقدر علی جعلہ لا حدھما لعدم الاولویۃ۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط النیابۃ، ص: ۳۲۵)

❹ لو أھل بحجۃ عن أبویہ من غیر أمرھما او عن الأجنبیین کذلک فانہ و ان تلغوا نیتہ لھما فی الاحرام لعدم الأمر و تقع الأعمال عنہ البتۃ حتی یسقط بہ الفرض عنہ و ان جعل ثواب لغیرہ۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط النیابۃ، ص: ۳۲۷)

❺ الثامن: ان یحرم بحجۃ واحدۃ..... التاسع: تعیین المأمور المعین ان عینہ الآمر.... العاشر: ان یحج المأمور بنفسہ.....و ینبغی للوصی ان یأذن لہ فی ان یحج غیرہ اذا مرض۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی شرائط النیابۃ، ص: ۳۲۸)

مناسب یہی ہے کہ مامور کو اختیار دیدے، تاکہ عذر کے وقت دوسرے سے کروا سکے۔[1]

⓾ اگر آمر نے اس طرح متعین کیا ہے کہ فلاں شخص حج کرے، دوسرا نہ کرے، اگر وہ فلاں شخص مر گیا تو کسی دوسرے کا حج کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر فقط فلاں کا نام لیا اور دوسرے کی نفی نہیں کی اور فلاں مر گیا اور کسی دوسرے سے حج کروا دیا تو جائز ہے۔[2]

مسئلہ: اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں حج کرے اور فلاں نے حج کرنے سے انکار کیا اور وصی نے کسی دوسرے سے حج کروایا تو جائز ہے اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر بھی کسی دوسرے سے کروایا تب بھی جائز ہے۔[3]

⓫ آمر کے وطن سے حج کرنا، اگر تہائی مال میں گنجائش ہو، ورنہ جس جگہ سے میقات سے پہلے سے ہو سکے، وہاں سے کروا دیا جائے، اگر اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہے۔[4]

⓬ سواری پر حج کرنا اگر تہائی مال میں گنجائش ہو، اگر کسی نے پیدل حج کیا، تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور مامور پر روپے کی واپسی واپس واجب ہوگی، ہاں اگر خرچ کم ہو گیا اور پھر پیدل چلا تو جائز ہے۔[5]

مسئلہ: خرچ میں اور سواری پر چلنے میں اکثر کا اعتبار ہے، اگر اکثر روپیہ آمر کا خرچ کیا، یا اکثر راستہ سواری پر چلا تو فرض ادا ہو جائے گا ورنہ نہیں۔[6]

⓭ حج یا عمرہ جس چیز کا حکم کیا ہے، اس کے لئے سفر کا ہونا اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے اول عمرہ کیا، پھر میقات پر لوٹ کر اسی سال، یا آئندہ سال حج کا احرام باندھا تو آمر کا حج نہ ہوگا۔[7]

---

① ایضاً

② ایضا

③ "و لو أوصی بان یحج عنه فلان فأبی فلان فدفع الوصی الی غیره جاز أیضا۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط النیابة، ص: ۳۲۸)

④ "الحادی عشر: ان یحج من بلده من ثلث ماله ان أوصی بالحج عنه... فان ضاق الثلث او المال الذی عینه المیت من ان یحج من بلده او من مکان عینه فمن حیث یبلغ و ان لم یکن من مکان بطلت الوصیة (غنیة الناسک، فصل فی شرائط النیابة، ص: ۳۲۹)

⑤ الثانی عشر: ان یحج راکبا من بلده ان کان الثلث یحتمل الرکوب هذا لو أمره بالحج... و المعتبر رکوب اکثر الطریق فان ضاق الثلث عن رکوب اکثره فأحجوا عنه من بلده ماشیا جاز۔" (غنیة الناسک، فصل فی شرائط النیابة، ص: ۳۳۱)

⑥ (السادس: ان یحج بمال المحجوج)..... (السابع: ان یحج راکبا)... ثم العبرة فی الرکوب و المشی للاکثر.... الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط جواز الاحجاج، ص: ۴۳۸-۴۴۰)

⑦ (العاشر ان یحرم من المیقات)... (فلو اعتمر و قد أمره بالحج من عامه من مکة لا یجوز)۔" (ارشاد الساری، فصل فی شرائط جواز الاحجاج، ص: ۴۴۲)

⑭ آمر کی میقات سے احرام باندھنا، اگر مامور نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ جا کر حج کا احرام باندھا اور حج کرلیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔[1]

⑮ آمر کی مخالفت نہ کرنا، اگر آمر نے افراد یعنی صرف حج کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع کیا، تو مخالف ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور حج مامور کا ہوگا، اسی طرح اگر قران کیا، تو بھی مخالف ہوگا اور ضمان دینا ہوگا، البتہ قران آمر کی اجازت سے کرنا جائز ہے، لیکن دم قران اپنے پاس سے دینا ہوگا، آمر کے روپے سے دینا جائز نہیں اور تمتع کرنا اجازت سے بھی جائز نہیں اگر اجازت سے تمتع کرے گا تو گو مامور پر ضمان نہ ہوگا، لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔[2]

نوٹ: موجودہ دور میں علماء نے تمتع کرنے کی بھی اجازت دیدی ہے جبکہ آمر سے اجازت لے لی جائے، البتہ بہتر یہی ہے کہ حج افراد کیا جائے۔

⑯ مامور کا حج کو فاسد نہ کرنا، اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر کے حج فاسد کر دیا، تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور حج فاسد کی قضاء اپنے مال سے واجب ہوگی اور حج قضاء بھی مامور کی طرف سے ہی واقع ہوگا، آمر کا حج اس سے ادا نہ ہوگا اور آمر کے لئے اگر حج کرنا چاہے تو دوبارہ حج کرنا ہوگا، حج کی قضا کافی نہ ہوگی۔[3]

⑰ حج کا فوت نہ ہونا، اگر حج فوت ہوگیا تو آمر کا حج نہ ہوگا اور اگر مامور کی سستی یا کام کی وجہ سے حج فوت ہوا ہے، تو ضمان واجب ہوگا اور اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے فوت ہوگیا، تو ضمان نہ ہوگا۔[4]

---

[1] ایضاً

[2] "الخامس عشر: عدم المخالفة فلو أمره بالحج فتمتع و لو عن الآمر فهو مخالف ضامن اجماعا لان الأمر بالحج تضمن الأمر بالسفر له و باحرامه من الميقات و بالعمرة ينتهى سفره اليها و يصير حجه مكيا فكان مخالفا من وجهين و لو أمره بالحج فقرن عنه فهو مخالف ضامن عند ابى حنيفة رحمه الله تعالى... الخ (غنية الناسک، باب الحج عن الغير، فصل فی شرائط النيابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۳)

[3] السادس عشر: ان لا يفسد حجه فلو أفسده صار مخالفا و يضمن ما أنفقه فی الطريق و يرد ما بقی و عليه قضاء الفاسد بمال نفسه و لا يسقط به حج الميت لانه مخالف صار الاحرام واقعا عن المأمور أيضا و عليه حجة أخرى للآمر، كما صرح به فی المعراج حيث قال: ان الاصح ان عليه حجة أخرى للآمر سوى القضاء فيحج عن نفسه ثم عن الآمر نقله فی المنحة و رد المحتار و الظاهر ان اطباله بالردة فی حکم افساده بالجماع، (غنية الناسک، باب الحج عن الغير، فصل فی شرائط النيابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۴)

[4] السابع عشر: عدم الفوات بتقصير منه بان تشاغل بحوائج نفسه او بآفة سماوية كمرض و سقوط عن بعير و نحو ذلک فلو فاته لتقصير منه يضمن النفقة سواء كان الفوات بسبب الاحصار او غيره... الخ (غنية الناسک، باب الحج عن الغير، فصل فی شرائط النيابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۴، ۳۳۵)

۱۸ آمر اور مامور کا مسلمان ہونا، وصی کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔[۱]

۱۹ آمر اور مامور کا عاقل ہونا، اگر وصی ہو تو وصی کا عاقل ہونا بھی شرط ہے۔[۲]

۲۰ مامور کو اتنی تمیز ہونا کہ حج کے افعال کو سمجھتا ہو۔[۳]

مسئلہ: اجرت پر حج کرنا، کروانا جائز نہیں، اس لئے ایسے الفاظ سے حج کا حکم نہ کرے کہ جس سے اجرت سمجھی جائے، لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج آمر کا ہی ہوگا اور مامور سے اجرت واپس لی جائے گی اور بقدر خرچ حج کرنے والے کو روپیہ دلایا جائے گا۔[۴]

مسئلہ: جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا، اگر وہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے، تو حج ہو جائے گا، لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔[۵]

مسئلہ: عورت کو مرد کی طرف سے، یا عورت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے، اگر محرم ساتھ ہو اور شوہر اجازت دے، مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔[۶]

مسئلہ: ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے، جو عالم اور مسائل سے خوب واقف ہو اور اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو۔[۷]

مسئلہ: اگر مامور سے حج اپنی کوتاہی سے فوت ہو گیا، تو مامور پر ضمان واجب ہوگا، لیکن اگر آئندہ سال اپنے روپے سے آمر کا حج ادا کر دے گا تو آمر کا حج ادا ہو جائے گا اور اگر مامور نے کوئی کوتاہی

---

۱ الثامن عشر: اسلام الآمر و المأمور دون الوصی کما فی الزکاة (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۶)

۲ التاسع عشر: عقلهما و عقل الوصی أیضا ... الخ (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۶)

۳ العشرون: تمییز المأمور لاعمال الحج۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، فصل فی شرائط النیابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۶)

۴ (الخامس عدم اشتراط الأجرة) ..... (فلو استأجر رجلا بأن قال له: استأجرک علی ان تحج عنی بکذا لا یجوز حجه عنه) .... (و ان قال أمرتک ان تحج عنی من غیر ذکر الاجارة یجوز) ... الخ (ارشاد الساری، فصل فی شرائط جواز الاحجاج، ص: ۴۳۷)

۵ (فیجوز حج الصرورة) ... و هو الذی لم یحج عن نفسه (الا ان الأفضل) ... (ان یکون قد حج عن نفسه) ..... (ارشاد الساری، فصل فی شرائط جواز الاحجاج، ص: ۴۵۲)

۶ فیجوز احجاج المراهق و العبد و الأمة باذن المولی و کذا المرأة باذن زوجها و وجود محرم معها و لکنه یکره احجاجهم الا احجاج الحرة للمرأة و مع هذا الرجل أفضل لها۔" (غنیة الناسک، فصل فیما لیس من شرائط النیابة فی الحج، ص: ۳۳۷)

۷ و الأفضل احجاج الحر العالم بالمناسک الذی حج عن نفسه حجة الاسلام۔" (غنیة الناسک، فصل فیما لیس من شرائط النیابة، ص: ۳۳۸)

نہیں کی تو ضمان واجب نہ ہوگا، پھر دوسرے سال آمر کی طرف سے حج کردے۔[1]

مسئلہ: دم احصار آمر کے مال سے دے سکتا ہے۔[2]

مسئلہ: جس سال آمر نے حج کا حکم کیا اس سال نہیں کیا، بلکہ دوسرے سال کیا تو آمر کا حج ہوجائے گا اور مامور پر ضمان واجب نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ: حج کے بعد مامور کو آمر کے وطن لوٹ کر آنا افضل ہے، اگر مکہ میں رہ گیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔[4]

نوٹ: حج بدل کرنے اور کروانے والے کے لئے مناسب یہی ہے کہ آمر مامور کو رقم کے استعمال میں مکمل طور پر اختیار دے دے تاکہ بعد میں کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔[5]

حج بدل کرنے والے کے لئے سفر خرچ

مسئلہ: حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کے لئے متوسط طریق سے کافی ہو کہ نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔[6]

مسئلہ: مصارف میں سواری، روٹی، گوشت سالن، احرام کا لباس، پانی کا سامان، سفر کے کپڑے، دیگر ضروریات کا خرچ، سامان اٹھانے والے کی مزدوری، حجام کی اجرت، مکان کا کرایہ، حفاظت کا کرایہ، مامور کی حیثیت کے مطابق سب داخل ہیں اور آمر کے مال سے کسی کی دعوت کرنی، یا

---

[1] السابع عشر: عدم الفوات بتقصیر منه بان تشاغل بحوائج نفسه او بآفة سماوية كمرض و سقوط عن بعير و نحو ذلک فلو فاته لتقصير منه يضمن النفقة سواء كان الفوات بسبب الاحصار او غيره.....الخ (غنية الناسک، فصل فی شرائط النيابة فی الحج الفرض، ص: ۳۳۴، ۳۳۵)

[2] و لو فاته الحج او أحصر و تحلل بذبح الهدى فنفقته فى رجوعه من مال الميت۔" (غنية الناسک، فصل فی شرائط النيابة، س: ۳۳۵)

[3] (و لو أمره ان يحج) اى: عن الميت (هذه السنة) اى: و اعطاه الدراهم (فلم يحج) اى: تلک السنة (و حج من قابل جاز) اى: عن الميت و لا يضمن النفقة۔" (ارشاد السارى، فصل فى شرائط جواز الاحجاج، ص: ۴۵۴)

[4] (و لو أحج) اى: رجل (رجلا يحج) اى: بان يحج (عنه ثم يقيم بمكة) اى: هو باختياره او باذن من آمره جاز (و الافضل ان يعود اليه) اى: الى بلده او بلد آمره... (ارشاد السارى، فصل فى شرائط جواز الاحجاج، ص: ۴۵۴)

[5] اما ان وسع عليه الميت فله ان يفعل جميع ما ذكرنا بلا خلاف و لهذا ينبغى له ان يستوسع عن الآمر فى كل شىء كيلا يضيق الأمر عليه۔" (غنية الناسک، فصل فى النفقة، ص: ۳۴۳)

[6] هى ما يكفى الحاج المأمور لذهابه و ايابه الى بلد الميت منفقا على نفسه بالمعروف من غير تبذير و لا تقتير من طعام و ادام.....الخ (غنية الناسک، فصل فى النفقة، ص: ۳۴۲)

کھانے میں شریک کرلینا، یا صدقہ دینا، یا قرض دینا جائز نہیں، ہاں اگر آمر نے ان سب چیزوں کی اجازت دی ہو تو جائز ہے۔[1]

مسئلہ: احتیاط یہ ہے کہ آمر سے ہر چیز میں خرچ کرنے کی اجازت لے لے تاکہ تنگی اور مواخذہ نہ ہو۔[2]

مسئلہ: راستہ میں کسی جگہ اگر قافلہ، یا جہاز کے انتظار میں قیام کرے تو خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر اپنی کسی ضرورت سے قیام کرے گا، تو خرچہ مامور کے مال سے ہوگا، اسی طرح واپسی میں اگر جہاز، یا قافلہ کی وجہ سے کہیں قیام کرے گا تو خرچہ آمر پر ہے اور اگر اپنی ضرورت سے قیام کرے گا تو اپنے پاس سے خرچ کرنا ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر ذی الحجہ سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو بلا اجازت آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں، بلکہ ذی الحجہ شروع ہونے کے وقت تک اپنے پاس سے خرچ کرے، جب ذی الحجہ شروع ہوجائے، تو آمر کے مال سے خرچ کرے۔[4]

مسئلہ: اگر قریب راستہ کو چھوڑ کر بعید راستہ سے گیا، جس میں خرچہ زیادہ ہو، اگر اس راستہ سے بھی حجاج جاتے ہیں، اگرچہ کبھی کبھی جاتے ہوں تو مضائقہ نہیں، سب خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر روپیہ ضائع ہوجائے تو ضمان بھی نہ ہوگا اور اگر اس راستہ سے کوئی نہیں جاتا، تو آمر کی بلا اجازت جانا جائز نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ: مامور سے اگر کوئی جنایت ہوجائے تو دم جنایت اپنے مال سے دے، آمر کے مال سے بلا اجازت دینا جائز نہیں، اسی طرح اگر مامور نے قِران یا تمتع کیا تو دم قران وتمتع اپنے مال سے

---

❶ ایضاً

❷ اما ان وسع علیہ المیت فلہ ان یفعل جمیع ما ذکرنا بلا خلاف و لھذا ینبغی لہ ان یستوسع عن الآمر فی کل شیء کیلا یضیق الأمر علیہ۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی النفقۃ، ص:۳۴۳)

❸ "و لو أقام ببلدۃ ..... فان کان أقام لانتظار القافلۃ فنفقتہ فی مال المیت سواء أقام خمسۃ عشر یوما او اقل او اکثر و ان أقام بعد خروج القافلۃ ففی مال نفسہ ثم بدا لہ ان یرجع رجعت فی مال المیت۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی النفقۃ، ص:۳۴۴)

❹ و لو تعجل الی مکۃ فھی فی مال نفسہ الی ان یدخل عشر ذی الحجۃ۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی النفقۃ، ص:۳۴۴)

❺ و لو سلک طریقا أبعد من المعتاد ان کان یسلکہ الحاج ففی مال الآمر و لا یضمن لو ھلک و الا ففی مال نفسہ۔" (غنیۃ الناسک، فصل فی النفقۃ، ص:۳۴۴)

دے، حج بدل والے کی طرف سے اگر قران یا تمتع بلا اجازت کرے گا تو ضمان واجب ہوگا۔[۱]

مسئلہ: اگر مامور حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرے تو جائز ہے، اس سے آمر کے حج میں کچھ نقص نہیں آتا، لیکن عمرہ میں خرچ اپنے پاس سے کرے، آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں۔[۲]

مسئلہ: جب تک مامور نے احرام نہ باندھا ہو، آمر اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے، احرام باندھنے کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔[۳]

مسئلہ: حج سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ نقد، یا کپڑے اور سامان آمر کے مال سے بچے، وہ آمر یا اس کے ورثاء کو واپس کرنا لازم ہے، اگر وہ اس کو ہدیہ کر دیں تو لینا درست ہے اور آمر کے لئے مناسب یہ ہے، کہ مامور کو عام اجازت دیدے کہ جس طرح اور جس جگہ چاہے خرچ کرے۔[۴]

مسئلہ: حج بدل، حج نفل سے افضل ہے۔[۵]

مسئلہ: اگر کسی حاجی کی امداد کرنا چاہے، تو ایسے شخص کی امداد کرنا اولیٰ ہے، جس نے پہلے حج نہ کیا ہو بمقابلہ اس شخص کے جو پہلے حج کر چکا ہو، کیونکہ جس نے حج نہیں کیا اس کا حج فرض ہوگا اور جو حج کر چکا ہے اس کا نفل اور فرض کا درجہ نفل سے زیادہ ہے، تو فرض کی اعانت کا درجہ بھی نفل کی اعانت سے زیادہ ہوگا۔[۶]

---

❶ ”و دم القران و الجناية و كذا دم الرفض على الحاج و ان كان الحج يقع عن الآمر فى القران ... هو ان دم القران و التمتع على المأمور ... لانه وجب شكرا على الجمع بين النسكين و حقيقة الفعل منه و ان كان الحج يقع عن الآمر فيهما انتهى۔“ (غنية الناسک، فصل فى النفقة، ص: ۳۴۵)

❷ لو حج عن الميت ثم اعتمر لنفسه لا يضمن النفقة و ما دام مشغولا بالعمرة فنفقته فى مال نفسه فاذا فرغ منها فنفقته فى مال الميت۔“ (الفتاوى العالمكيرية، الباب الخامس عشر فى الوصية بالحج: ۲۶۰، رشيديه)

❸ و للآمر ان يسترد المال من المأمور ما لم يحرم فلو أحرم ليس له الاسترداد۔“ (غنية الناسک، فصل فى النفقة، ص: ۳۴۷)

❹ (۴) ”(و ما فضل من النفقة من الزاد و الأمتعة) اى: الآلات و الأدوات حتى الثياب (بعد رجوعه يرده على الورثة او الوصى الا ان يتبرع الورثة او أوصى له به الميت فيكون له) ... (و ينبغى للآخر ان يفوض الأمر الى المأمور۔“ (ارشاد السارى، فصل فى النفقة، ص: ۴۵۹)

❺ حج الانسان عن غيره أفضل من حجه عن نفسه بعد ان أدى فرض الحج لان نفعه متعد و هو أفضل من القاصر۔“ (غنية الناسک، فصل فى شرائط النيابة، ص: ۳۳۷)

❻ فى المبسوط: و ان أراد ان يعين رجلا بماله للحج عن نفسه فالصرورة اولى بذلک ممن قد حج لان الصرورة بماله يتوسل الى أداء الفرض و من حج مرة يتوسل الى أداء النفل و كما ان درجة أداء الفرض أعلى كانت الاعانة عليه بالمال اولى۔“ (غنية الناسک، فصل فيما ليس من شرائط النيابة فى الحج، ص: ۳۳۹)

مسئلہ: حج بدل کرنے والا اگر راستہ میں بیمار ہوجائے، تو اس کے لئے کسی دوسرے کو آمر کا روپیہ دے کر آمر کی طرف سے حج کے لئے بھیجنا جائز نہیں، ہاں اگر آمر نے اجازت دی ہو کہ جس طرح چاہے کرنا، خود کرنا، یا کسی دوسرے سے کروانا تو جائز ہے اور اجازت کی صورت میں دوسرے سے حج کروانے کے لئے اس پہلے مامور کا مریض ہونا بھی شرط نہیں، بلا مرض کے بھی دوسرے کو بھیجنا جائز ہے۔[1]

مسئلہ: حج بدل کرنے والے نے اگر خادم اپنی خدمت کے لئے رکھا ہے تو اگر اس جیسی حیثیت والے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں، تب تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز نہیں اور اگر اس جیسی حیثیت والے لوگ اپنا کام خود نہیں کرتے، خادم رکھتے ہیں، تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز ہے۔[2]

حج کی وصیت

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور ادا کرنے کا وقت ملا ہے، لیکن ادا نہیں کیا، اس پر حج کروانے کی وصیت کرنی واجب ہے، اگر بلا وصیت مر جائے گا تو گناہ گار ہوگا، لیکن اگر حج فرض ہونے کے بعد اسی سال حج کرنے کے لئے گیا اور راستہ میں مر گیا، تو اس پر حج کروانے کی وصیت واجب نہیں۔[3]

مسئلہ: اگر میت نے وصیت نہیں کی اور وارث نے، یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کروا دیا تو امید ہے ان شاء اللہ میت کا حج ادا ہو جائے گا، لیکن میت نے وصیت کی تھی، تو وارث کی اجازت کے بغیر حج فرض میت کی طرف سے ادا نہ ہوگا۔[4]

---

[1] "العاشر: ان یحج المأمور بنفسه فلو مرض المأمور فی الطریق او عرض له مانع آخر کالحبس و نحوہ فدفع المال الی غیرہ فحج لایجوز عن المیت و لا عن وصیه و الحاج الاول و الثانی ضامنان الا اذا أذن له بذلک بأن قال له المیت وقت الدفع او وصیه ان لم یعینه المیت: اصنع ما شئت کان له ان یدفع المال الی غیرہ مرض او لم یمرض لانه صار وکیلا مطلقا۔" (غنیة الناسک، فی شرائط، ص: ۳۲۹)

[2] و فی البزازیة: ان استأجر خادما و الحال ان مثله عن یخدم یکون مأذونا و یأخذ من مال المیت و الا فعلیه۔" (غنیة الناسک، فصل فی النفقة، ص: ۳۴۳)

[3] من علیه الحج اذا مات قبل أدائه فان مات عن غیر وصیة یأثم بلا خلاف۔" (الفتاوی الهندیة، کتاب المناسک، باب الخامس عشر فی الوصیة بالحج: ۱/۲۵۸)

[4] من علیه الحج اذا مات قبل أدائه فان مات عن غیر وصیة یأثم بلا خلاف و ان أحب الوارث ان یحج عنه حج و أرجو ان یجزئه ذلک ان شاء الله تعالی کذا ذکر ابو حنیفة رحمه الله تعالی و ان مات عن وصیة لا یسقط الحج عنه و اذا حج عنه یجوز عندنا باستجماع شرائط الجواز۔" (الفتاوی الهندیة، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج: ۱/۲۵۸)

مسئلہ: اگر آمر نے، یا وارث نے میت کی طرف سے حج کرنے کا حکم تو کیا، لیکن روپیہ نہیں دیا تو بھی حج فرض ادا نہ ہوگا، ہاں اگر مامور نے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا اور پھر آمر سے وصول کر لیا تو ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ: جو شرائط حج بدل کی ہیں، وہ وصیت کے مطابق حج کرنے والے کے لئے بھی ضروری ہیں۔[2]

مسئلہ: وصیت صرف تہائی مال سے پوری کی جاتی ہے، اس لئے تہائی مال سے حج کرایا جائے گا، چاہے وصیت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو، یا نہ لگائی ہو، البتہ وارث اگر تہائی سے زیادہ دے تو اسے اختیار ہے۔[3]

مسئلہ: اگر تہائی ترکہ حج کے مصارف سے زیادہ ہے، یا حج کے بعد کچھ بچا ہے، تو ورثاء کو واپس کرنا واجب ہے، ان کی بلا اجازت حج کرنے والے کو رکھنا جائز نہیں۔[4]

مسئلہ: اگر تہائی مال میں گنجائش ہے تو میت کے وطن سے حج کرانا چاہیئے، یا اگر میت نے کسی مقام کو معین کر دیا تو وہاں سے حج کرایا جائے، چاہے وہ مقام مکہ مکرمہ سے قریب ہو، یا بعید، ورنہ جس جگہ سے تہائی مال سے ہوسکتا ہو، وہاں سے کروا دیا جائے۔[5]

مسئلہ: اگر میت کے کئی وطن تھے تو جو وطن مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہو، وہاں سے حج کروایا جائے،

---

[1] الخامس: یحج بمال المحجوج عنه ان أمره صریحا و الشرط کون اکثر النفقة من مال المیت فان أنفق الکل او الاکثر من مال نفسه و فی المال المدفوع الیه وفاء بحجة رجع به فیه و یجزئه لان اشتراطه للاحتراز عن التبرع لا مطلقا و ان لم یکن فیه وفاء او لم یدفع الیه مالا و قد أمره بالحج رجع به فی مال المیت و یجزئی لانه لما أمره بالحج فقد أمره بان ینفق عنه فان لم یرجع و تبرع به لا یجزیه لفقد شرطه۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۲۳)

[2] وھذہ الشرائط کلھا فی الحج الفرض و اما فی الحج النفل فلا یشترط منھا شیء۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۳۶)

[3] "و لو أوصی رجلا ان یحج عنه او قال: أحجوا عنی و أطلق فلم یعین المال و لا کمیة الحج یحج عنه من ثلث ماله حجة واحدة بقدر الکفایة۔" (غنیة الناسک، فصل فی الوصیة بالحج، ص: ۳۴۰)

[4] "و لو أوصی رجلا ان یحج عنه... و ما فضل فھو لورثته۔" (غنیة الناسک، فصل فی الوصیة بالحج، ص: ۳۴۰)

[5] الحادی عشر: ان یحج من بلده من ثلث ماله ان أوصی بالحج عنه و أطلق فلم یعین مالا و لا مکانا سواء مات فیه او مات فی سفر التجارة و نحوھا لان الواجب علیه الحج من البلد الذی یسکنه... و لو عین مکانا غیر بلده فکما أوصی قرب من مکة او بعد۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۲۹)

جو زیادہ دور ہو اس سے نہ کرایا جائے۔[1]

مسئلہ: وصی نے میت کے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے حج کرایا، حالانکہ تہائی مال سے وطن سے حج ہوسکتا تھا تو وصی ضامن ہوگا اور یہ حج وصی کا ہوگا، میت کی طرف سے دوبارہ حج کروانا ہوگا، لیکن اگر یہ جگہ (جہاں سے حج کرایا ہے) میت کے وطن سے اس قدر قریب ہے، کہ وہاں جا کر آدمی رات سے پہلے واپس آسکتا ہے، تو میت کا حج ہوجائے گا اور وصی پر ضمان نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ: میت نے وصی سے کہا کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے، اس کو اتنا مال دینا تو وصی کو خود حج کرنا جائز نہیں اور اگر صرف یہ کہا کہ میری طرف سے حج کروایا جائے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تو وصی کو اختیار ہے، کہ خود حج کرے، یا کروائے، البتہ اگر وصی میت کا وارث ہے، یا اس نے مال وارثوں کے حوالہ کردیا کہ وہ جس سے چاہیں حج کرائیں، تو اگر سب وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں تو وصی حج کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔[3]

مسئلہ: میت نے وصیت کی کہ اس کے مال سے حج کروایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ جائے، وہ حج کرنے والے کو دیدیا جائے، تو یہ وصیت جائز ہے اور حج کرنے والے کو وصیت کی رو سے وہ مال لینا جائز ہے۔[4]

مسئلہ: اگر میت کی طرف سے حج کرنے والا بیمار ہوگیا اور سارا روپیہ خرچ کردیا تو وصی پر اس کی واپسی کے لئے روپیہ بھیجنا واجب نہیں۔[5]

---

[1] و له أوطان فمن أقربها الی مکة و ان یکن له وطن فمن حیث مات و هذا بالاجماع۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۲۹)

[2] فلو أحج الوصی من غیر ما وجب الاحجاج منه یضمن لانه خالف و یکون الحج له و یحج عن المیت ثانیا الا ان یکون ذلک المکان قریبا من هذا بحیث یبلغ الیه و یرجع الی هذا قبل اللیل فلا یکون مخالفا۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۲۹، ۳۳۰)

[3] لو أوصی ان یحج عنه و لم یزد علی ذلک کان للوصی ان یحج عنه بنفسه الا ان یکون وارثا او دفعه الی وارث لیحج عنه فانه لا یجوز الا ان تجیز الورثة و هم کبار و لو قال للوصی: ادفع المال لمن یحج عنی لم یجز له ان یحج عنه بنفسه مطلقا۔" (غنیة الناسک، باب الحج عن الغیر، ص: ۳۲۸)

[4] او قال له الآمر وقت الدفع و کلتک ان تهب الفضل من نفسک و تقضیه لنفسک فیهبه من نفسه فان کان علی موت قال: و الباقی منی لک وصیة و لو قال: فما یبقی من النفقة فهو للمأمور فان کان عین المأمور فالوصیة جائزة و الا فباطله لانها لمجهول ... و الأصح ان الوصیه الی الحاج جائزة سواء عین رجلا یحج عنه او لا۔" (غنیة الناسک، فصل فی النفقة، ص: ۳۴۴، ۳۴۵)

[5] الحاج عن المیت اذا مرض و أنفق المال کله فلیس علی الوصی ان یبعث بالنفقة الیه لیرجع۔" (الفتاوی الهندیة، کتاب المناسک، الباب الخامس عشر فی الوصیة بالحج: ۱/۲۶۰)

مسئلہ: میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر وقوفِ عرفہ کے بعد مر جائے، تو میت کا حج ہو جائے گا اور اگر مرا نہیں لیکن بلا طواف زیارت کے واپس آ گیا، تو جب تک مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت نہ کرے گا، اس پر عورت حلال نہ ہوگی اور واپس جا کر بلا احرام اپنے مال سے طواف کی قضا کرنی ہوگی۔[1]

مسئلہ: اگر آمر نے اجازت دی کہ ضرورت کے وقت قرض لے لینا میں ادا کر دوں گا، تو قرض لے لینا جائز ہے۔[2]

مسئلہ: اگر مکہ مکرمہ کے قریب روپیہ ضائع ہو گیا اور مامور نے اپنے پاس سے خرچ کیا، تو میت کے مال سے لے سکتا ہے۔[3]

حج اور عمرہ کی نذر کرنا

مسئلہ: حج یا عمرہ کی نذر کرنے سے بھی حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے، مثلاً کسی نے کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر حج ہے، یا صرف یہ کہا کہ مجھ پر حج ہے، تو ان الفاظ سے نذر ہو جائے گی اور پورا کرنا واجب ہوگا۔[4]

مسئلہ: اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مرض سے شفا دی، یا میرے مریض کو شفا دی تو مجھ پر حج یا عمرہ ہے، تو شفا ہونے پر حج یا عمرہ (جس کی نذر مانی تھی) کرنا واجب ہوگا۔[5]

مسئلہ: کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے، تو حج یا عمرہ کرنا لازم ہے اور یہ

---

[1] و لو رجع الی منزله بعد الوقوف قبل طواف الزيارة لا يضمن النفقة غير انه حرام على النساء و يعود بنفقة نفسه و يقضي ما بقي عليه لانه جان في هذه الصورة اما لو مات بعد الوقوف قبل طواف الزيارة جاز عن الآمر لانه أدى الركن الأعظم۔" (غنية الناسک، فصل في النفقة، ص: ۳۴۶)

[2] و اذا قال الوصي للحاج: ان فني المال فاستقرض و على قضاء الدين فهو جائز۔" (غنية الناسک، فصل النفقة، ص: ۳۴۶)

[3] و لو ضاع مال النفقة بمكة او بقرب منها او لم يبق من مال النفقة فأنفق المأمور من مال نفسه كان له ان يرجع في مال الميت۔" (الفتاوى الهندية، كتاب المناسک، باب الخامس عشر في الوصية بالحج: ۱/ ۲۶۰)

[4] "فاذا قال: لله على حجة او قال: على حجة يلزمه الوفاء و لو علق بشرط فان كان الشرط مما يريد كونه كقوله: شفى الله مريضي و وجد يلزمه الوفاء۔" (غنية الناسک، النذر بالحج و العمرة، ص: ۳۴۷)

[5] ایضاً

اختیار ہے کہ حج کرے، یا عمرہ کرے۔[1]

ہدی کے احکام

آج کل عام طور سے حجاج کرام ہدی ساتھ نہیں لے جاتے ہیں، اس لئے ہدی کے اکثر احکام کی ضرورت نہیں ہوتی، مگر بعض احکام ضروری ہیں اور ان کی سب کو ضرورت ہوتی ہے، اس لئے مختصر طور سے ہم نے ہدی کے احکامات ذکر کر دیئے ہیں، منیٰ میں ایام نحر میں مذبح کے قریب بکری، اونٹ، گائے سب فروخت ہوتے ہیں، جس قدر ضرورت ہوتی ہے، حجاج وہیں سے خرید لیتے ہیں۔

ہدی اس جانور کو کہتے ہیں، جس کو حرم میں ذبح کرنے کے لئے حاجی ساتھ لے جاتا ہے تاکہ حرم میں اس کو ذبح کر کے حق تعالیٰ کی رضامندی اور ثواب حاصل ہو۔[2]

ہدی کے جانور

مسئلہ: ہدی صرف بکری، اونٹ، گائے یا بھینس کی قسم سے ہوتی ہے اور کسی دوسرے قسم کے جانوروں سے نہیں ہوتی، سب سے افضل اونٹ ہے، پھر گائے، بیل، بھینس، دنبہ، بھیڑ، بکری۔[3]

مسئلہ: بھیڑ، بکری، دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے اور گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔[4]

مسئلہ: ہدی کے لئے اونٹ پانچ سال کا اور گائے بھینس دو سال کی اور بھیڑ بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے، اس سے کم عمر والی جائز نہیں، البتہ مینڈھا یا دُنبہ اگر چھ ماہ سے زیادہ کا ہو اور اتنا فربہ ہو کہ سال بھر والوں میں اگر چھوڑ دیا جائے، تو دیکھنے والوں کو اس میں اور سال بھر والوں میں فرق معلوم

---

[1] وقال: علی احرام فعلیه حجة او عمرة ماشیا و البیان الیه) ای: تعیین احدهما۔" (ارشاد الساری، فصل ای فی الکنایات، ص: ۴۶۹)

[2] "الهدی مایهدی الی الحرم من النعم لیتقرب به فیه باراقة دمه فیه۔" (غنیة الناسک، باب الهدایا، ص: ۳۵۲)

[3] (الهدی من الابل و البقرة و الغنم) ای: لا من غیرها من النعم۔" (ارشاد الساری، باب الهدایا، ص: ۴۷۲)

[4] "فلا تجوز الشاة و المعز الا عن واحد و ان کانت عظیمة سمینة تساوی شاتین مما یجوز ان یضحی بهما و لا یجوز بعیر واحد و لا بقرة واحدة عن کثیر من سبعة و یجوز ذلک عن سبعة و اقل من ذلک۔" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الأضحیة، الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب: ۵/۲۹۷)

نہ ہوتو جائز ہے، اگر اتنا فربہ نہ ہو، تو جائز نہیں۔[1]
بکری افضل ہے اور اگر گائے کے ساتویں حصہ کا گوشت ایک بکری سے زیادہ ہو، تو گائے کا ساتواں حصہ افضل ہے۔[2]

ذبح اور نحر کرنا

مسئلہ: اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا، نحر کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیا جائے اور پھر اس کی گردن پر برچھی ماری جائے اور چاہے لٹا کر برچھی مارے، مگر پہلا طریقہ مسنون ہے، گائے بکری وغیرہ کو کھڑا کر کے ذبح نہ کرنا چاہیئے، ان کو لٹا کر ہی ذبح کرنا مسنون ہے۔[3]

مسئلہ: ہدی والے کو خود اپنی ہدی کو ذبح یا نحر کرنا مسنون ہے، ہاں اگر خود نہیں کرسکتا، تو کسی دوسرے سے کروائے۔[4]

مسئلہ: دم قران اور تمتع کو ایامِ نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں، اگر پہلے کردے گا تو شمار نہ ہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد کرے گا، تو ہوجائے گا، لیکن تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا، نفلی ہدی کو

---

[1] فیجوز فیها الثنی من الابل و البقر و الغنم و الثنی من الابل ما تم له خمس سنین و طعن فی السادسة و من البقر و منه الجاموس ما طعن فی الثالثه و من الغنم و منه المعز ما طعن فی الثانیة و لا یجوز فیها ما سوی الأنواع الثلاثة . . . و لا مادون الثنی منها الا الجذع من الضأن و هو عند الفقهاء الذی أتی علیه اکثر السنة ستة أشهر و شیء من الشهر السابع (خانیة) و شرط ان یکون عظیم الجثة بحیث لو خلط بالثنایا اشتبه علی الناظر من بعد انه منها اما ان کان صغیرا فلابد من تمام السنة۔" (غنیة الناسک، فصل فیما یجوز من الهدایا و ما لا یجوز، ص: ۳۶۷، ۳۶۶)

[2] و الشاة أفضل من سبع البقرة اذا استویا فی القیمة و اللحم لان لحم الشاة أطیب و ان کان سبع البقرة اکثر لحما فسبع البقرة أفضل۔" (غنیة الناسک، باب الهدایا، مطلب فی التفاضل بین الهدایا، ص: ۳۶۹)

[3] و السنة فی الابل النحر قیاما معقولة الید الیسری و ان شاء أضجعها و عن ابی حنیفة رحمه اللہ تعالی نحرت بدنة قائمة فکدت أهلک فئاما من الناس لانها نفرت فاعتقدت ان لا أنحر الابل بعد ذلک الا بارکة معقولة و أستعین بمن هو أقوی علیه منی کذا فی الفتح و فی البقر و الغنم الذبح فلو ذبح الابل و نحر البقر و الغنم أجزأه اذا استوفی العروق و یکره۔" (غنیة الناسک، باب الهدایا، فصل فی أحکام الهدایا بعد الذبح الخ، ص: ۳۵۸)

[4] "و الاولی ان یتولی ذبحه بنفسه ان کان یحسن الذبح و الا فالأفضل ان یستعین بغیره۔" (غنیة الناسک، باب الهدایا، فصل فی أحکام الهدایا بعد الذبح الخ، ص: ۳۵۸)

ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں، البتہ افضل ہے۔[1]

مسئلہ: نذر کی ہدی کو تمام سال میں ہر وقت ذبح کرنا جائز ہے۔[2]

مسئلہ: ہدی کی سب اقسام کیلئے حرم میں ذبح کرنا شرط ہے، حرم سے خارج ذبح کرنا جائز نہیں اور منیٰ کی کوئی خصوصیت نہیں حدود حرم میں جس جگہ چاہے کرے۔[3]

ہدی کے گوشت کی تقسیم اور خود کھانا

مسئلہ: دم قران اور تمتع میں سے کھانا مستحب ہے اور نفلی ہدی اگر حرم میں پہنچ کر ذبح ہو تو اس سے بھی کھانا جائز ہے اور دم جنایات اور دم احصار اور دم نذر سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ مال داروں کو کھلانا جائز اور نفلی ہدی بھی اگر حرم تک نہ پہنچی ہو اور راستہ میں ذبح کی گئی ہو تو اس میں سے ہدی والے کو اور مال داروں کو کھانا جائز نہیں، اگر کھائے گا تو ضمان دینا ہوگا۔[4]

مسئلہ: ہدی کا گوشت مساکین پر قربانی کے گوشت کی طرح تقسیم کرنا چاہیئے اور مساکین حرم ہی کو دینا ضروری نہیں، غیر حرم کے مساکین کو بھی دینا جائز ہے، مگر حرم کے فقیروں کو دینا افضل ہے۔[5]

مسئلہ: جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کے لئے جائز ہے، اس کا تہائی گوشت فقیروں کو دینا مستحب

---

[1] و خص ذبح ہدی المتعۃ و القران فقط بیوم النحر و المراد بہ وقت النحر و ہو الأیام الثلاثۃ بلیلتہا المتوسطتین الا انہ کرہ الذبح لیلا فلا یجوز قبلہا و لو ذبحہ بعدہا أجزأہ الا انہ تارک للواجب عند الامام و یجوز ذبح بقیۃ الہدایا و ہی ہدی اکفارات و النذر و الحصار و التطوع فی ای وقت شاء الا ان ذبحہ فی أیام النحر أفضل اجماعا۔" (غنیۃ الناسک، باب الہدایا، فصل فی أحکام الہدایا بعد الذبح الخ، ص: ۳۵۸)

[2] ایضا

[3] و خص الکل بالحرم...... و السنۃ فی الہدایا أیام النحر منی و فی غیر أیام النحر فمکۃ ہی الاولی۔" (غنیۃ الناسک، باب الہدایا، فصل فی أحکام الہدایا بعد الذبح الخ، ص: ۳۵۸)

[4] و یأکل من ہدی المتعۃ و القران مطلقا سواء بلغ الحرم او ذبحہ فی الطریق... و من ہدی التطوع اذا بلغ الحرم... و اما عدا ہذہ الثلاثۃ کدماء الکفارات کلہا و النذر و ہدی الاحصار و ہدی التطوع اذا لم یبلغ الحرم فلا یجوز لہ الأکل منہ و لو فقیرا و لا لمن بینہما و لادا و زوجیۃ و لا لغنی ... فلو أکل منہا ضمن ما أکل۔" (غنیۃ الناسک، باب الہدایا، فصل فی أحکام الہدایا بعد الذبح الخ، ص: ۳۵۶، ۳۵۵)

[5] و المستحب فی ہدی الشکر و التطوع ان یتصدق بالثلث و یطعم الأغنیاء بالثلث و یأکل و یدخر الثلث ... و خص الکل بالحرم لا بفقیرہ فلو أخرجہ من الحرم بعد ذبحہ فیہ فتصدق بہ علی فقراء الحرم او غیرہم جاز لکنہم أفضل الا ان یکون غیرہم أحوج۔" (غنیۃ الناسک، باب الہدایا، فصل فی أحکام الہدایا بعد الذبح الخ، ص: ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۸)

ہے اور جس کا گوشت مالک کو کھانا جائز نہیں، اس کا سارا گوشت صدقہ کر دینا واجب ہے۔[1]

مسئلہ: ہدی کی کھال جھول، مہار اور نکیل وغیرہ سب صدقہ کر دے۔[2]

مسئلہ: قصاب کی اجرت میں ہدی کا گوشت یا کھال وغیرہ دینا جائز نہیں، قصاب کو ہدیہ کے طور پر گوشت دینا جائز ہے۔[3]

مسئلہ: کھال کو بیچے نہیں، یا کسی کو دیدے یا اپنے استعمال میں لائے اور اگر بیچ دی تو اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔[4]

جن عیوب کی وجہ سے ہدی جائز نہیں

مسئلہ: جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس کی ہدی بھی جائز نہیں۔[5]

مسئلہ: جو جانور اندھا یا کانا ہو، ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو، یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا تہائی دم یا ناک کٹ گئی ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں۔[6]

مسئلہ: اگر اتنا لنگڑا جانور ہے، کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھا جاتا، یا رکھا جاتا ہے، لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی بھی ہدی جائز نہیں اور اگر چوتھے پاؤں سے بھی

---

❶ فان كان مما يجوز له أكله لا يجب عليه التصدق بشيء... و ان كان مما لا يجوز له أكله يجب عليه التصدق بكله بالتمليك او الاباحة۔ ”(غنية الناسك، فصل في أحكام الهدايا بعد الذبح، ص: ۳۵۷)

❷ و يتصدق بجلالها و خطامها و لم يعط أجرة الجزار منه و يجوز ان يتصدق على الجزار منها سوى أجرته عند الاكثر۔“ (الفتاوى الهندية، كتاب الناسك، الباب السادس عشر في الهدى: ۱/ ۲۶۱)

❸ ”و لو شرط الأجرة منه لم يجز من الهدى في النوعين و توضيحه ما قاله الطرابلسي و لا يعطى أجرة الجزار منه... و ان تصدق بشيء منه عليه غير الأجرة جاز۔“ (غنية الناسك، باب الهدايا، فصل في أحكام الهدايا بعد الذبح، ص: ۳۵۷)

❹ و الهدايا كالضحايا فان الأضحية لا يجب التصدق بشيء منها مع انه استهلكها بان باع لحمها او جلدها بمستهلك او بالدراهم او أعطى الجزار أجرة منها او أتلفها او صبيعها يجب التصدق بالثمن في صورة البيع و بالقيمة في غيرها۔“ (غنية الناسك، باب الهدايا، فصل في أحكام الهدايا بعد الذبح و أحكام ذبحها، ص: ۳۵۷)

❺ ”و لا يجوز في الهدى الا ما يجوز في الأضحية۔“ (غنية الناسك، مطلب في جزاء الصيد، ص: ۲۸۶)

❻ ”و لا يجوز فيها العمياء و العوراء و هي التي ذهب ضوء احدى عينيها... و لا مقطوع بعض الأذن او الالية او الذنب او الأنف او العين ان كان كثيرا۔“ (غنية الناسك، باب الهدايا، مطلب في اشتراط السلامة من العيوب، ص: ۳۷۰)

سہارا لگا کر چلتا ہے، اگر چہ لنگڑا کر چلتا ہے تو وہ جائز ہے۔[1]

مسئلہ: جس جانور کے دانت نہ ہوں اور چارہ کھاتا ہو تو اس کی ہدی جائز ہے اور اگر چارہ نہ کھاتا ہو تو جائز نہیں۔[2]

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے دونوں، یا ایک کان نہیں ہے، اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر کان تو ہیں، لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے۔[3]

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تھے، لیکن ٹوٹ گئے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے، لیکن اگر گودے تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں۔[4]

مسئلہ: خصی کی ہدی جائز بلکہ افضل ہے۔[5]

مسئلہ: بالکل دبلا اور مریل جانور کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل مغز (گودا) نہ رہا ہو، اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر اتنا زیادہ دُبلا نہ ہو تو جائز ہے۔[6]

مسئلہ: خنثیٰ جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں موجود ہوں اور بھینگا اور خالص ناپاکی کھانے والے جانور کی ہدی جائز نہیں۔[7]

مسئلہ: پاگل اور خارش والے جانور کی ہدی جائز ہے جبکہ موٹا تازہ ہو اور چارہ کھاتا ہو اور اگر بالکل

---

[1] و لا العرجاء التی لا یمکن المشی الی المنسک برجلها العرجاء و انما تمشی بثلاث قوائم حتی لو کانت تضع الرابعة علی الأرض و تستعین بها جاز۔" (غنیة الناسک، باب الهدایا، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۰)

[2] و اما الهتماء و هی التی لا أسنان له فان کانت ترعی و تعلتف جازت و الا فلا۔" (غنیة الناسک، باب الهدایا، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۱)

[3] و لا السکاء و هی التی لا أذن لها خلقة او لها أذن و احدة فلو لها أذن صغیر خلقة جازت بعد ان تسمی أذنا و یقال لها: الصمعاء۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۱)

[4] و یجوز فیها الجماء و هی التی لا قرن بها خلقة و کذا العظماء و هی التی ذهب بعض قرنها بالکسر او غیره بان ذهب غلاف قرنها فان بلغ الکسر الی المخ لم یجز۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۱)

[5] و الخصی و هو الأفضل من الفحل لانه أطیب لحما۔" غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۲)

[6] و العجفاء و المراد بها المهزولة التی لا مخ فی عظامها و هذا یکون من شدة الهزال فلا یضر أهل الهزال۔" (غنیة الناسک، مطلب اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۰)

[7] و لا الخنثی لان لحمها لا ینضج و لا الجلالة و هی التی لا تأکل غیر العذرة فیتغیر لحمها فیکون منتنا فان کانت تختلط علی وجه لا یظهر أثر ذلک فی لحمها جازت۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة فی العیوب، ص: ۳۷۱)

دُبلا ہے، یا چارہ نہیں کھاتا تو جائز نہیں۔[1]

مسئلہ: ایسا مریض جانور جو چارہ کھاتا ہو اور جو جانور گابھن ہو، اس کی ہدی جائز ہے، لیکن اگر جلدی بچہ پیدا ہونے والا ہو تو مکروہ ہے۔[2]

مسئلہ: اگر بکری کا ایک تھن نہ ہو، یا کسی وجہ سے کٹ گیا ہو اور ایک موجود ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں اور گائے بھینس اور اونٹنی کا ایک تھن نہ ہو، تو جائز ہے اور اگر دو تھن نہیں ہیں تو جائز نہیں۔[3]

مسئلہ: جس جانور کا ایک ہاتھ، یا پاؤں کٹا ہوا ہو اور جو جانور بچے کو دودھ نہ پلا سکتا ہو اور جس بکری کے ایک تھن کا دودھ خشک ہو گیا ہو اور جس اونٹنی اور گائے کے دو تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا ہو اس کی ہدی جائز نہیں۔[4]

مسئلہ: جو جانور جماع (جفتی) سے عاجز ہو اور جو بچہ دینے سے بوجہ زیادہ عمر ہونے کے عاجز ہو اور جس کے بلا کسی وجہ سے دودھ نہ اترتا ہو، اس کی ہدی جائز ہے۔[5]

مسئلہ: ان عیوب کی وجہ سے ان جانوروں کی ہدی اس وقت جائز نہیں ہے، جب کہ یہ عیوب اس جانور میں ذبح سے پہلے ہوں، اگر ذبح کے وقت ان میں کوئی عیوب پیدا ہو جائے، مثلاً ذبح کرتے وقت پاؤں ٹوٹ گیا، یا آنکھ میں چھری لگ گئی، تو جائز ہے۔[6]

---

(1) و الشولاء و هی مجنونة هذا اذا كانت تعتلف و هی سمينة و كذا الجرباء السمينة فلو مهزولتين لاتنفی لا يجوز۔" (غنية الناسک، باب الهدايا، مطلب فی اشتراط السلامة من العيوب، ص: ۳۷۲)

(2) و لا المريضة التي لا تعتلف فان كانت تعتلف أجزأت ... و الحامل مع الكراهة اذا كانت مشرفة على الولادة۔" (غنية الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العيوب، ص: ۳۷۱، ۳۷۲)

(3) ففی الشاة و المعز اذا لم يكن لها احدى حلمتيها خلقة او ذهبت بآفة و بقيت واحدة لم يجز و فی الابل و البقر ان ذهبت واحدة يجوز او اثنتان لا۔" (غنية الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العيوب، ص: ۳۷۱)

(4) و لا مقطوع اليد او الرجل و لا التی ييبس ضرعها و كذا التی لاتستطيع ان ترضع فصيلها و لا الشطور و هی من الشاة ما قطع اللبن من احدى ضرعها و من الابل و البقر ما قطع من ضرعيها لان لكل واحد منها أربع أضرع۔" (غنية الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العيوب، ص: ۳۷۱)

(5) و المجبوب العاجز عن الجماع، و التی بها سعال و العاجزة عن الولادة لكبر سنها و التی لها كی و التی لا ينزل لها لبن من غير علة۔" (غنية الناسک، ص: ۳۷۲)

(6) و لا يضر تعييبها عند الذبح بان انكسرت رجلها او أصابت عينها بالاضطراب و انقلاب السكين و كذا لو تعييت فی هذه الحالة۔" (غنية الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة، ص: ۳۷۳)

مسئلہ: عیب دار جانور ہدی کے لئے خریدا اور پھر وہ عیب جاتا رہا اس کی ہدی جائز ہے۔[1]

مسئلہ: اگر صحیح سالم جانور خریدا تھا لیکن بعد میں ذبح سے پہلے کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا کہ جس کی وجہ سے ہدی جائز نہیں، تو اگر یہ ہدی واجب ہے، تو اس کے بدلے دوسری ہدی واجب ہوگی اور عیب دار کو اپنے کام میں لانا جائز ہوگا اور اگر نفلی ہدی ہے، یا کسی جانور کو معین کر کے نذر مانی تھی، تو عیب دار بھی جائز ہوگا، چاہے اس کو عیب ہی کی حالت میں خریدا ہو، یا بعد میں عیب پیدا ہوگیا ہو، دونوں صورتیں برابر ہیں اور نقصان کا ضمان بھی واجب نہ ہوگا۔[2]

نوٹ: آج کل جو حجاج کرام اپنے واقف کار لوگوں یا اداروں کے ذریعہ قربانی کرواتے ہیں وہ ان کے متعلق یہ اطمینان ضرور کرلیں کہ وہ وقت مقررہ پر قربانی کرتے بھی ہیں یا نہیں، بعض حجاج کرام بنک کے ذریعہ قربانی کرواتے ہیں بنک والے وقت مقررہ پر قربانی کا اہتمام نہیں کرتے۔

مسائل متفرقہ برائے خواتین (اضافہ)

مسائل احرام (برائے خواتین)

مسئلہ: احرام کا غسل جس طرح پاک اور طاہرہ عورت کے لئے مستحب ہے، اسی طرح حائضہ کے لئے بھی مستحب ہے البتہ حائضہ کے لئے احرام کے دو نفل پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا جائز نہیں۔[3]

مسئلہ: احرام کی حالت میں بھی دوران وضو سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: احرام کی حالت میں اگر کوئی کپڑا ہوا سے اڑ کر چہرے سے ٹکرائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر عورت احرام کی حالت میں ایام سے پاکی کا غسل کرے تو کسی بھی قسم کا صابن استعمال نہ کرے اور نہ ہی جسم سے میل کچیل دور کرے۔

---

[1] ولو اشتری بدنة الهدی معیبة فسلمت بعده جاز۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط، ص: ۳۷۲)

[2] ولو اشتراها سلیمة ثم تعیبت بما یمنع الأضحیة کالعرج والعمی فعلیه ان یقیم غیرها مقامها وصنع بالمعیب ما شاء من بیع ونحوه هذا اذا کانت عن واجب فی الذمة فان کانت تطوعا او واجبة فی العین بالنذر معینا أجزأته المعیبة سواء اشتراها معیبة او تعیب بعده ولا یجب علیه ضمان نقصانها۔" (غنیة الناسک، مطلب فی اشتراط السلامة من العیوب، ص: ۳۷۲)

[3] ثم هذا الغسل للنظافة فی الاصل حتی یلزم الحائض والنفساء (مناسک ملا علی قاری ص: ۹۰)

مسئلہ: خدانخواستہ اگر کسی عورت کے بال کٹے ہوئے ہوں تب بھی احرام سے حلال ہونے کے لئے اس کو سر کے اکثر بالوں سے انگلی کے ایک پورے کے بقدر کاٹنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: حائضہ عورت کے لئے بھی احرام کے بغیر میقات سے گزرنا جائز نہیں۔[1]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے احرام باندھ لیا پھر ایام حیض شروع ہوگئے تو اس سے اس کا احرام فاسد نہیں ہوگا۔[2]

مسئلہ: اگر حائضہ یہ سمجھ کر کہ حالت حیض میں احرام جائز اور درست نہیں، میقات سے بغیر احرام کے گزر جائے یا جان بوجھ کر یا بھول سے بغیر احرام باندھے میقات سے گزر جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اس غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے توبہ کرے اور واپس میقات پر جا کر حج یا عمرے کا احرام باندھے اور اگر واپس میقات تک نہ جاسکتی ہو تو دم دیدے۔[3]

مسئلہ: حائضہ عورت میقات سے بغیر احرام کے گزر گئی اور بعد میں میقات پر جائے بغیر عمرہ کا احرام باندھ لیا لیکن ابھی طواف عمرہ شروع نہیں کیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ میقات پر واپس جا کر عمرہ کا تلبیہ پڑھے صرف تلبیہ پڑھنا کافی ہوگا نیا احرام باندھنے کی ضرورت نہیں اور اگر واپس میقات تک نہ جاسکتی ہو تو دم دینا ہوگا۔[4]

مسئلہ: حائضہ عورت میقات سے بغیر احرام کے گزر گئی اور بعد میں میقات پر جائے بغیر حج کا احرام باندھ لیا لیکن ابھی طواف قدوم یا وقوف عرفات شروع نہیں کیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ میقات پر واپس جا کر عمرہ کا تلبیہ پڑھے صرف تلبیہ پڑھنا کافی ہوگا نیا احرام باندھنے کی ضرورت نہیں اور اگر واپس میقات تک نہ جاسکتی ہو تو دم دینا ہوگا۔[5]

---

❶(وحکمها وجوب الاحرام منها لاحد النسکین).....(لمن اراد دخول مکة.....الخ)(مناسک ملاعلی قاری ص:۸۰)

❷(وحکم الاحرام)....(لزوم المضی)......(وعدم امکان الخروج منه الا بعمل النسک)(مناسک ملاعلی قاری ص:۹۲)

❸(من جاوز وقته) ای میقاته .....((غیر محرم) .....(فعلیه العود)..... (الی وقت) ای الی میقات من المواقیت ولو کان اقربها الی مکة....... (فلو احرم الافاقی داخل الوقت)...... فعلیهم العود الی وقت) ای میقات شرعی لهم...... (وان لم یعودوا فعلیهم الدم)......(فان عاد)....(قبل شروعه فی الطواف)......(او وقوف)......(سقط) ای الدم (ان لبی منه)......(وان عاد)......(بعد شروعه)......(لایسقط)......الخ (مناسک ملاعلی قاری ص:۸۶-۸۴)

❹ایضاً

❺ایضا

مسئلہ: حائضہ عورت میقات سے بغیر احرام کے گزر گئی اور بعد میں میقات پر جائے بغیر حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور طواف یا وقوف عرفات شروع کر دیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی اس غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے توبہ کرے اور دم دیدے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی عورت کو عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حیض کے ایام شروع ہو گئے اور اس کو عمرہ کا طواف کرنے کا موقع نہیں ملا تو اس پر واجب ہے کہ حیض ختم ہونے کا انتظار کرے، جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے عمرہ ادا کرے۔[2]

مسئلہ: اگر کسی عورت کو عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حیض کے ایام شروع ہو گئے اور اس کو عمرہ کا طواف کرنے کا موقع نہیں ملا اور وہ اپنی کم علمی کی بناء پر یہ سمجھی کہ حیض آنے کی وجہ سے عمرہ کا احرام فاسد ہو گیا اس وجہ سے اس نے حیض ختم ہونے کے بعد نیا احرام باندھ لیا تو اس کا یہ عمل ناجائز ہے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، فی الحال ایک عمرہ ادا کر کے حلال ہو جائے پھر دوسرا احرام جو اس نے ترک کیا تھا اس کی وجہ سے واجب ہونے والے عمرہ کی قضا کرے اور دو دم دے دے۔[3]

مسئلہ: اگر کسی عورت کو عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد حیض کے ایام شروع ہو گئے اور اس کو عمرہ کا طواف کرنے کا موقع نہیں ملا یہاں تک کہ مدینہ منورہ جانا پڑا تو یہ عورت مدینہ منورہ میں بھی حالت احرام ہی میں رہے گی اور مدینہ منورہ سے واپسی پر نیا احرام نہیں باندھے گی اور پرانے احرام ہی میں عمرہ ادا کرے گی۔ لیکن اگر اس عورت نے مدینہ منورہ سے واپسی پر نئے احرام کی نیت کر لی تو اس نے ایک ناجائز عمل کا ارتکاب کیا اس صورت میں وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، فی الحال ایک عمرہ ادا کر کے حلال ہو جائے پھر دوسرا احرام جو اس نے ترک کیا تھا اس کی وجہ سے واجب ہونے والے عمرہ

---

[1] ایضا

[2] (وحکم الاحرام).... (لزوم المضی)...... (وعدم امکان الخروج منہ الا بعمل النسک) (مناسک ملا علی قاری ص: ۹۲)

[3] (فلو احرم بعمرة فطاف لها شوطا او كله) ...... (او لم يطف شيئا) ...... (ثم احرم باخرى قبل ان يسعى للاولى لزمه) ...... (رفض الثانية ودم للرفض وقضاء المرفوض)...... الخ (مناسک ملا علی قاری ص: ۲۹۳)

(وكل من عليه الرفض) ...... (يحتاج الى نية الرفض) ...... (وبعد الرفض) ...... ووقع في البحر انه اذا جمع بين الحجتين او العمرتين ثم ارتفض احداهما لزمه دم الرفض ودم اخر للجمع بين احرامي العمرة وفي وجوب الدم بسبب الجمع بين احرامي الجمع روايتان اصحهما الوجوب..... الخ (مناسک ملا علی قاری ص: ۲۹۷)

کی قضا کرے اور دو دم دے دے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی عورت کو عمرہ کا طواف کرنے کے بعد حیض کے ایام شروع ہو گئے تو حیض کی حالت ہی میں سعی کر لے کیونکہ سعی کے لئے پاک ہونا ضروری نہیں، بلکہ مستحب ہے۔[2]

مسئلہ: اگر کسی عورت کو عمرہ کا طواف کرنے کے بعد حیض کے ایام شروع ہو گئے اور وہ اپنی کم علمی کی بناء پر یہ سمجھی کہ حالت حیض میں سعی کرنا جائز نہیں اس لئے وہ سعی کئے بغیر جدہ یا مدینہ منورہ چلی گئی تو اس کا احرام ابھی تک باقی ہے اسی احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ واپس آ کر عمرہ کے بقیہ افعال ادا کرے اور احرام سے حلال ہو جائے، اگر مذکورہ عورت نے پہلے عمرہ کے افعال ادا کئے بغیر نیا احرام باندھ لیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے پچھلے عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو اور پھر عمرہ کی قضا کرے اور دو دم دے دے۔[3]

مسئلہ: اگر کوئی عورت عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچ گئی، لیکن حیض کی وجہ سے ۹ ذی الحجہ یعنی یوم عرفہ تک عمرہ کرنے کا موقع نہیں ملا تو ایسی عورت عمرہ کا احرام کھول کر حلال ہو جائے اور اس کا طریقہ یہ کہ کوئی بھی ایسا عمل کر لے جو احرام کی وجہ سے کرنا منع ہے، مثلاً عمرہ کا احرام ختم کرنے کی نیت سے خوشبو لگا لے، عمرہ کا احرام ختم کرنے کے بعد حج کا احرام باندھ لے اور حج پورا ہونے کے بعد عمرہ کا احرام مسجد عائشہ سے باندھ کر اس پہلے والے عمرہ کی قضا کر لے اور ایک دم دے دے۔[4] واضح رہے کہ مذکورہ بالا صورت میں اس عورت کا حج افراد حج ہوگا جس میں قربانی یعنی دم شکر دینا

---

[1] (وحکم الاحرام)....(لزوم المضی)......(وعدم امکان الخروج منہ الا بعمل النسک)(مناسک ملاعلی قاری ص: ۹۲)
(وکل من علیہ الرفض)......(یحتاج الی نیۃ الرفض)......(وبعد الرفض)......ووقع فی البحر انہ اذا جمع بین الحجتین او العمرتین ثم ارتفض احداھما لزمہ دم الرفض ودم اخر للجمع بین احرامی العمرۃ وفی وجوب الدم بسبب الجمع بین احرامی الجمع روایتان اصحھما الوجوب.....الخ (مناسک ملاعلی قاری ص: ۲۹۷)

[2] فصل فی مستحباتہ......(والطھارۃ) فی الثوب او البدن (عن النجاسۃ) الحقیقیۃ والحکمیۃ کبری وصغری (مناسک ملاعلی قاری ص: ۱۸۰)

[3] (وحکم الاحرام)....(لزوم المضی)......(وعدم امکان الخروج منہ الا بعمل النسک)(مناسک ملاعلی قاری ص: ۹۲)
(وکل من علیہ الرفض)......(یحتاج الی نیۃ الرفض)......(وبعد الرفض)......ووقع فی البحر انہ اذا جمع بین الحجتین او العمرتین ثم ارتفض احداھما لزمہ دم الرفض ودم اخر للجمع بین احرامی العمرۃ وفی وجوب الدم بسبب الجمع بین احرامی الجمع روایتان اصحھما الوجوب.....الخ (مناسک ملاعلی قاری ص: ۲۹۷)

[4] (وکل من لزمہ رفض العمرۃ فعلیہ دم وقضاء عمرۃ) لاغیر لانہ فاسد العمرۃ (مناسک ملاعلی قاری ص: ۲۹۶)

ضروری نہیں البتہ عمرہ کا احرام توڑنے کی وجہ سے دم جبر دینا ہوگا۔

طوافِ قدوم (برائے خواتین)

مسئلہ: اگر کوئی عورت حیض نفاس کی مجبوری کی وجہ سے طواف قدوم نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں۔[1]

سیلان رحم (لیکوریا)

وہ رطوبت اور پانی جو حیض کے اختتام پر رحم سے بہہ کر آگے کی شرمگاہ سے باہر آئے اسے سیلان رحم (لیکوریا) کہا جاتا ہے۔

مسئلہ: سیلان رحم نجس ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر کپڑے پر لگ جائے تو دیگر ناپاک چیزوں کی طرح اسے بھی دھویا جائے گا۔

مسئلہ: بعض خواتین کو بہت کثرت سے یہ پانی آتا ہے، جس کی وجہ سے ان کو نماز کے دوران وضو ٹوٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، ایسی عورت پر واجب ہے کہ روئی وغیرہ سے اس کو روکنے کی کوشش کرے، اگر اس کے باوجود نہ رکے تو کسی ایک نماز میں تجربہ کرے کہ اس نماز کے پورے وقت میں سنتوں اور نوافل کے علاوہ صرف فرض نماز ناپاک پانی آئے بغیر ادا کر سکتی ہے یا نہیں، اگر صرف فرض نماز بھی ادا نہیں ہو سکتی تو اب یہ عورت شرعاً معذور کے حکم میں داخل ہے اس لئے اب یہ عورت ہر نماز کے وقت میں صرف ایک مرتبہ وضو کرے اس دوران اس ناپاک پانی کے آنے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا البتہ نماز کا وقت گزرتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لئے نیا وضو کرنا ہوگا اور یہ معاملہ اس وقت تک چلے گا جب تک یہ عذر ختم نہ ہو جائے۔

اور اگر نماز کے پورے وقت میں اتنی دیر پاکی کی حاصل ہو جاتی ہے جس میں صرف فرض نماز ادا ہو سکتی ہو تو یہ عورت شرعاً معذور نہیں شمار ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت سیلان رحم کی وجہ سے پورا طواف ایک وضو سے ادا نہیں کر سکتی تو وہ روئی وغیرہ سے اس ناپاک پانی کو روکنے کی کوشش کرے۔

---

[1] (ولو ترکہ) ای طواف القدوم (کلہ فلا شیئ علیہ لانہ لیس بواجب) (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۵۲)

مسئلہ: اگر سیلان رحم اتنی کثرت سے ہے کہ روئی وغیرہ سے بھی نہیں رکتا اور یہ عورت شرعاً معذور بھی نہیں، تو ایسی عورت پر واجب ہے کہ دوران طواف جب کبھی یہ ناپاک پانی آجائے تو مطاف سے نکل کر وضو کرلے اور جہاں سے طواف چھوڑا ہے وہیں سے شروع کرکے باقی ماندہ طواف پورا کرلے، نئے سرے سے طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: اگر سیلان رحم میں مبتلا عورت شرعاً معذور کے حکم میں ہے تو ہر نماز کے لئے وضو کرلے اب اس نماز کے پورے وقت میں اس کا وضو سیلان کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا، اس دوران جتنے طواف کرنا چاہے کرلے، البتہ اگر دوران طواف نئی نماز کا وقت شروع ہوگیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا چاہے ناپاک پانی آئے یا نہ آئے۔[1]

مسئلہ: اگر کوئی عورت اپنی کم علمی کی بناء پر سیلان رحم کو ناقض وضو شمار نہ کرے اور اسی حالت میں عمرہ کا طواف یا طواف کا کچھ حصہ کرلے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور اس طواف کو لوٹائے ورنہ دم دینا ہوگا۔[2]

مسئلہ: اگر کوئی عورت اپنی کم علمی کی بناء پر سیلان رحم کو ناقض وضو شمار نہ کرے اور اسی حالت میں پورا طواف زیارت یا طواف زیارت کے اکثر چکر کرلے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور اس طواف کو لوٹائے ورنہ دم دینا ہوگا۔[3]

مسئلہ: اگر طواف زیارت کے چار چکر پاکی کی حالت میں کئے اور چار چکر کے بعد ناپاک پانی آگیا اور باقی کے چکر ناپاکی کی حالت میں ہوئے تو ایسی عورت پورے طواف کو لوٹائے یا ناپاکی کی حالت میں کئے ہوئے ہر چکر کے بدلے سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے، طواف کا اعادہ کرنے کی صورت میں صدقہ کرنے کا حکم ساقط ہوجائے گا البتہ اگر اعادہ ایام نحر کے گزرنے کے بعد کیا تو

---

[1] (وصاحب العذر الدائم)....... (اذا طاف اربعة اشواط ثم خرج الوقت توضا) ...... (وبنی) ..... (ولا شیء علیه) ....الخ (ارشاد الساری فصل فی مسائل شتی ص ۱٦٧)

[2] (ولو طاف للعمرة کله او اکثره او اقله ولو شوطا جنبا او حائضا او نفساء او محدثا فعلیه شاة (مناسک ملا علی قاری ص ۳۵۲)

[3] (ولو طاف للزیارة کله او اکثره محدثا فعلیه شاة وعلیه الاعادة استحبابا)...... (وقیل حتما).... (فان اعاده سقط عنه الدم سواء اعاده فی ایام النحر او بعدها ولا شیء علیه للتاخیر....الخ) (مناسک ملا علی قاری ص ۳۴٦)

بہرحال صدقہ دینا ہوگا۔[۱]

مسئلہ: اگر نفلی طواف یا طواف قدوم یا طواف وداع کے چار چکر پاکی کی حالت میں کئے اور چار چکر کے بعد ناپاک پانی آگیا اور باقی کے چکر ناپاکی کی حالت میں ہوئے تو ایسی عورت پورے طواف کو لوٹائے یا ناپاکی کی حالت میں کئے ہوئے ہر چکر کے بدلے سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔[۲]

مسائل طوافِ زیارت (برائے خواتین)

مسئلہ: جس عورت کو حیض آنے کا اندیشہ ہو اس کے لئے مناسب اور احتیاط اسی میں ہے کہ ایام نحر شروع ہوتے ہی یعنی دس ذی الحجہ کی صبح صبح سب سے پہلے طواف زیارت ادا کرلے تاکہ اگر حیض کے ایام شروع ہوجائیں تو مشکلات کا شکار نہ ہو۔[۳]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت پورا یا طواف زیارت کا اکثر (یعنی چار چکر) ادا کردیا تو ایسی عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے اور طواف کرنے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور اس طواف کو پاک ہوجانے کے بعد غسل کرکے لوٹائے اور اگر لوٹانا ممکن نہ ہو تو ایک بدنہ یعنی مکمل اونٹ یا گائے حدود حرم میں ذبح کروائے۔[۴]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرلیا اور اپنے وطن واپس آگئی تب بھی اس پر واپس مکہ مکرمہ جانا اور طواف زیارت کو پاکی کی حالت میں لوٹانا واجب ہے، واپس جانے کی صورت میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر جائے، جب مکہ مکرمہ پہنچے تو

---

۱ (ولو طاف الاقل محدثا فعليه صدقة)..... (لكل شوط)...... وتسقط الاعادة بالاجماع...... فان اعاده بعد ايام النحر لا يسقط عنه الصدقة... الخ (مناسک ملاعلی قاری ص: ۳۴۷)

۲ (ولو طافه محدثا فعليه صدقة)...... (ولو اعاده)..... (طاهرا)....... (سقط عنه الجزاء) (مناسک ملاعلی قاری ص: ۳۵۲)

۳ ولو اخر طواف الزيارة كله او اكثره عن ايام النحر فعليه دم..... وهذا عند الامكان (غنية الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، ص: ۲۷۳)

۴ (ولو طاف للزيارة جنبا او حائضا او نفساء) .... (كله) .... (او اكثرهو هو اربعة اشواط فعليه البدنة ويقع معتدا به فی حق التحلل)....... (وعليه ان يعيده)....... الخ (مناسک ملاعلی قاری ص: ۳۴۴)

پہلے عمرہ کا طواف کرے اور اس کے بعد طواف زیارت لوٹائے، اگر یہ عورت اپنے وطن جا کر واپس نہ آنا چاہے بلکہ حدود حرم میں ایک بدنہ یعنی ایک مکمل گائے یا اونٹ ذبح کروادے تو بھی درست ہے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں دس ذی الحجہ کو طواف زیارت ادا کیا پھر یہ عورت گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو پاک ہوگئی اور اس نے بارہ ذی الحجہ کی مغرب سے پہلے پہلے پاکی کی حالت میں طواف زیارت کو دوبارہ کرلیا تو اب یہ عورت ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے پر اور طواف کرنے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے لیکن اس کے ذمہ دم یا بدنہ واجب نہ ہوگا، دم اور بدنہ طواف زیارت کو اس کے وقت میں دوبارہ ادا کرنے کی وجہ سے معاف ہوگیا۔[2]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں دس ذی الحجہ کو طواف زیارت ادا کیا پھر یہ عورت گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو پاک ہوگئی لیکن اس نے بارہ ذی الحجہ کی مغرب سے پہلے پہلے پاکی کی حالت میں طواف زیارت کو دوبارہ ادا نہ کیا بلکہ ایام نحر یعنی بارہ ذی الحجہ کی مغرب کے بعد طواف زیارت لوٹایا تو اب یہ عورت ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے پر اور طواف کرنے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور طواف زیارت میں تاخیر کی وجہ سے دم دے۔[3]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کے تین چکر یا اس سے کم ادا کئے تو ایسی عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونے اور طواف کرنے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور طواف کے ان چکروں کو پاک ہوجانے کے بعد غسل کرکے لوٹائے اور اگر لوٹانا ممکن نہ ہو تو دم ادا کرے، پاک ہوکر لوٹانے کی صورت میں دم ساقط ہوجائے گا البتہ تاخیر کی وجہ سے ہر چکر کے بدلے ایک ایک صدقہ دینا ہوگا۔[4]

---

[1] (ولو رجع الی اهله)......(وجب علیه العود لاعادته)......(ثم ان جاوز الوقت)......(یعود باحرام جدید)......الخ (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۴۴)

[2] (ثم ان اعاده فی ایام النحر) ای طاهرا (فلاشیء علیه) وهو ظاهر (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۴۵)

[3] (وان اعاده بعد ایام النحر سقط عنه البدنة) ای اتفاقا (ولزمه شاة للتاخیر) (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۴۵)

[4] ولو طاف اقله جنبا فعلیه شاة فان اعاده وجبت علیه صدقة لكل شوط نصف صاع لتاخیر الاقل من طواف الزیارة (غنیة الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزیارة، ص: ۲۷۲)

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ایام نحر شروع ہونے سے پہلے (یعنی دس ذی الحجہ سے پہلے) ایام حیض شروع ہوئے اور ایام نحر گزرنے کے بعد (یعنی بارہ ذی الحجہ کی مغرب کے بعد) پاک ہوئی اور اس وجہ سے طواف زیارت کو اس کے وقت یعنی ایام نحر کے دوران ادا نہ کرسکی بلکہ ایام نحر گزرنے کے بعد (یعنی بارہ ذی الحجہ کی مغرب کے بعد) طواف زیارت ادا کیا تو اس تاخیر کی وجہ سے اس کے ذمہ کوئی چیز لازم نہیں۔[1]

مسئلہ: اگر پہلے سے معلوم تھا کہ حیض آنے والا ہے اور ایام نحر کی ابتداء میں حیض آنے سے پہلے اتنا وقت مل گیا جس میں پورا طواف زیارت یا طواف کے اکثر یعنی چار چکر کرسکتی تھی لیکن کاہلی اور سستی کی وجہ سے نہیں کیا تو ایسی عورت اس سستی پر اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے اور ایک دم بھی دے۔[2]

مسئلہ: اگر پہلے سے معلوم نہیں تھا کہ حیض آنے والا ہے اور ایام نحر کی ابتداء میں حیض آنے سے پہلے اتنا وقت مل گیا جس میں پورا طواف زیارت یا طواف کے اکثر یعنی چار چکر کرسکتی تھی لیکن کاہلی اور سستی کی وجہ سے نہیں کیا تو ایسی عورت اس سستی پر اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرے اور سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

مسئلہ: اگر عورت ۱۲ بارہ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے اتنی دیر پہلے پاک ہوئی کہ اگر یہ غسل کرکے مسجد میں جاتی اور طواف زیارت شروع کردیتی تو کل طواف زیارت یا اکثر (چار) چکر سورج غروب ہونے سے پہلے کرلیتی، لیکن غفلت اور سستی کی وجہ سے اس نے ایسا نہیں کیا تو ایسی عورت اپنی اس کوتاہی پر توبہ و استغفار کرے اور ایک دم بھی دے۔[3]

مسئلہ: اگر عورت ۱۲ بارہ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے اتنی دیر پہلے پاک ہوئی کہ اگر یہ غسل کرکے مسجد میں جاتی اور طواف زیارت شروع کردیتی تو طواف زیارت کے تین یا اس سے کم چکر سورج

---

❶ (ولا یلزمہا دم لترک الصدر)..... (وتاخیر طواف الزیارۃ عن وقتہ)..... (لعذر الحیض والنفاس) (مناسک ملا علی قاری ص: ۱۱۵)

❷ (ولو حاضت فی وقت تقدر)..... (علی ان تطوف فیہ اربعۃ اشواط فلم تطف)..... (لزمہا دم التاخیر) (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۴۹)

❸ (حائض طہرت فی اخر ایام النحر)..... (ویمکنہا)...... (طواف الزیارۃ کلہ او اکثرہ وہو اربعۃ اشواط قبل الغروب فلم تطف فعلیہا دم للتاخیر وان امکنہا اقلہ فلم تطف لا شیئ علیہا)..... اقول کان الظاہر وجوب الصدقۃ لتاخیر الاقل من غیر عذر.... الخ (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۴۹)

غروب ہونے سے پہلے کر لیتی، لیکن غفلت اور سستی کی وجہ سے اس نے ایسا نہیں کیا تو ایسی عورت اپنی اس کوتاہی پر توبہ واستغفار کرے اور سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔[۱]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض و نفاس کے عذر کے بغیر پورا طواف زیارت یا طواف زیارت کا اکثر حصہ (یعنی چار چکر) تاخیر سے یعنی بارہ ذی الحجہ کی مغرب گزر جانے کے بعد ادا کیا تو یہ عورت تاخیر کرنے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور اسے تاخیر کرنے کی وجہ سے ایک دم دینا ہوگا۔[۲]

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض ونفاس کے عذر کے بغیر طواف زیارت کے تین چکر یا اس تین سے کم چکر تاخیر سے یعنی بارہ ذی الحجہ کی مغرب گزر جانے کے بعد ادا کئے تو یہ عورت تاخیر کرنے پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور ہر چکر کے بدلے سوا دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔[۳]

مسئلہ: اگر کوئی عورت حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے پورا طواف زیارت یا طواف زیارت کا اکثر حصہ (یعنی چار چکر) چھوڑ کر اپنے وطن چلی گئی، تو اس پر فرض ہے واپس مکہ مکرمہ جائے اور پاکی کی حالت میں طواف زیارت ادا کرے بغیر طواف زیارت ادا کئے یہ حج کے احرام سے حلال نہیں ہوگی نہ ہی اپنے شوہر کے لئے حلال ہوگی، مکہ مکرمہ واپس جانے کی صورت میں اسے میقات سے نیا احرام باندھنا جائز نہ ہوگا بلکہ اس کا حج کا احرام باقی ہے، مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت ادا کرے گی اس وقت حج کے احرام سے حلال ہوگی، واضح رہے کہ طواف زیارت ہر حال میں کرنا ضروری ہے اس کا کوئی بدل نہیں۔[۴]

مسئلہ: اگر کوئی عورت حیض ونفاس کے عذر کی وجہ سے طواف زیارت تین چکر یا تین سے کم چکر چھوڑ کر اپنے وطن چلی گئی، تو اس پر واجب ہے کہ واپس مکہ مکرمہ جائے اور پاکی کی حالت میں طواف

---

[۱] اقول کان الظاهر وجوب الصدقة لتاخير الاقل من غير عذر.... الخ (مناسک ملا علی قاری ص: ۳۴۹)

[۲] ولو اخر طواف الزيارة كله او اكثره عن ايام النحر فعليه دم..... وهذا عند الامكان (غنية الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، ص: ۲۷۳)

[۳] ولو اخر اقله فعليه لكل شوط صدقة وهذا عند الامكان (غنية الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، ص: ۲۷۳)

[۴] ولو ترک طواف الزيارة كله او اكثره فهو محرم ابدا فی حق النساء حتى يطوف...... فعليه حتما ان يعود بذلک الاحرام ويطوفه ولا يجزئ عنه البدل اصلا (غنية الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزيارة، ص: ۲۷۳)

زیارت مکمل کرے،مکہ مکرمہ واپس جانے کی صورت میں اسے میقات سے عمرہ کا احرام باندھنا ہوگا،واپس آکر پہلے عمرہ ادا کرے پھر طواف زیارت کو مکمل کرے،اگر مکہ مکرمہ واپس نہ آئے اور حدود حرم میں ایک دم ذبح کروادے تب بھی کافی ہوگا۔[1]

مسئلہ: اگر کسی عورت کی حیض کی عادت مثال کے طور پر نو دن ہے اور حیض ایام نحر سے پہلے مثلاً ۸ آٹھ ذی الحجہ کو شروع ہوا اور خلاف عادت ایک دن یا تین دن کے بعد خون آنا بند ہوگیا تو اس عورت پر واجب ہے کہ ۱۲ بارہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے سے اتنی دیر پہلے تک انتظار کرے جتنی دیر میں طواف زیارت کرسکتی ہے،انتظار کے بعد اگر خون نظر آجائے تو ایام عادت یعنی ۹ نو دن پورے کرے اور جب مکمل پاک ہوجائے تب طواف زیارت ادا کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کی حیض کی عادت مثال کے طور پر نو دن ہے اور حیض ایام نحر سے پہلے مثلاً ۸ آٹھ ذی الحجہ کو شروع ہوا اور خلاف عادت ایک دن یا تین دن کے بعد خون آنا بند ہوگیا تو اس عورت پر واجب ہے کہ ۱۲ بارہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے سے اتنی دیر پہلے تک انتظار کرے جتنی دیر میں طواف زیارت کرسکتی ہے،انتظار کے بعد اگر خون نظر نہ آئے تو طواف زیارت ادا کرلے لیکن اتنی بات واضح رہے کہ طواف زیارت کرلینے کے بعد اس طواف کے کافی ہوجانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خون بند ہونے کے وقت سے مکمل پندرہ دن تک پاکی رہے لہٰذا اگر اس طواف کے کرلینے کے بعد اگر ایام عادت میں پھر خون آگیا تو یہ مذکورہ طواف کافی شمار نہیں ہوگا بلکہ اس عورت پر واجب ہوگا کہ وہ مکمل پاک ہونے کے بعد اس طواف کو دوبارہ کرے اگر مذکورہ صورت میں دوبارہ طواف نہ کیا تو ایک بدنہ یعنی مکمل اونٹ یا مکمل گائے حدود حرم میں ذبح کروانا ہوگا۔[2]

---

[1] ولو ترک منه شوطا او شوطین او ثلاثة فعلیه دم...... ولو عاد الی اهله بعث شاة وان اختار العود یلزمه احرام جدید ان جاوز الوقت (غنیة الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزیارة، ص: ۲۷۳)

[2] ولو انقطع دمها بدواء او لا او لم ینقطع فاغتسلت او لا و طافت ثم عاد دمها فی ایام عادتها یصح طوافها و لزمها بدنة و کانت عاصیة و علیها ان تعیده طاهرة فان اعاده سقط ما وجب (غنیة الناسک، المطلب الاول فی ترک الواجب فی طواف الزیارة، ص: ۲۷۴)

متفرق مسائل (برائے خواتین)

مسئلہ: اگر خواتین کی حرم میں موجودگی کے دوران نماز جنازہ شروع ہو جائے تو خواتین بھی نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔

مسئلہ: عورتوں کے لئے گھر میں فرض نماز پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت اپنے وطن سے ناپاکی (ایام) کی حالت میں روانہ ہوئی تو اس کا سفر شمار نہ ہوگا لہٰذا جس شہر بھی جائے گی وہاں مقیم ہی شمار ہوگی البتہ اس شہر سے نکلتے ہی مسافر کا حکم لگ جائے گا۔

مسئلہ: ایام (ناپاکی) کی حالت میں عورت اگر صفا مروہ پر جانا چاہے اور وہاں بیٹھنا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ صفا و مروہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے البتہ وہاں جانے کے لئے مسجد کو گزرگاہ نہ بنائے۔

مسئلہ: بعض خواتین کو ہر مہینے حیض نہیں آتا بلکہ دو تین ماہ بعد آتا ہے ایسی عورت اگر احرام باندھ کر عمرہ کے لئے چلی گئی اور خلاف عادت اسے خون آ گیا اور پچھلے حیض اور اس خون آنے کے درمیان پندرہ دن یا اس سے زیادہ وقفہ ہو چکا ہے اور اس عورت نے ابھی تک عمرہ کا طواف نہیں کیا تو اب اس کے لئے طواف کرنا جائز نہیں جب خون بند ہو جائے اور مکمل پاکی حاصل ہو جائے اس کے بعد طواف کرے اور عمرہ مکمل کر کے احرام سے حلال ہو اس وقت تک مذکورہ عورت احرام ہی میں رہے گی۔

مسئلہ: کسی عورت کی حیض کی عادت مثلاً چھ دن ہے اس کو مکہ مکرمہ پہنچتے ہی (عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے) حیض شروع ہوا لیکن خلاف عادت تین یا چار دن کے بعد خون آنا بند ہو گیا تو اس عورت کے لئے چھ دن پورے ہونے سے پہلے طواف کرنا جائز نہیں، البتہ خون بند ہونے کے بعد غسل کر لے اور وقت پر نمازیں پڑھنے کا اہتمام کرے، جب عادت کے چھ دن گزر جائیں اس کے بعد غسل کر کے طواف کرے اور عمرہ کے افعال پورے کرے۔

مسئلہ: کسی عورت کی حیض کی عادت مثلاً آٹھ دن ہے ایک دن خون آ کر بند ہو گیا تو اس عورت کے لئے جائز نہیں کہ عادت کے آٹھ دن گزرنے سے پہلے طواف کرے جب آٹھ دن پورے

ہوجائیں تو غسل کرکے طواف کرے اور عمرہ کے افعال پورے کرے۔

مسئلہ: کسی عورت کی حیض کی عادت مثلاً آٹھ دن ہے اور خون چار دن کے بعد بند ہوگیا، خون بند ہوتے ہی اس عورت نے غسل کرکے طواف کرلیا، پھر خون بند ہونے کے پندرہ دن گزرنے سے پہلے پہلے خون کے کچھ قطرے یا دھبہ یا زیادہ مقدار میں خون نظر آیا تو اس عورت کے ذمہ لازم ہے کہ ایام حیض میں طواف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے اور اس طواف کو مکمل پاک ہونے کے بعد لوٹائے، اگر اس نے طواف دوبارہ نہ کیا تو دم دینا ہوگا۔

مسئلہ: دوران طواف حیض شروع ہوگیا تو فوراً طواف چھوڑ کر مسجد سے باہر آجائے پاک ہوجانے کے بعد اس طواف کو دوبارہ کرلے۔

مسئلہ: اگر عمرہ کا طواف مکمل کرنے کے بعد یا اکثر طواف کرلینے کے بعد حیض شروع ہوگیا تو اس عورت کے لئے جائز ہے کہ اسی حالت میں سعی کرلے، اب اگر طواف مکمل کرچکی ہے تو عمرہ کے افعال مکمل کرلے کے احرام سے حلال ہوجائے اور اگر طواف کے کچھ چکر باقی ہیں تو پاک ہونے کا انتظار کرے اور پاک ہونے کے بعد طواف مکمل کرے پھر باقی افعال (یعنی قصر) کرکے احرام سے حلال ہوجائے۔

مسئلہ: طواف زیارت اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کیا اور اسے پاک ہونے کے بعد لوٹایا نہیں تو ایک بدنہ واجب ہوتا ہے جبکہ طواف عمرہ میں مذکورہ صورت کی وجہ سے بدنہ کا ساتواں حصہ یا بکرا لازم آتا ہے۔

طواف وداع (برائے خواتین)

مسئلہ: اگر حیض یا نفاس آنے کی وجہ سے کوئی عورت طواف وداع ادا نہ کرسکے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا۔[1]

مسئلہ: اگر حیض ونفاس کے عذر کے بغیر کوئی عورت مکمل طواف وداع نہ کرے تو اس پر دم لازم آتا ہے، اور اگر تین یا تین سے کم چکر چھوڑ دے تو ہر چکر کے بدلے سوا دوکلو گندم یا اس کی

[1] (ولا یلزمہا دم لترک الصدر)..... (وتاخیر طواف الزیارۃ عن وقتہ)..... (لعذر الحیض والنفاس) (مناسک ملا علی قاری ص: ۱۱۵)

قیمت صدقہ کرے۔

حیض بند کرنے والی ادویات کا حکم

خواتین کے لئے حیض بند کرنے والی ادویات کا استعمال انتہائی مضر ہے اس لئے حتی الامکان ان سے پرہیز کرنا چاہیئے، خصوصا وہ خواتین جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے پاک گھر کی حاضری کے لئے قبول فرمایا۔

تجربہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حج کے سفر کے دوران ان ادویات کے استعمال سے بجائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے اور جب خواتین سے یہ بات عرض کی جاتی ہے تو عموماً ایک ہی جواب ملتا ہے کہ ہم نے اپنی ڈاکٹر سے اس بارے میں پوچھ لیا ہے اور انہوں نے ہمیں ان ادویات کے استعمال کی اجازت دی ہے حالانکہ عام طور پر ڈاکٹر حج کے مسائل اور دوران سفر حج وعمرہ ان ادویات کی وجہ سے پیش آنے والے شرعی مسائل سے واقفیت نہیں رکھتیں اس لئے وہ سفر حج وعمرہ کو عام سا سفر سمجھتے ہوئے اس قسم کی اجازت دے دیتی ہیں، اس لئے مؤدبانہ گزارش ہے کہ خواتین اس شرعی عذر کو جو اللہ تعالیٰ نے ہر عورت کو عطا فرمایا ہے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے لئے کسی قسم کا غیر فطری طریقہ اختیار نہ کریں۔

حیض بند کرنے والی ادویات استعمال کرنے کا اگر خواتین پختہ تہیہ کر ہی لیں تو ان ادویات کے اجزاء کا ضرور جائزہ لیں کہ کہیں اس میں کوئی ناجائز چیز تو شامل نہیں۔

مسئلہ: اگر ان ادویات کے استعمال سے خون مکمل طور پر بند ہو جائے تو اس عورت کے لئے مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر ادویات کے استعمال سے خون کم تو ہوا لیکن مکمل طور پر بند نہیں ہوا ایک ایک قطرہ وقفہ وقفہ سے آتا رہا یا کپڑوں پر دھبہ لگتا رہا یا پیشاب کے وقت سرخی محسوس ہوتی رہی تو ان سب صورتوں میں اس عورت کے لئے ایام حیض میں مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے اس حالت میں طواف کر لیا تو اس کا وہی حکم ہوگا جو حالت حیض میں طواف کرنے کا ہے۔

مسئلہ: بعض خواتین کو ادویات کے استعمال کی وجہ سے دو دو ماہ تک تھوڑا تھوڑا خون آتا رہتا ہے اور وہ اسے حیض سمجھتے ہوئے نماز ادا نہیں کرتیں روزہ نہیں رکھتیں اور طواف کے لئے پریشان رہتیں

ہیں، یہ کم علمی اور ناسمجھی کی بات ہے، دراصل اس خون کو استحاضہ (بیماری کا خون) کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ عورت کے حیض کی عادت کے ایام میں یہ خون حیض شمار ہوگا اور اس میں نماز، روزہ اور طواف نہیں کیا جائے گا نہ ہی اس عورت کو ان دنوں میں مسجد میں جانے کی اجازت دی جائے گی، لیکن حیض کی عادت کے علاوہ کے ایام میں یہ خون استحاضہ (بیماری کا خون) سمجھا جائے گا اور یہ عورت پاک سمجھی جائے گی اور اسے نماز اور روزوں کا اہتمام کرنا ہوگا اگر طواف کرنا چاہے تو طواف کرسکتی ہے مسجد میں حاضر ہونا چاہے تو مسجد جاسکتی ہے۔

عورتیں اور باجماعت نماز

عورتوں کے لئے مسجد میں جاکر باجماعت نماز پڑھنے سے بہتر اور افضل یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کریں، عام طور پر عورتیں گھروں ہی میں نماز کا اہتمام کرتی ہیں لیکن حرمین شریفین میں حاضری کے موقع پر بسا اوقات نمازیں باجماعت پڑھنے کی نوبت آجاتی ہے اور چونکہ عورتیں جماعت کی نماز کے مسائل اور جماعت میں شامل ہونے کے طریقہ سے عام طور پر ناواقف ہوتی ہیں اس لئے بعض اوقات ان سے بڑی غلطیاں سرزد ہوجاتی ہیں، اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ باجماعت نماز سے متعلق کچھ مسائل کو ذکر کردیا جائے تاکہ نمازیں محفوظ رہ سکیں، البتہ یہ بات ضرور ملحوظ رہے کہ بہرحال عورتوں کے لئے اپنے قیام کی جگہ ہی میں جہاں نامحرموں کا آنا جانا نہ ہو نماز پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: امام کے پیچھے نماز پڑھنے والی کو مقتدیہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: جس جماعت کی نماز میں عورتیں شامل ہوں اس کی صفوں کی ترتیب اس طرح ہونی چاہئے کہ پہلے مردوں کی صفیں ہوں پھر بچوں کی اور پھر عورتوں کی صف ہو۔

مسئلہ: عورتوں کے لئے مردوں کے بیچ میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا جائز نہیں اس سے مردوں کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے تو وہ نماز میں قراءت نہیں کرے گی بلکہ امام کا قراءت کرنا ہی اس کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ: مقتدیہ کے لئے ہر رکن امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ گویا وہ پوری رکعت مل گئی اور وہ پوری رکعت شمار ہوگی اور اگر رکوع کے بعد شامل ہوئی تو اس رکعت کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ادا کرنا ہوگا، جس کا طریقہ آگے لکھا جا رہا ہے۔

مسئلہ: اگر جماعت کی نماز میں صرف آخری قعدہ امام کے ساتھ ملا کوئی رکعت نہ ملی تب بھی جماعت کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ: جس کی امام کے ساتھ کچھ رکعتیں چھوٹ جائیں اسے مسبوقہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: مسبوقہ کو چاہئے کہ امام کے ساتھ جتنی نماز مل جائے اسے ادا کرے اور امام کے نماز ختم کرنے پر سلام پھیرے بغیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے اور اپنی نماز مکمل کرے۔

مسئلہ: مسبوقہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی جتنی رکعتیں چھوٹ گئیں ہیں ان کو قراءت کے ساتھ ادا کرے اور ان رکعتوں کی ادائیگی کے دوران کوئی غلطی ہو جائے تو سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ: مسبوقہ کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنی چاہئے کہ پہلے قراءت والی (یعنی جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جاتی ہے) رکعتیں ادا کرے اور اس کے بعد بغیر قراءت والی (یعنی جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت نہیں ملائی جاتی) رکعتیں ادا کرے، اور جو رکعتیں امام کے ساتھ ادا کر چکی ہے اس کے حساب سے پہلا اور آخری قعدہ (تشہد، التحیات) کرے، یعنی ان رکعتوں کو ملا کر جو دوسری اور آخری رکعت ہو اس میں قعدہ کرے۔

مثال ❶: ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں امام کے رکوع سے کھڑے ہونے سے پہلے پہلے کوئی عورت امام کے ساتھ شریک ہوئی، تو اس کو مکمل نماز امام کے ساتھ مل گئی اسے چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ سلام پھیر دے۔

مثال ❷: ظہر کی نماز کی دوسری رکعت میں کوئی عورت امام کے ساتھ شریک ہوئی، اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد بغیر سلام پھیرے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے، اور اس رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے پھر رکوع سجدہ سے فارغ ہو کر آخری قعدہ کرے اور

سلام پھیر دے۔

مثال ❸: ظہر کی نماز کی تیسری رکعت میں کوئی عورت امام کے ساتھ شریک ہوئی، اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد بغیر سلام پھیرے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہوجائے، اور باقی رہ جانے والی دونوں رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے پھر رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہوجائے (اس لئے کہ یہ ان ملی ہوئی رکعتوں کے اعتبار سے تیسری رکعت ہے) اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے پھر رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر آخری قعدہ کرے اور سلام پھیر دے۔

مثال ❹: ظہر کی نماز کی چوتھی رکعت میں کوئی عورت امام کے ساتھ شریک ہوئی، اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد بغیر سلام پھیرے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہوجائے، اور باقی رہ جانے والی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے پھر رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس ملی ہوئی رکعت کے اعتبار سے دوسری رکعت ہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہوجائے اور سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے پھر رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہوجائے کیونکہ یہ اس ملی ہوئی رکعت کے اعتبار سے تیسری رکعت ہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی کھڑی ہوجائے اور سورۂ فاتحہ پڑھے لیکن اس کے ساتھ سورت نہ ملائے اور رکوع سجدہ سے فارغ ہوکر آخری قعدہ کرے اور سلام پھیر دے۔

ضروری وضاحت: یہ بات یاد رکھیں کہ کسی رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جانے کی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ پوری رکعت مل گئی اور رکوع چھوٹ جانے کی صورت میں یہ سمجھا جائے گا کہ گویا وہ پوری رکعت چھوٹ گئی۔

مسئلہ: اگر کوئی بالغہ عورت دوران جماعت کسی مرد کے برابر میں بغیر کسی حائل کے کھڑی ہوجائے یا مرد کے آگے کھڑی ہوجائے تو اس سے مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

نوٹ: ضرورت کی بناء پر چند مسائل کو ذکر کیا جارہا ہے تفصیلی مسائل معلوم کرنے اور اپنی نمازوں کو درست طریقہ پر ادا کرنے کے لئے نماز کے مسائل پر مشتمل مستند کتابوں کا مطالعہ کریں اور فوری پیش آنے والے مسائل کسی مستند عالم دین سے دریافت کریں۔

نماز جنازہ (برائے خواتین)

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ (چاہے ایک مرد یا عورت) پڑھ لیں تو یہ فرض تمام لوگوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔

عام طور پر عورتوں کو نماز جنازہ پڑھنے کا موقع نہیں ملتا اس لئے عام طور پر عورتیں نماز جنازہ کے طریقے سے ناواقف ہوتی ہیں لیکن حرمین شریفین کی حاضری کے موقع پر عورتوں کو بعض اوقات نماز جنازہ پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے اس لئے مختصر طور پر نماز جنازہ کا طریقہ ذکر کیا جاتا ہے اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

۱ نماز جنازہ شروع کرنے سے پہلے نیت کی جائے۔

۲ نیت کرنے کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ (نماز کی پہلی تکبیر) کی طرح سینہ تک اٹھائے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو نماز کی طرح باندھ لے۔

۳ پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھیں۔

۴ پھر دوسری تکبیر کہیں لیکن ہاتھ نہ اٹھائیں اور نماز والا درود شریف (درود ابراہیمی) پڑھیں۔

۵ پھر تیسری تکبیر کہیں لیکن ہاتھ نہ اٹھائیں اور میت کے لئے دعا کریں۔

اگر میت بالغ مرد یا عورت کی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثٰنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

اگر میت نابالغہ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً

❻ پھر چوتھی تکبیر کہیں لیکن ہاتھ نہ اٹھائیں اور نماز کی طرح دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں چار مرتبہ تکبیر کہی جاتی ہے لیکن ہاتھ صرف پہلی تکبیر میں اٹھائے جاتے ہیں ہیں۔

مسئلہ: اگر یہ معلوم نہ ہوسکے کہ میت بالغ کی ہے یا نابالغ کی یا ایک ساتھ کئی میتوں کی نماز جنازہ اکٹھی پڑھی جارہی ہوتو تیسری تکبیر کے بعد بالغوں والی دعا پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: حرمین شریفین میں عام طور پر امام ایک سلام پھیر کر نماز جنازہ ختم کردیتے ہیں ایسی صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوسرا سلام خود پھیر دیں۔

مسئلہ: اگر نماز جنازہ میں شامل ہوتے ہوئے کچھ تکبیریں چھوٹ گئی ہوں تو امام کے ساتھ شامل ہوجائیں اور سلام پھیرنے سے پہلے چھوٹی ہوئی تکبیرات کہہ کر سلام پھیر دیں، واضح رہے کہ اس صورت میں صرف تکبیرات کہی جائیں گی ان کے بعد پڑھے جانے والے اذکار نہیں پڑھے جائیں گے۔

احکام سفر

❶ شریعت کی نظر میں جو مسلمان مرد وعورت اڑتالیس ۴۸ میل (تقریباً اٹھتر ۷۸ کلومیٹر) کے سفر کا ارادہ کرکے اپنے گھر سے روانہ ہو، اسے مسافر کہتے ہیں، ایسے شخص پر شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی، ظہر، عصر اور عشاء کی نماز بجائے چار فرض کے دو فرض ہوجاتی ہے، اسے قصر کہتے ہیں۔

❷ فجر، مغرب اور وتر میں کوئی کمی نہیں ہوتی جس طرح عام حالات میں پڑھی جاتی ہیں سفر میں بھی اسی طرح پڑھی جائیں گی۔

❸ اگر کوئی مسافر کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے پوری نماز ادا کرنا لازم ہوگا۔

❹ اگر مسافر، مقیم امام کے پیچھے نماز نہ پڑھ رہا ہو تو اسے ہر حال میں قصر نماز ہی پڑھنا ہوگی، اگر پوری نماز پڑھ لی تو گناہ گار بھی ہوگا اور اگر پوری نماز پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو نہ کیا تو نماز

دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

۵ مسافر اپنے شہر سے نکلنے کے بعد اگر کسی جگہ قیام کا ارادہ کرے، اگر اس نے وہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ کیا تو یہ مسافر اب وہاں مقیم ہوجائے گا اور اب اسے پوری نماز پڑھنا ہوگی، لہٰذا اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ جا کر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کرلے تو اسے وہاں پوری نماز پڑھنا ہوگی۔

۶ گھر سے روانگی کے وقت عورت اگر ایام سے ہو تو اس کا سفر شمار نہیں ہوگا مثال کے طور پر ایک عورت کراچی سے ایام کی حالت میں مکہ مکرمہ روانہ ہوئی تو یہ عورت مسافر شمار نہیں ہوگی، مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد پاک ہوجانے کی صورت میں بھی یہ عورت مکہ مکرمہ میں مقیمہ ہی شمار ہوگی اور اپنی نمازیں پوری ادا کرے گی البتہ اڑتالیس ۴۸ میل تقریباً اٹھتر ۷۸ کلومیٹر کے سفر کی نیت سے مکہ مکرمہ کی حدود سے نکلتے ہی اس پر مسافروں والے احکام لاگو ہوجائیں گے۔

تبرکاتِ حرم

مسئلہ: تبرکات حرم کا حرم سے باہر نکالنا اور اپنے گھر لانا جائز ہے، بشرطیکہ حرم کی زمین میں کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔

مسئلہ: بیت اللہ کا پُرانا غلاف جو لوگ تبرک کے طور پر لاتے ہیں، اس کا یہ حکم ہے کہ اگر بیت المال سے بنایا جاتا ہے تو اس کا اختیار بادشاہِ وقت کو ہے، چاہے اس کو بیچ کر بیت اللہ کی ضروریات میں صرف کرے، یا فقراء کو دیدے، یا کسی خاص شخص کو مالک بنادے اور ان لوگوں سے پھر دوسرے لوگوں کو خریدنا جائز ہے اور اگر وقف کے مال سے بنایا جاتا ہے، تو وقف کی شرائط کے مطابق اس کو استعمال کیا جائے گا، بیت اللہ کے جدید غلاف میں سے خود کوئی ٹکڑا کاٹنا، یا خدام سے خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ: کعبہ کی خوشبو کو تبرک کے طور پر لینا جائز نہیں چاہے اس پر لگی ہوئی ہو، یا علیحدہ ہو اور اگر کسی نے لے لی ہو تو اس کو واپس کرنا چاہیئے، اگر تبرک کے طور پر لینا چاہے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی خوشبو کعبہ کو لگائے اور اس میں سے جس قدر جی چاہے لے لے۔

آب زم زم اور مسائل آب زم زم

زم زم ایک کنواں ہے جو مسجد حرام میں بیت اللہ کی شرقی جانب واقع ہے۔ (آج کل اس کنوئیں کو بند کر دیا گیا ہے)

آب زم زم کے نکلنے کا قصہ مشہور ہے، علماء کا اجماع ہے کہ آب زم زم دنیا کے تمام پانیوں سے افضل اور تمام پانیوں کا سردار ہے البتہ جو پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے بطور معجزہ جاری ہوا تھا، وہ آب زم زم سے افضل تھا، زم زم کی خوبیاں اور فضائل بہت سی احادیث میں مذکور ہیں، ہم صرف دو روایتیں ذکر کرتے ہیں، جس سے اجمالی طور سے بہت سی خوبیاں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَيْرُ ماءٍ عَلٰى وَجهِ الْاَرضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ وَشِفَاءُ سَقَمٍ۔۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر بہترین پانی آب زم زم ہے کہ جس میں مثل طعام کے غذائیت (بھی) ہے اور مرض کے لئے شفا (بھی) ہے۔

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ مَنْ شَرِبَ لِمَرَضٍ شَفَاهُ اللهُ اَوْ لِجُوعٍ اَشْبَعَهُ اللهُ اَوْ لِحَاجَةٍ قَضَاهَا اللهُ۔[2]

زم زم کا پانی ہر اس کام کے لئے ہے، جس کے لئے پیا جائے۔ جو شخص کسی مرض سے شفا حاصل ہونے کے لئے پیئے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں اور جو بھوک کی وجہ سے پیئے اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھر دیتے ہیں اور جو کسی اور ضرورت کیلئے پیئے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری فرماتے ہیں۔

---

[1] و الحدیث بتمامه عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ خیر ماء علی وجه الأرض ماء زمزم فیه طعام طعم و شفاء سقم و شر ماء علی وجه الأرض ماء بوادی برهوت بقبة حضرموت کرجل الجراد یصبح بتدفق و تمسی لا بلال فیها رواه الطبرانی فی الکبیر و رواته ثقات و رواه ابن حبان أیضا رواه الهیثمی فی مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب فی زمزم، الرقم: ۵۷۱۲)

[2] (رواه السیوطی فی الجامع الصغیر، الرقم: ۷۷۶۱، حرف المیم، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۵، ۴۰۵، دار المعرفة)

ان روایتوں سے معلوم ہوا، کہ زم زم غذا، دوا غرض ہر مقصد کے حصول کے لئے بے نظیر چیز ہے، مگر اخلاص اور اعتقاد شرط ہے۔

علامہ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے نصف ماہ بلکہ اس زیادہ مدت تک صرف زم زم کے پانی کو غذا کے طور پر استعمال کیا اور اس کو بھوک نہ لگتی تھی اور وہ اور لوگوں کی طرح طواف کرتا تھا اور لکھتے ہیں کہ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بعض مرتبہ چالیس روز تک صرف آب زم زم پر اکتفاء کیا اور قوت میں کوئی کمی نہیں آئی، روزہ بھی رکھتا تھا طواف اور جماع بھی کرتا تھا۔[١]

مسئلہ: آب زم زم کو کثرت سے پینا مستحب اور ایمان کی علامت ہے۔[٢]

مسئلہ: زم زم کو قربت کی نیت سے دیکھنا عبادت، ہے جیسے کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔[٣]

مسئلہ: آبِ زم زم سے تبرکاً غسل اور وضو کرنا جائز ہے۔[٤]

مسئلہ: کسی ناپاک چیز کو آبِ زم زم سے نہ دھویا جائے کپڑا ہو یا اور کوئی ناپاک چیز ہو اور جنبی (جس پر غسل کرنا فرض ہو) کو اس سے غسل بھی نہ کرنا چاہیئے۔[٥]

مسئلہ: آبِ زم زم سے استنجاء کرنا مکروہ ہے اور بعض علماء نے حرام کہا ہے۔[٦]

مسئلہ: آبِ زم زم کو دوسرے شہروں کی طرف تبرکاً لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے اور مریضوں

---

❶ (زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، حرف المیم: ۴/۳۹۳، مؤسسة الرسالة)

❷ و یستحب الاکثار من شرب ماء زمزم۔" (غنیة الناسک، مطلب فی شرب ماء زمزم، ص: ۱۴۰)

❸ "و النظر فی زمزم عبادة) ای: اذا قصد به القربة لا بطریق العادة کما ورد ان النظر الی الکعبة عبادة۔" (غنیة الناسک، مطلب فی شرب ماء زمزم، ص: ۱۴۰)

❹ و یجوز الاغتسال و التوضئ بماء زمزم علی وجه التبرک۔" (غنیة الناسک، مطلب فی شرب ماء زمزم، ص: ۱۴۰)

❺ و لا یستعمل الا علی شیء طاھر فلا ینبغی ان یغتسل به جنب او محدث و لا فی مکان نجس (لباب و شرحه) و فی میاہ الدر: و یرفع الحدث بماء زمزم بلا کراھة و فی الرد أیضا و یکره الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال فاستفید منه ان نفی الکراھة حاصل فی رفع الحدث بخلاف الخبث (رد المحتار)۔" (غنیة الناسک، مطلب فی شرب ماء زمزم، ص: ۱۴۰)

❻ و یکره الاستنجاء بماء زمزم لا الاغتسال فاستفید منه ان نفی الکراھة حاصل فی رفع الحدث بخلاف الخبث (رد المحتار)۔" (غنیة الناسک، مطلب فی شرب ماء زمزم، ص: ۱۴۰)

پر ڈالنا بھی جائز ہے۔[1]

مسئلہ: زم زم کا پانی کنستر میں بھرا ہوا حاجی کے ساتھ ہے اور دوسرا پانی وضو اور غسل کے لئے موجود نہیں تو آبِ زم زم سے وضو اور غسل واجب ہے تیمم کرنا جائز نہیں۔[2]

---

[1] و یستحب حملہ الی البلاد و یسقیہ للعباد و یصبہ علی المرضی و یسقیھم فانہ شفاء سقم و انہ لما شرب لہ کما بسطہ فی الفتح۔" (غنیۃ الناسک، مطلب فی شرب ماء زمزم، ص: ۱۴۱)

[2] "و لو کان فی رحلہ ماء زمزم و قد رصص رأس القمقۃ یحملہ للھدیۃ او ما أشبہ ذلک و ھو لا یخاف علی نفسہ العطش لا یجوز لہ التیمم قالوا الحیلۃ فی ذلک ان یھبھا من غیر و یسلم قال مولانا رضی اللہ عنہ ھذا لیس بصحیح عندی فانہ لو رأی مع غیرہ ماء یبیعہ بمثل الثمن او بغبن یسیر یلزمہ الشراء و لا یجوز لہ التیمم فاذا تمکن من الرجوع فی الھبۃ کیف یجوز لہ التیمم۔" (فتاوی خانیۃ علی ھامش الھندیۃ، کتاب الطھارۃ، باب التیمم، فصل فیما یجوز لہ التیمم: ۱/۵۵، رشیدیہ)

مقامات قبولیت دعا

یوں تو مکہ مکرمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے، لیکن بعض خاص خاص مقامات پر خصوصیت سے دعا مقبول ہوتی ہے، اس لئے ان مقامات پر خاص طور سے دعا مانگنی چاہیئے۔

١ مطاف: یعنی طواف کرنے کی جگہ میں۔
٢ ملتزم: یعنی بیت اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان میں جو بیت اللہ کی دیوار ہے۔
٣ میزاب رحمت: بیت اللہ کے پرنالے کے نیچے۔
٤ بیت اللہ شریف کے اندر۔
٥ آب زمزم پیتے ہوئے۔
٦ مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے۔
٧ صفا پر۔
٨ مروہ پر۔
٩ مسعیٰ: یعنی سعی کرنے کی جگہ میں، بالخصوص میلین اخضرین کے درمیان میں۔
١٠ عرفات میں۔
١١ مزدلفہ میں بالخصوص مشعر حرام پر۔
١٢ منیٰ میں۔
١٣ جمرات کے پاس۔
١٤ بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت۔
١٥ حطیم کے اندر۔
١٦ حجر اسود کے نزدیک۔
١٧ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان میں۔

سفر مدینہ منورہ

زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَ تَعظِيمًا

مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب واقع ہے، زمانہ جاہلیت میں اس کا نام یثرب تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو مدینہ سے بدل دیا، قرآن مجید میں اکثر جگہ اس ہی نام سے ذکر ہے مثلاً وَمِنْ اَهلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوا، وفاء الوفاء میں مدینہ منورہ کے چورانوے نام ذکر کئے ہیں، جس سے مدینہ منورہ کی بزرگی اور درجہ معلوم ہوتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں، مدینہ منورہ کے شرف و مجد کے لئے یہی کافی ہے، کہ وہ سردار عالم حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسکن و مدفن ہے۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ

یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ (زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا) تمام شہروں سے افضل ہیں، مگر اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کون افضل ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے، یہی مذہب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا ہے، امام مالکؒ کے نزدیک مدینہ منورہ افضل ہے، لیکن یہ اختلاف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے علاوہ میں ہے، زمین کا وہ حصہ جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر سے ملا ہوا ہے، وہ بالاتفاق تمام جہاں سے افضل ہے حتی کہ مسجد حرام و کعبہ، عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔[1]

حرم مدینہ منورہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا کہ مدینہ منورہ، جبل عیر اور

---

[1] مکة أفضل من المدينة عندنا و عند الشافعی و أحمد رضی اللہ عنهم و قال مالک رحمه اللہ: المدينة أفضل و الخلاف فيما عدا الكعبة فهی أفضل من المدينة اجماعا الا ما ضم أعضاءه صلی اللہ علیه وآله وسلم فانه أفضل بالاجماع حتى من الكعبة و من العرش أيضا على ما صرح به بعضهم۔" (غنية الناسک، خاتمة فی أحكام الحرم و المسجد الحرام و ما فيهما، مطلب: مكة أفضل من المدينة، ص: ۳۰۸)

جبل ثور کے درمیان حرم ہے، جبل عیر تو مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے اور جبل ثور، جبل احد کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس کو عام طور پر لوگ نہیں جانتے، مگر صاحب قاموس اور دوسرے علماء نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ ثور مدینہ منورہ میں جبل احد کی پشت پر ایک چھوٹی سی گول پہاڑی ہے، احناف کے نزدیک حرم مدینہ کا حکم حرم مکہ مکرمہ جیسا نہیں، بلکہ اس سے مراد مدینہ منورہ کی حرمت اور تعظیم ہے اور مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی حدود میں جانوروں کو پکڑنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا اگر چہ حرام نہیں، مگر آداب کے خلاف ہے۔[1]

زیارت سیّد المرسلین للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سرور کائنات فخر موجودات تاجدار مدینہ سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت بالاجماع افضل ترین نیکیوں میں سے ہے اور ترقی درجات کا سب سے بڑا وسیلہ ہے، بعض علماء نے اہل وسعت کے لئے واجب کے قریب لکھا ہے۔[2]

خود رسالت مآب فخر عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے زیارت کی ترغیب دی ہے اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروّت اور ظالم فرمایا ہے، خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بد بخت ہے وہ شخص جو باوجود قدرت وسعت کے اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِيْ كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔[3]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری زیارت کرے گا قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔

---

(1) عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال ما کتبنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا القرآن و ما فی ھذہ الصحیفۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدینۃ حرام ما بین عیر الی ثور فمن أحدث فیھا حدثا او آوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین.......فالمعنی ان حرم المدینۃ بمقدار ما بین عیر و ثور۔" (مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرسھا اللہ تعالی، الرقم: ۲۷۲۸، ص ۶۱۸/۵، ۶۱۷، دار الکتب العلمیۃ)

(2) قال مشایخنا: انما أفضل الندوبات و فی مناسک الفارسی و شرح المختار: انہ قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ: فی زیارۃ قبر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۴)

(3) (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرسھا اللہ، الفصل الثالث: ۸۴۰، الرقم: ۲۷۵۵، ط: المکتب الاسلامی)

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيٰوتِيْ۔[1]

جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت میرے مرنے کے بعد کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ۔۔[2]

جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ۔۔[3]

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

ان روایات میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت کی حد درجہ ترغیب دی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو (جسے حق تعالیٰ اتنی قدرت دے) اس سعادت کبریٰ کو حاصل کرنا چاہیئے۔

مسائل و آداب

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو، اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو، مگر اس کے لئے پہلے حج کرنا بہتر ہے اور نفلی حج کرنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے پہلے حج کرے، یا زیارت کرے اور جس شخص کے راستے میں حج کے لئے آتے ہوئے مدینہ منورہ پڑتا ہو، جیسے شام کی طرف سے آنے والے ان کو پہلے ہی زیارت کرنی چاہیے۔[4]

مسئلہ: جس پر حج فرض ہو، اگر وہ مکہ مکرمہ میں حج کے مہینوں سے پہلے آجائے تو حج کے مہینوں کے شروع ہونے سے پہلے اس کو مدینہ منورہ جانا جائز ہے اور حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو، تو جانا جائز نہیں، اگر حج کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو، سواری قابل اطمینان اور راستہ پر امن ہو تو جا سکتا ہے۔[5]

---

❶ (رواہ التبریزی فی مشکوۃ المصابیح، کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرسہا اللہ تعالی، الفصل الثالث: ۸۴۰، الرقم: ۲۷۵۶)

❷ (ارشاد الساری، الی مناسک ملا علی القاری رحمہ اللہ تعالی، باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۵۰۲)

❸ (رواہ الھیثمی فی مجمع الزوائد، کتاب الحج، باب زیارۃ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۲۶۶/۳، الرقم: ۵۸۴۱، دار الفکر)

❹ و یبدأ بالحج لو فرضا و ھو الأحسن فلو بدأ بالزیارۃ جاز و یخیر لو نفلا ما لم یمر بہ فیبدأ بزیارتہ لا محالۃ لان ترکھا مع قربھا یعد من القساوۃ و الشقاوۃ۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۴)

❺ "فعلی ھذا من کان حجہ فرضا و جاء مکۃ قبل أو ان الحج فھل لہ ان یزور قبل الحج ام لا ؟ و الظاھر ان لہ یزور قبل دخول أشھر الحج و اما بعدہ فلا۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر سید المرسلن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۴)

مسئلہ: جب مدینہ منورہ کی طرف چلے تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے، بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے، سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہارِ محبت میں کوئی کمی نہ چھوڑے، اگر خود یہ حالات پیدا نہ ہوں تو تکلفاً پیدا کرے اور عاشقوں کی صورت بنائے۔[1]

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔۔[2]

جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے۔

راستہ میں جو مقامات مقدّسہ ہیں، ان کی زیارت کرے اور جو مساجد مخصوصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہؓ کی طرف منسوب ہیں، ان میں نماز پڑھے، محض تماشہ اور سیر وتفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے، عبداللہ بن مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے، کہ آدمی مسجد کے طول وعرض میں گزرے اور اس میں نماز نہ پڑھے (جمع الفوائد الکبیر) اس لئے جب کسی مسجد کی زیارت کرے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہیئے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جو متبرک کنوئیں راستہ میں ہیں، ان کا پانی تبرکاً پی لینا چاہیئے۔[3]

مدینہ منورہ کے قریب پہنچنا

جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو خوب خشوع وخضوع اور ذوق وشوق پیدا کرے اور سواری کو ذرا تیز چلائے اور درود وسلام کثرت سے پڑھے۔[4]

مسئلہ: جب مدینہ منورہ پر نظر پڑے اور اس کے درخت نظر آنے لگیں، تو دعا مانگے اور درود وسلام

---

❶(فصل و لو توجه الی الزيارة)... (أكثر فی المسير)... (من الصلاة و التسليم)... (مدة الطريق)....... (و كلما ازداد دنوا)... (ازداد غرما)... (و حنوا)... (و اذا دنا من حرم المدينة المشرفة)... (فليزدد خشوعا)... (و خضوعا)... (و شوقا و توقا)... (و ان كان علی دابة حركها او بعير اوضعه)۔" (ارشاد الساری، فصل و لو توجه الی الزيارة، ص: ۵۰۴)

❷(رواه ابو داؤد فی سننه كتاب اللباس، باب ما جاء فی لبس شهرة ص: ۴۴۱، الرقم: ۴۰۳۱)

(سن تحية المسجد بركعتين) يصليهما فی غير وقت مكروه۔" (حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، كتاب الصلاة، فصل فی تحية المسجد، ص: ۳۹۴، ط: دار الكتب العلمية)

❹و اذا دنا من حرم المدينة المشرفة فليزدد خشوعا و خضوعا و شوقا و توقا و ان كان علی دابة حركها او بعير أوضعه و يجتهد حينئذ فی مزيد الصلاة و السلام۔" (غنية الناسك، خاتمة: فی زيارة سيد المرسلين ﷺ، ص: ۳۷۵)

پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سواری سے اتر جائے اور ننگے پاؤں روتا ہوا چلے اور جس قدر ادب و تعظیم ممکن ہو کرے اور حق تو یہ ہے کہ اگر وہاں سر کے بل بھی چلے تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا، مگر جتنا ہوسکتا ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔[1]

مسئلہ: جب مدینہ منورہ آ جائے تو درود کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّكَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ

اے اللہ یہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے اس کو میری جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنادے اور عذاب اور برے حساب سے امن کا سبب بنادے۔[2]

اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہوسکے تو غسل کرے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہوسکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کرے، اگر غسل نہ کرسکے تو وضو کرے، مگر غسل افضل ہے، پھر پاک وصاف کپڑے پہنے، نئے کپڑے پہننا افضل ہیں، خوشبو لگائے اور جب شہر میں داخل ہو تو پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَةِ رَسُوْلِكَ مَارَزَقْتَ اَوْلِیَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَاخَیْرَ مَسْئُوْلٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا۔[3]

---

[1] ”و اذا وقع بصره علی طیبة المطیبة و أشجارها المعطرة دعا بخیر الدارین و صلی و سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و الأحسن ان ینزل عن راحلته بقربها و یمشی باکیا حافیا ان أطاق توضعا لله تعالی و رسوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کل ما کان أدخل الأدب کان حسنا بل لو مشی هناک علی أحداقه و بذل المجهود من تذلله و تواضعه کان بعض الواجب بل لم یف بمعشار عشره۔“ (غنیة الناسک، خاتمه: فی زیارة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۵)

[2] و اذا عاین حیطان المدینة یصلی علیه و یقول اللهم هذا حرم نبیک فاجعله وقایة لی من النار و أمانا من العذاب و سوء الحساب و یغتسل قبل الدخول او بعده لا۔“ (الفتاوی الهندیة، خاتمة فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۲۶۵)

[3] اذا وصل الی المدینة المنورة اغتسل...و الا توضأ و الغسل أفضل ثم لبس أنظف ثیابه و الجدید أفضل و یتطیب و اذا وقع بصره علی القبة المنیفة و الحجرة الشریفة فلیستحضر عظمها و شرفها فانا حوت أفضل البقاع بالاجماع فاذا دخل باب البلدة قال ....الخ (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۶)

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں، جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہوگا، اے اللہ مجھ کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ داخل فرما اور باہر کر اور میرے لئے اپنے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زیارت مقدر کر دے، جیسا کہ آپ نے اپنے خاص بندوں کے لئے مقدر کی ہے اور مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا اور میری مغفرت فرما دیجئے اور رحم فرمائیے اے اللہ ہمارے لئے اس بستی میں بہترین ٹھکانا اور اچھا رزق مقرر فرما دیجئے۔

مسئلہ: جب گنبد خضراء پر نظر پڑے تو کمال عظمت اور اس کے مجد وشرف کا استحضار کرے، کیونکہ یہ بزرگ ترین مقام ہے۔[1]

مسئلہ: شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہونے کی کوشش کرے، اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آئے اور زیارت کرے۔[2]

مسئلہ: جب مسجد نبوی میں داخل ہو تو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے (میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں)، اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جس دروازے سے چاہے داخل ہو، مگر باب جبرئیل سے داخل ہونا افضل ہے، مسجد میں داخل ہو کر منبر اور قبر شریف کے درمیان روضہ میں کھڑا ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں

---

[1] ایضاً

[2] و اذا دخل البلد المعظم یبدأ بالمسجد المکرم و لا یعرج ما سواہ الا لضرورۃ۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر النبی ﷺ، ص: ۳۷۶)

سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا افضل ہے۔

جو مسجد کا حصہ، منبر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرام گاہ کے درمیان ہے، اس کو روضہ اور ریاض الجنۃ کہتے ہیں، اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔[1]

اور روضہ میں محراب نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے اور اگر وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے اور سلام پھیر کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر ادا کرے اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا مانگے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ سجدۂ شکر بھی کرے کہ حق تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے نوازا، مگر بہتر یہ ہے کہ دو رکعت شکرانہ کی نیت سے پڑھ لے، صرف سجدہ نہ کرے۔[2]

مسئلہ: اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو، یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے، تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہو جاتی ہے۔[3]

---

(1) و الحدیث بتمامہ: عن عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔" (رواہ البخاری فی التطوع: باب فضل ما بین القبر و المنبر، الرقم: ۱۱۳۷)

(2) و فعل عند دخولہ ما ھو السنۃ فی دخولہ المساجد من تقدیم الیمنی قولہ: بسم اللہ و الصلاۃ و السلام علی رسول اللہ رب اغفر لی ذنوبی و افتح لی أبواب رحمتک ... فاذا دخلہ قصد الروضۃ الکریمۃ اذا لم یکن وقت کراھۃ الصلاۃ ..... الخ (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۶، ۳۷۷)

(3) و اذا أقیمت المکتوبۃ او خیف فوتھا بدأبھا و حصلت التحیۃ بھا۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ: فی زیارۃ قبر سید المرسلین، ص: ۳۷۷)

مدینہ منورہ کا سفر (اضافہ)

(از حضرت سید رضی الدین فخری صاحب نور اللہ مرقدہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دوستو آؤ ہم بھی مدینے چلیں لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں
اُن کی ہر بات پر اُن کی ہر بات میں چلو مرنے چلیں، چلو جینے چلیں

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے:

باخدا دیوانہ باش وبا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار

ہے کوئی اللہ کا بندہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حق ادا کر سکے!

اس دنیا میں جو بھی پیدا ہوتا ہے، پیدائش کے وقت کم وبیش سات آٹھ پونڈ تو وزن ضرور ہوتا ہوگا، اللہ اکبر آٹھ پونڈ کیا کسی کو اب بھی یقین نہیں آئے گا کہ ہماری محترمہ والدہ صاحبہ نے ہمارے لئے کتنی تکلیفیں اُٹھائی ہوں گی، پھر تمام عمر اسی طرح ہماری پرورش اور دیکھ بھال میں کیسا کچھ غم اور مصیبتیں نہ برداشت کی ہوں گی، سچ بتایئے......! ہے کوئی مائی کا لعل جو اپنی ماں کا حق ادا کر سکے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

اسی نکتہ پر ذرا سنجیدگی سے غور کر کے بتایئے، ہے کوئی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لاڈلا، جو سرکارِ دو عالم، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حق ادا کر سکے؟ کون انکار کرسکتا ہے کہ ارب، با، ارب بے شمار ماؤں سے بڑھ کر ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمارے لئے، کتنی تکلیفیں برداشت کی ہیں اور ہم کو پروان چڑھایا، اب ہمارا نصیبا جاگا ہے اور ہم سب کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں روضۂ اطہر پر حاضری کے لئے بلایا جارہا ہے اور ہم اپنی ان جیتی جاگتی آنکھوں کے سامنے اپنے اس گوشت پوست کے ساتھ باعث تخلیق کائنات محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آغوشِ شفقت میں پہنچ رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیسی کیسی تکالیف اُمّت کے لئے جھیلی ہیں کہ اللہ کی پناہ! ہائے ہائے،

تکلیف! ایسی ویسی تکلیف جھیلی ہے کہ خدا کی پناہ! ایک دو سال نہیں، شروع سے آخری سانس تک، کبھی اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی گئی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں حطیم کے اندر تھے، کبھی راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے، طائف میں پتھر مارے قدم مبارک کو اتنا لہولہان کر دیا کہ نعلین مبارک سے قدم مبارک کو نکالنا مشکل ہو گیا تھا، اُحد میں دندان مبارک شہید کئے گئے، کفّار مکہ نے تین سال تک ہر طرح سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کر رکھا تھا، پیٹ پر پتھر باندھے، دنیا سے پردہ فرماتے وقت گھر میں چراغ جلانے کے لئے تیل تک نہ تھا، یہ سب کیوں اور کس کے لئے برداشت فرمایا، صرف اور صرف ہمارے لئے اپنی امت کے لئے۔

کیا یہ سب کسی اور کے لئے تھا...... نہیں ہرگز نہیں اور آج اُمّت کیا صلہ دے رہی ہے آپ کو، ہم کو اور سب کو معلوم ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں:

دیکھئے اور سمجھئے...... ! روضۂ اطہر پر پہنچنے سے قبل سُنی سنائی رسمی بے سند بحث مباحثہ سے اپنے آپ کو بچایئے گا، خدانخواستہ بے حرمتی یا بے ادبی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عقائد کو شریعت کے مطابق صحیح نہج پر رکھئے گا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی بحث میں نہ پڑیئے گا، کم از کم ہمارا علم تحقیقی نہیں ہے بلکہ تقلیدی ہے، یہ علماء جانیں جن کا یہ کام ہے ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں خالق، خالق ہے، مخلوق، مخلوق ہے، خالق مخلوق نہیں ہو سکتا اور مخلوق، خالق نہیں بن سکتی، بس اللہ اللہ خیر سلاّ۔

چودہ سو سال سے تواتر کے ساتھ مشاہدات اور تجربات شاہدِ عدل ہیں اور احادیث موجود ہیں کہ مواجہہ شریف پر پہنچ کر جو بھی سلام پیش کرتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس اس سلام کی سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے روضۂ اقدس پر پہنچ کر زیارت کی اس نے گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں زیارت کی، یہ بھی قول فیصل ہے کہ جس نے خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اس نے واقعی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی زیارت کی، کیونکہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں ظاہر ہی نہیں

ہوسکتا، یہ حقائق ہیں اس کے خلاف بحث میں نہ پڑیں، تو بہتر ہے۔

بچپن سے جو دل میں آرزو وحسرت کروٹ لیتی اور بے چین رکھتی تھی اور گڑگڑا کر دعا مانگا کرتے تھے:

میرے مولا بلا لو مدینے مجھے   غمِ ہجر تو دے گا نہ جینے مجھے

اب اس کی مقبولیت کا وقت آ گیا ہے، جیسے جیسے مدینہ منورہ کی بستی، کھجور کے درخت، عمارتیں نظر آتی جائیں، درود شریف اور سلام بادلِ بے قرار، چشم پُرنم پڑھنے میں کثرت سے اضافہ کرتے جائیں، ایک مسافر درود وسلام پڑھتا جاتا تھا اور مزے لے لے کر یہ شعر گنگناتا جاتا تھا۔

اے دل سنبھل اب مت مچل   تھم تھم کے چل، آنکھوں کے بل

مدینہ منورہ کی ایمان پرور فضا اور اس کے مقامات کی عظمت اور گرد ونواح کی محبت اور علوشان کا خوب دھیان رکھئے، کیونکہ یہ مقامات، وحی الٰہی کے نزول کے ذریعہ آباد ہوئے ہیں، یہاں پر جبرئیل علیہ السلام بار بار آیا کرتے تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام اور تمام منتخب فرشتے بھی حاضری دیا کرتے تھے اور مدینہ منورہ کی مٹی (تربت) سیّد البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے معطر ہے اور یہاں سے اللہ کا دین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنتیں پھیلی ہیں، غرضیکہ یہاں بڑی فضیلتوں کے مقامات ہیں اور خیر اور معجزات اور دلائل نبوت کے مشاہد ہیں لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ اس کی اہمیت کو تعظیم وتکریم سے حرزِ جاں بنائیں اور اس کی محبت وعظمت سے دل کو سرشار کرلیں۔

گویا کہ ہم سب حقیقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں اور مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سلام کو سُن رہے ہیں، لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ لڑائی، جھگڑا، بد اخلاقی اور نامناسب قول وفعل سے پرہیز کریں۔

جس منزل سے گزریں اور معلوم ہوجائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا تھا، وہاں اگر موقعہ ہو تو اُتر کر نماز ادا کریں اور درود وسلام پڑھیں، اس سے محبت اور شوق وولولہ میں اضافہ ہوگا۔

اس بات کا بھی دھیان رکھئے، کہ چھوٹی سے چھوٹی سُنّت بھی جہاں تک ممکن ہوسکے، چھوٹنے نہ پائے، یاد رکھئے......! ایک سُنّت کو زندہ کرنے کا ثواب سو شہیدوں کے برابر بتلایا گیا ہے۔

مدینہ منورہ میں قیام گاہ پر پہنچ کر سامان کو ترتیب سے رکھیں، ساتھیوں کی ضروریات اور عادات

اور تقاضوں کا خیال رکھتے ہوئے ہمدردی اور ایثار کو عمل میں لائیں، غسل اور صفائی مکمل کریں اور اچھے سے اچھا لباس زیب تن کریں، داڑھی اور بالوں میں کنگھا کریں، خوب سنواریں، خوشبو لگائیں، سرمہ لگائیں جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ

کے مصداق اپنے کو سادگی سے آراستہ اور مزّین کریں (لیکن تعیّش اور دکھاوے کے جذبہ سے نہ ہو)، باہر نکل کر پہلے کچھ صدقہ کریں، آہستہ آہستہ، خراماں خراماں، وقار کے ساتھ ڈرے، سہمے کہ کہیں کوئی بے ادبی یا گستاخی نہ ہو جائے، قدم اُٹھاتے ہوئے مسجد نبوی (حرم شریف) تک آئیں، اگر آسانی ہو تو افضل یہی ہے کہ باب جبرئیل سے مسجد میں داخل ہوا جائے اور داہنا قدم اندر رکھتے ہوئے

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ
نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ

یہاں سے بھی اگر سہولت سے ہو سکے، تو سیدھے ریاض الجنّۃ پہنچ کر محراب میں یا اس کے محاذ میں یا جہاں بھی آسانی سے ہو سکے، دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھئے، اگر جگہ نہ مل سکے تو خبردار ہرگز گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیجئے گا، جہاں جگہ مل جائے وہیں پڑھ لیجئے تحیۃ المسجد پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر ایک مرتبہ پھر اپنے آپ کو اچھی طرح جھنجوڑ لیجئے، غفلت و سستی سے بیدار ہو جایئے، جوش کی جگہ ہوش و حواس درست کر لیجئے، نیت صحیح کر لیجئے، خوب دھیان سے غور کیجئے، سوچئے تو سہی یہ کس کا دربار ہے؟ محبوب رب العالمین کا، گنہگاروں کی شفاعت کرنے والی ہستی کا، رحمۃ للعالمین کا اور یہ ان کا دربار ہے جن کے لئے ساری کائنات پیدا کی گئی، جن کے اشارے سے چاند کے ٹکڑے ہو گئے، جو معراج میں سدرۃ المنتہٰی تک اور قاب قوسین بلکہ اس سے کم فاصلہ کے بقدر پہنچے کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اگر اس سے آگے گیا تو میرے پر جل کر خاک ہو جائیں گے، ایسا دربار جہاں مقرب و منتخب فرشتے اور حضرت میکائیل علیہ السلام سلام کو آتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دو آدمیوں کو پکڑ بلوایا جو مسجد نبوی میں تیز آواز سے بول رہے تھے، ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر (یعنی مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا۔

اور دیکھئے......! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، جب کہیں قریب سے کیل یا میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سُنتیں، تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں، اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی، تو بنانے والے کو فرمایا، کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں، ان کے بنانے کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے، ذرا غور تو فرمایئے، اتنی آواز اور شور بھی گوارہ نہ تھا اب آپ ہی دیکھیں گے کہ بعض لوگ اپنے لاابالی پن اور صحیح حقیقت حال سے ناواقفیت کی وجہ سے جوش میں آکر کس قدر بلند آواز اور تیز آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی، اب آپ ہی بتائیں کہ اسے بے ادبی نہ کہیں تو پھر کیا کہا جائے، بہرحال یہ تو تسلیم کرنا پڑھے گا کہ بے شک ایسے لوگ تو عبادت اور محبت اور خلوص سمجھ کر ہی کرتے ہیں، دراصل حاضری کے وقت اور سلام پیش کرنے کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادب واحترام اور تعظیم اور بزرگی کا وہی معاملہ ہونا چاہئے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں، خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔

سچ بتایئے، کیا آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ قدسی میں اس طرح کا منظر پیش کرتے جیسا کہ اب ہو رہا ہے، ہرگز نہیں، آخر لوگ اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں، کہ حق سبحانہ وتقدس نے قرآن پاک ہی میں سورۃ الحجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہ فرمائی ہے، ارشاد والا ہے:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ہی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایسے زور سے گفتگو کرو، جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو۔

اب ایک دوسرے کو دھکے دے کر آگے بڑھنا اور منہ کے سامنے دیوار کی طرح آ کر کھڑے ہو جانا کہ سانس لینا دوبھر ہو جائے یہ تو اور بھی برا ہے اور یہ کون سا اظہارِ عقیدت اور محبت ہے؟ لہٰذا یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے، کہ سلام پڑھتے وقت شور و شغب ہرگز نہ کریں، نہ زور سے چلائیں، بلکہ متوسط آواز سے پڑھیں، مواجہہ شریف پر پہنچ کر سرہانے کی طرف جالی مبارک میں تین جھروکے آپ کو نظر آئیں گے، بس انہیں جھروکوں سے اندر کی طرف حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، کی مبارک قبروں کا سامنا ہوتا ہے، ان جالیوں کی دیوار سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہیے، یا جہاں جگہ مل جائے، زیادہ قریب نہ ہوں کہ ادب کے خلاف ہے، آنکھیں پُرنم ہوں، دل وفورِ محبت و عظمت میں دھڑک رہا ہو، نگاہیں نیچی ہوں، اِدھر اُدھر دیکھنا، اندر جھانکنا، اس وقت سخت بے ادبی ہے، پاؤں ساکن اور باوقار رکھیئے اور یہ تصور کیجئے کہ چہرۂ انور اس وقت میرے سامنے ہے اور حضور اقدس ﷺ کو میری حاضری کی اطلاع ہے، گھگھیاں بندھ جاتی ہیں، ہچکیاں مچلنے لگتی ہیں، آواز رندھ جاتی ہے، ادھر سے شفقت اور رحمت کی لہریں اٹھتی ہیں اور اپنے اُمتی کے دلوں پر سکون و طمانیت کی پھوار پڑنے لگتی ہیں۔

اے حسنِ ازل اپنی اداؤں کے مزے لے ہے سامنے آئینہ حیرانِ محمد (ﷺ)

رٹے ہوئے الفاظ دہرانے سے بہتر ہے، کہ ذوق و شوق سے صرف

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ

پڑھتا رہے، بعض بزرگوں سے سُنا ہے کہ جس نے حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اطہر کے پاس کھڑے ہو کر

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

تلاوت کی اور ستر مرتبہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّد

کہا تو ایک فرشتہ ندا دیتا ہے، کہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی، ستر مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ عدد کو قبولیت میں دخل ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صرف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پر اکتفاء کرتے تھے، بعض حضرات طویل سلام پڑھنا پسند کرتے ہیں، سب ٹھیک ہے، مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں۔

یاد رکھئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر پر جا کر، آپ پر سلام پیش کرنا، درود شریف پڑھنے سے بہتر ہے، اپنا سلام پڑھنے کے بعد ان حضرات کا سلام پہنچائیں جنھوں نے آپ کے ذریعہ سے کہا ہو اور اللہ جل شانہ سے دُعا کیجئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کیجئے، اس کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھئے، پھر تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھئے، اس کے بعد پھر پہلی جگہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آجایئے اور اللہ جل شانہ سے خوب دعائیں مانگئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی درخواست کیجئے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کے لئے خوب دعائیں کیجئے کہ تمام امت ان کا حق ادا نہیں کر سکتی، جیسا کہ ان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور رفاقت کا حق ادا کیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ جل شانہ کی خوب حمد و ثناء کریں، یہاں کی حاضری کا اور اس کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کریں، پھر عاجزانہ ذوق و شوق سے درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے، اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اپنے مشائخ کے لئے، اپنے اہل و عیال کے لئے، اپنے عزیز و اقارب کے لئے، اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے لئے، سعد عبدالرزاق اور اس کے گھر والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جنھوں نے دعا کی درخواست کی ہو اور تمام مسلمانوں کے لئے، زندوں کے لئے بھی، مردوں کے لئے بھی، خوب دعائیں مانگئے اور اپنی ان دعاؤں کو آمین پر ختم کیجئے۔

اس کے بعد ریاض الجنة میں جتنے ستون ہیں، مثلاً استوانہ ابولبابہ، استوانہ وفود، استوانہ عائشہ، استوانہ حنانہ، محراب و منبر پر، درود شریف اور نوافل کا اہتمام رکھئے اور خوب دعائیں مانگئے۔

اس بات کا اچھی طرح خیال رکھئے گا، کہ کسی کے ساتھ دھکم پیل نہ ہو، جگہ گھیر کر نہ بیٹھ جائیں، دوسروں کو بھی موقعہ دیں اور اس کا بھی خیال رکھیں کہ دیواروں اور جالیوں پر عطر نہ لیپیں اور گندگی نہ پھیلائیں، دیواروں کو بوسہ نہ دیں، یہ سب سے بڑی بے ادبی اور گستاخی کی حرکت ہے، اکثر دیکھا

گیا ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے، اس کے آگے آ کر اپنی نماز کی نیّت باندھ لی، اس کو کہنی مار کر کھسکا دیا، وہ سجدہ میں گیا، تو اس پر سے پھاندتے ہوئے نکل گئے یا جا گرے، یہ سب بہت معیوب حرکتیں ہیں، کھچا کھچ حرم شریف بھرا ہوا ہے، کہیں تل دھرنے کی جگہ نہیں، گردن پھلانگتے ہوئے آگے نہ بڑھیں، جہاں جگہ مل جائے وہی بہتر ہے، عرب حضرات خوشبو کے بہت ہی دلدادہ ہیں ان کو عطر دیجئے یا لگا دیجئے، آپ کے لئے جگہ حاضر ملے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حج کے موقعہ پر لاکھوں کا مجمع ہے، اگر سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اس دعوت والے کام اور مشن کو پورا کرنے کا عزم کر لیں، تو اسی مجمع سے کتنی جماعتیں اور افراد چار دانگ عالم میں پھیل سکتے ہیں اور دین و ایمان کی دعوت کو گھر گھر، قریہ قریہ پہنچا سکتے ہیں اور اب تو اس دعوت و تبلیغ کے بغیر چارۂ کار نہیں، جس بات کا چرچہ کیا جاتا ہے وہ بات رواج اور عمل میں آ جاتی ہے، آپ ذرا کر کے تو دیکھیں۔

لیجئے زہے نصیب اب وہ ساعت بھی آ گئی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کہ ہم اور آپ مواجہہ شریف پر کھڑے ہیں اور دیکھئے، یہ آپ کے سامنے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دربار کی جالیاں ہیں، باادب باوقار۔

خبردار...... آواز اونچی نہ ہونے پائے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے، مگر یہ کہ رِقّت اور گریہ طاری ہو جائے تو ہوش و حواس کو قابو میں رکھئے، نا معلوم آپ سے زیادہ کتنے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے محبوب آپ کے درمیان کھڑے ہوں اور آپ کے شور و غل سے ان کی یکسوئی میں خلل پیدا ہو رہا ہو اور ناگواری کا سبب بنے، آپ بھی مؤدبانہ اور عاجزانہ سر جھکائے سلام پیش کیجئے، جیسے بچھڑا ہوا بچہ ماں کی گود میں مچل جاتا ہے، اگر وقت ہو تو سکون کے ساتھ ذرا ٹھہر جائیے، پھر توجہ کے ساتھ دل کے کان سے دھیان دے کر سنئے، آپ کے سلام اور اس گریہ کا کیا جواب ملتا ہے؟

جواب ملے گا، یقیناً ملے گا اور دل ہی سے ملے گا، اگر محبت اور غلامی کا کچھ حق ادا کیا ہوگا، تو کیا عجب یہ ظاہری کان بھی سُن لیں، کیونکہ جتنی قوی محبت ہوتی ہے، اتنا ہی قوی تصور قائم ہوتا ہے، پھر ایسے تصور کا متشکل ہو جانا بھی ممکن ہو جاتا ہے، ممکن کے یہ معنی نہیں کہ وقوع پذیر بھی ہو جائے کسی کو ہو جاتا ہے، سب کو نہیں ہوتا۔

سلام کے جواب میں آپ سے یہ بھی سوال کیا جا سکتا ہے کہ میرے پیارے اُمتی! جو کام ہم نے تمہارے لئے کیا، ہمارے صحابہ نے کیا، یعنی دین کی دعوت کا کام، تم بھی وہ کام کتنا کر کے ہمارے پاس آئے ہو، ذرا دیر کے لئے پھر غور سے سوچئے، اگر آپ دین کی دعوت کا کام کر رہے ہیں تو بات کھل جائے گی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کتنا خوش ہوں گے، آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے اور بالفرض والمحال اگر دین کی اشاعت کا کام نہیں کیا ہے، تو اب پکا ارادہ کر لیجئے کہ کہ واپس جا کر بقیہ تمام عمر یہ کام بھی کریں گے اور ضرور کریں گے......ان شاء اللہ۔

یاد رکھیئے دعا اور دعوت کا مادہ (اصل) عربی قاعدہ کے مطابق ایک ہی ہے، یعنی دعا اور دعوت لازم وملزوم ہیں، دعوت کا کام چھوڑ دینے ہی کی وجہ سے آج اُمت میں زوال ونکبت ہے اور پسپائی ہمارا مقدر بن گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار رسالت میں پہنچ کر بھی اگر یہ احساس نہ ہوا تو کب اور کہاں ہوگا، اس کا فیصلہ اسی مقام پر کر کے جایئے گا، کیونکہ یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جائے گی، بلکہ آپ کا نامہ اعمال ہر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے۔

یوں تو حج اور حرمین شریفین کا تمام سفر ادب واحترام اور تقدس وطہارت کا متقاضی ہے، لیکن دربارِ حبیب رب العالمین، باعثِ وجود کائنات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچ کر بہت ہی اہتمام اور خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

دیکھئے میرے عزیز بھائیو اور بہنو......! یہ کھیل نہیں، ہنسی نہیں، یہ دربار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، یہاں اُونچی آواز نہ نکالیں، یہاں تو پیشاب، پاخانہ کرنا بھی سوء ادب ہے، چپہ چپہ پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پڑے ہوں گے اور فرشتے قطار اندر قطار اپنے پر بچھائے ہوئے ہوتے ہیں، ہر وقت یہ دھیان رہے کہ کسی کی غیبت نہ ہو، کسی کی تخفیف نہ ہو، کسی کی دل آزاری نہ ہو جائے، تو تو، میں میں نہ ہو، کوئی تکرار اور اکڑ مکڑ نہ ہونے پائے، یہاں کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہیں، اہل مدینہ ہیں، اُن کے اکرام اور اعزاز میں کمی نہ آنے پائے، خرید وفروخت میں بھی یہ خیال رکھیئے کہ میری طرف سے یہاں کے لوگوں کو جتنا زیادہ سے زیادہ نفع اور خوشی پہنچ جائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی اور رضا کا سبب بنے گا، اُن کی خدمت، ان کو ہدیہ دینا آپ کا اور ہمارا فرض

ہے، یاد رکھئے...... کہ دینے والا کوئی اور ہے، وہ دلواتا ہے اور ہم دیتے ہیں، اس کو دوسرے الفاظ میں توفیق کہتے ہیں اور کون ہے جو توفیق کا آرزومند نہیں۔

جھولیاں سب کی بھرتی جاتی ہیں دینے والا نظر نہیں آتا

جب تک قیام کی منظوری ہو، بار بار خدمت اقدس میں، کھڑے، بیٹھے، مواجہہ شریف پر، قدم مبارک کی طرف، اصحاب صفہ کی طرف، ریاض الجنّة میں، ستونوں کے قریب، روضۂ مبارک کی چوکھٹ پر، محراب میں اور محراب کے سامنے، ہر جگہ زانوئے ادب، تہہ کئے جوش سے زیادہ ہوش سے، صلوٰۃ وسلام، تلاوت، نوافل میں اور گشت وتعلیم میں ہمہ تن مصروف رہیں اور جب رخصت کا وقت آئے، تو انہیں خیالات اور عزائم کے ساتھ، باصد ہزاراں حسرت وغم آنسوؤں سے چھلکتے ہوئے آنکھوں کے کٹورے ہوں اور دل میں جدائی کے زخم اس طرح ہنس رہے ہوں، جس طرح سلگتے ہوئے کوئلے پر چنگاری ہنستی ہوئی دکھائی دیتی ہے، جی ہاں زخم ہنستے ہیں، اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انوارات وتجلیّات اور یاد اور صلوٰۃ وسلام ہمارے ساتھ کئے جارہے ہیں بطور عطیات اور خلعت کے، سارا وجود سسکیاں لے رہا ہو، ہچکیاں بندھی ہوں، بار بار حاضری کی درخواست ہو اور مواجہہ شریف پر آکر کھڑے ہوجایئے اور رخصت طلب کیجئے اور زبان پر

اَلْوَدَاعُ یَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلْفِرَاقُ یَانَبِیَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی رٹ لگی ہو اور ایسی حالت میں باہر آجایئے۔

نکل جائے وہ حسرت ہے جو رہ جائے وہ ارمان ہے۔

(ختم شد)

روضۂ مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ: نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہوکر نہایت ادب کے ساتھ روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آئے اور دل کو تمام دنیاوی خیالات سے فارغ کردے، اِدھر اُدھر نہ دیکھے، نظر نیچے رکھے اور کوئی حرکت خلافِ ادب نہ کرے، زیادہ قریب بھی کھڑے نہ ہو اور جالی کو ہاتھ بھی نہ لگائے، نہ بوسہ دے، نہ سجدہ کرے کہ اس قسم کی باتیں خلاف ادب واحترام اور ناجائز ہیں اور سجدہ کرنا شرک ہے اور یہ خیال

کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحد شریف میں قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور سلام وکلام کو سنتے ہیں اور عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے آہستہ آواز سے سلام پڑھے، زیادہ زور سے نہ چیخے، سلام اگر چاہے تو اس طرح پڑھے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّكَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ
وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ فَجَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا
جَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ مَا جَزٰی بِہٖ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ
اَللّٰھُمَّ اٰتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ
وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ
وَاَنْزِلْہُ الْمُنْزَلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ..[1]

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست ان الفاظ سے کرے:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَی اللّٰہِ
فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے زیادتی کرسکتا ہے لیکن سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے، جس

[1] ”فاذا فرغ من ذلک فی الروضة او غیرها یأتی القبر الشریف من قبل القبلة مع غایة الأدب .....انک لا تخلف المیعاد۔“ (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۲)

سے ناز و فخر معلوم ہو کہ یہ بھی بے ادبی ہے اور اگر کسی کو یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں، یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو، کہہ لے، کم سے کم مقدار اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ ہے۔[1]

مسئلہ: اگر کسی شخص نے آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کیلئے کہا ہے تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کر دیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ

فلاں بن فلاں کی جگہ اس شخص کا نام مع ولدیت لے مثلاً

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ مِنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّزَّاق
یَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہے اور نام یاد نہیں رہے تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ مِنْ جَمِیْعِ مَنْ اَوْصَانِیْ بِالسَّلَامِ عَلَیْكَ ۔۔[2]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ وَثَانِیَهٖ فِی الْغَارِ
وَرَفِیْقِهٖ فِی الْاَسْفَارِ وَاَمِیْنِهٖ عَلَی الْاَسْرَارِ اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّیْقِ
جَزَاكَ اللهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرًا

پھر ایک ہاتھ اور داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کے مقابل کھڑے ہو کر ان الفاظ سے سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ
الَّذِیْ اَعَزَّ اللهُ بِهِ الْاِسْلَامَ اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَّ مَیِّتًا

---

[1] ثم یسأل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشفاعة فیقول یا رسول اللہ أسألک الشفاعة ثلاثا ..... و عن جماعة من السلف الایجاز فی ذلک جدا و الأکثر علی اختیار الاطالة من غیر الملالة۔" (غنیة الناسک، خاتمة: فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۹)

[2] ثم لیبلغ سلام من أوصاه بتبلیغ سلامه فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بک الی ربک۔" (غنیة الناسک، خاتمة: فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۷۹)

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلَّى اللّٰهُ علیهِ وَسَلَّمَ خَیْرًا

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں بھی کمی زیادتی کا اختیار ہے اور اگر کسی نے سلام پہنچانے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی پہنچا دے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد پھر نصف ہاتھ کے قریب ہٹ کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات کے درمیان کھڑے ہو کر پھر اس طرح سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَزِیْرَیْہِ جَزَاکُمَا اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا کُمَا نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَشْفَعَ لَنَا وَیَدْعُوْلَنَا رَبَّنَا اَنْ یُحْیِیَنَا عَلٰی سُنَّتِہٖ وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ [1]

اس کے بعد دوبارہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہو کر حق تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اور درود شریف پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست کرے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے اور براہ کرم سعد عبدالرزاق اور اس کے گھر والوں کے لئے بھی دل سے دعا فرما دیں تو بڑا احسان ہوگا اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہے:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا فَجِئْنٰكَ ظَالِمِیْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّنَا وَاسْئَلْہُ اَنْ یُمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِكَ وَاَنْ یَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِكَ

[1] ثم یتأخر عن یمینه اذا کان مستقبلا قدر ذراع فیسلم علی أبی بکر رضی اللہ تعالی عنه ..... ثم یتأخر کذلک قدر ذراع فیسلم علی عمر رضی اللہ تعالی عنه .... ثم یرجع قدر نصف ذراع فیقف بین الصدیق و الفاروق و یقول السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم .... الخ (غنیة الناسک، خاتمة: فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ص: ۳۷۹، ۳۸۰)

اور اس کے بعد اپنے لئے اور سب کے لئے دعا مانگے۔[1]

زیر نظر کتاب کے پڑھنے والے تمام احباب سے درخواست ہے کہ اس عاجز اور بے کس سعد عبدالرزاق کا سلام بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دربار عالی میں بصد آداب پہنچا کر خاتمہ بالخیر اور مغفرت کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں جَزَاکُمُ اللہُ تَعَالیٰ خَیْرًا۔

نوٹ: اگر کسی کو عربی زبان میں درود و سلام پڑھنے میں مشکل پیش آ رہی ہو تو وہ اپنی مادری زبان میں بھی درود و سلام پڑھ سکتا ہے۔

زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہو کر اسطوانہ ابی لبابہ کے پاس آ کر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور ریاض الجنۃ میں نماز، درود، دعا جس قدر ہو سکے کرے، اس کے بعد منبر کے پاس آ کر دعا و درود پڑھے، پھر ستون حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا و استغفار کرے۔[2]

روضۂ جنت میں ستونہائے رحمت

روضۂ جنت میں قدیم مسجد نبوی کے اندر سات ستون ہیں ان کو اسطوانات رحمت کہا جاتا ہے۔

1. اسطوانہ حنانہ: یہ ستون اس کھجور کے تنے کی جگہ ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر منتقل ہونے پر زور زور سے رویا تھا۔[3]
2. اسطوانہ حرس: جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت کدہ میں تشریف لے جاتے تو کوئی صحابیؓ پہرہ دینے کی

---

[1] ثم یرجع الی موقفه الأول قبالة وجه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فیحمد الله تعالی و یثنی علیه و یمجده و یصلی علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم .....ثم یدعو کما مر۔" (غنیة الناسک، خاتمة: فی زیارة قبر سید المرسلین صلی الله علیه وآله وسلم، ص: ۳۸۰)

[2] ثم یتقدم الی رأس القبر فیقف بین القبر و الأسطوانة التی هناک و یستقبل القبلة ....و یدعو لنفسه و لمن شاء۔" (غنیة الناسک، خاتمة: فی زیارة قبر سید المرسلین صلی الله علیه وآله وسلم، ص: ۳۸۰)

[3] و عند الأساطین الفاضلة منها أسطوانة هی علم علی المصلی الشریف کان سلمة ابن الأکوع یتحری الصلاة عندها و کان جزعه صلی الله علیه وآله وسلم الذی کان یخطب الیه و یتکئ علیه أمامها فی موضع کرسی الشمعة عن یمین محرابه صلی الله علیه وآله وسلم ....و أسطوانة علی رضی الله تعالی عنه و یسمی أسطوانة الحرس .....و أسطوانة الوفود .....و بین أسطوانة التوبة أسطوانة علی رضی الله تعالی عنه .... (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی الله علیه وآله وسلم، ص: ۳۸۱)

غرض سے آ بیٹھتے۔[1]

❸ **اسطوانہ وفود:** باہر سے جو وفود مشرف بہ اسلام ہونے کے لئے آتے، تو یہاں بیٹھ کر حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔[2]

❹ **اسطوانۂ ابی لبابہ:** حضرت ابولبابہؓ صحابی سے بہ تقاضائے بشریت ایک غلطی سرزد ہوگئی تھی، جس کا قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے، اس کی وجہ سے ابولبابہؓ نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ جب تک حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا، حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی یہ فرمادیا کہ جب تک مجھے اللہ کی طرف سے حکم نہیں ہوگا میں بھی نہیں کھولوں گا، چنانچہ کچھ روز کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابولبابہؓ کی توبہ قبول کی اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک سے کھولا۔[3]

❺ **اسطوانۂ سریر:** یہاں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور رات کو آرام کے لئے آپ کا بستر مبارک بچھادیا جاتا تھا۔[4]

❻ **اسطوانۂ جبرئیل:** حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیۂ کلبیؓ کی صورت میں وحی لے کر تشریف لاتے تو اکثر اس جگہ بیٹھے نظر آتے۔[5]

❼ **اسطوانۂ عائشہؓ:** حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے، کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہو، تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے، اس وقت سے صحابہ کرامؓ کو اس جگہ کے معلوم کرنے کی جستجو رہی، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتائی، جہاں اب یہ

---

[1] ایضا

[2] ایضا

[3] و أسطوانة التوبة و هی بین أسطوانة عائشة رضی اللہ تعالی عنها و الأسطوان اللاصقة بشباک الحجرة (الشریفة) ....الخ (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۱)

[4] و أسطوانة السریر... روی اعتکافه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عندها ...الخ (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۱)

[5] و أسطوانة مربعة القبر و یقال لها: مقام جبرئیل علیه السلام .... الخ (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۲۸۲)

ستون ہے ان ستونوں کے قریب جا کر دعاء واستغفار کرے۔[1]

پھر اپنی قیام گاہ پر آ جائے اور جب تک جی چاہے مدینہ منورہ میں قیام کرے اور ایامِ قیامِ مدینہ منورہ کو غنیمت سمجھے۔[2]

مسجد نبوی میں نماز کا ثواب

اکثر وقت مسجد نبوی میں بہ نیت اعتکاف گزارے اور نمازیں جماعت سے مسجد نبوی میں ادا کرے اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام کرے، مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار نمازوں سے زیادہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْ مَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔[3]

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب مذکور ہے۔[4]

اور امام احمدؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو، تو اس کے لئے دوزخ سے براءت لکھی جائے گی اور عذاب ونفاق سے بھی براءت لکھی جائے گی۔[5]

---

[1] و أسطوانة عائشة رضی اللہ تعالی عنها و هی الثالثة من المنبر الی المشرق .....و روی انه یستجاب عندها الدعاء۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۱)

[2] و لیغتنم أیام مقامه بالمدینة المشرفة فیحرص علی ملازمة المسجد و الصلاة فیه بالجماعة....الخ (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۲)

[3] (روی البخاری فی التطوع (الجمعة): باب فضل الصلاة فی مسجد مکة و المدینة، الرقم: ۱۱۳۳)

[4] "عن انس بن مالک رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوة الرجل فی بیته بصلوة و صلوته فی مسجد القبائل بخمس و عشرین صلوة و صلوته فی المسجد الذی یجمع فیه بخمس مائة صلوة و صلوته فی المسجد الأقصی بخمسین ألف صلوة و صلوته فی مسجدی بخمسین ألف صلوة و صلوته فی المسجد الحرام بمائة ألف صلوة۔" (سنن ابن ماجه، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی الصلوة فی المسجد الجامع، الرقم: ۱۴۱۳ ص: ۱۵۶، ط: بیت الافکار الدولیة)

[5] "عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انه قال من صلی فی مسجدی أربعین صلوة لا یفوته صلوة کتبت له برأة من النار و نجاة من العذاب و بریٔ من النفاق۔" (مسند امام احمد بن حنبل رحمه اللہ تعالی، مسند انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنه، الرقم: ۱۲۵۸۳ ص: ۲۰/۴۰ ط: مؤسسة الرسالة)

اس لئے مسجد نبوی میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کرے اور قرآن شریف ختم کرے اور صدقہ خیرات حسبِ حیثیت کرے، مساکین اور باشندگان مدینہ منورہ کا خاص طور سے خیال رکھے، ان کے ساتھ محبت سے پیش آئے، اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو، تو تحمل کرے اور شریفانہ برتاؤ کرے خرید و فروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت کرے، تاکہ ثواب ملے۔[۱]

مسائل متفرقہ

مسئلہ: روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو روضہ مقدسہ پر حاضر ہو کر سلام پڑھنا جائز ہے۔[۲]

مسئلہ: زیارت کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا، یا بوسہ دینا، یا لپٹنا ناجائز اور بے ادبی ہے۔[۳]

مسئلہ: روضہ کا طواف کرنا حرام ہے، روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔[۴]

مسئلہ: روضہ کی طرف بلاضرورت شدید پشت نہ کرے، نہ نماز میں نہ خارج نماز۔[۵]

مسئلہ: جب کبھی روضہ کے برابر سے گزرے تو حسبِ موقعہ تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے، اگرچہ مسجد سے باہر ہی کیوں نہ ہو۔[۶]

مسئلہ: مدینہ منورہ کے قیام میں درود وسلام، روزہ، صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز ودعا کی کثرت رکھے، بالخصوص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جو مسجد ہے، اس کا خیال رکھے

---

❶ و یحب سکان المدینة علی حسب مراتبهم و لا یبغض مسیئهم فعسی ان یختم له بالحسنی ببرکة القرب و لیکثر من الزیارة عند الأئمة الثلاثة۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۲)

❷ و لیکثر من الزیارة عند الأئمة الثلاثة خلافا لمالک لان الاکثار من الخیر خیر۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۳)

❸ و من الآداب الزائر ان لا یمس عند الزیارة الجدار و لا یقبله و لا یلتصق به۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص، ۳۸۲)

❹ و لا یطوف به و لا یقبل الأرض فانه بدعة و لا ینحنی بالرأس و الرقبة و اما الانحناء بالرکوع فهو حرام کالسجدة۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۲)

❺ و لا یستدبر القبر المقدس فی صلوة و لا غیرها۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۲)

❻ و لا یمر به حتی یقف و یسلم و لو من خارج المسجد و جداره۔" (غنیة الناسک، خاتمة فی زیارة قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۲)

اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔[1]

مسئلہ: روضہ شریفہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو گنبد خضراء کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔[2]

مسئلہ: حجرۂ مقدسہ کے پیچھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کیلئے آنا جائز ہے، بعض علماء نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اسی جگہ لکھی ہے۔[3]

زیارت مقامات مقدسہ

مسئلہ: اہل بقیع اور دیگر مشاہد و مقامات مقدسہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مساجد اور کنوؤں کی زیارت مستحب ہے۔[4]

زیارت بقیع

بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے، جو شہر سے متصل شرقی جانب ہے، اس میں بے شمار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم مدفون ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات شیخین کی زیارت کے بعد اہل بقیع کی زیارت بھی روزانہ بالخصوص جمعہ کے روز مستحب ہے، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بقیع کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں، ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے حضرت خدیجہؓ مکہ مکرمہ میں اور حضرت میمونہؓ مکہ مکرمہ کے قریب سرف میں مدفون ہیں ان کے علاوہ باقی ازواج مطہرات، حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت اسعد بن زرارہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اسی میں مدفون ہیں، حضرت عباسؓ، رسول

---

[1] "و یکثر من الصلاۃ و السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و الصیام و الصدقۃ و یکثر من السنن و النوافل فی الروضۃ الکریمۃ خصوصا عند الأساطین الفاضلۃ۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۳)

[2] (و ادامۃ النظر الی الحجرۃ الشریفۃ) ان تیسر (او القبۃ المنیفۃ) ان تعسر فاو للتنویع (مع المھابۃ و الخضوع).....(فانہ) ای النظر المذکور (عبادۃ کالنظر الی الکعبۃ الشریفۃ).....الخ (ارشاد الساری، فصل و لیغتنم أیام مقامہ بالمدینۃ المشرفۃ، ص: ۵۱۵)

[3] و اما اعتادہ الناس من التیان خلف الحجرۃ لزیارۃ سیدتنا فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنھا فلا بأس بہ لانہ قد قیل: ان قبرھا ھناک قیل: و ھو الأظھر۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص: ۳۸۱)

[4] و یستحب زیارہ أھل البقیع کل یوم للزائر و یوم الجمعۃ للمجاور و اتیان المساجد و المشاھد و احد و الآبار و المنسوبۃ الیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" (غنیۃ الناسک، خاتمۃ فی زیارۃ قبر سید المرسلین، ص: ۳۸۳)

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بن علی دفن ہیں اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے مزار میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے پیچھے اپنے حجرہ میں دفن ہیں، بعض کہتے ہیں کہ دار الاحزان میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قریب دفن ہیں، سب پر سلام پڑھے، امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر تابعین بھی بقیع میں دفن ہیں۔[1]

بقیع میں داخل ہو کر یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ فَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ

پھر اس کے بعد جن لوگوں کے نشانات معلوم ہوں ان کی زیارت کرے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اس طرح سلام کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ذَا النُّوْرَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَامِعَ الْقُرْاٰنِ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَبُوْرًا عَلَى الْأَكْدَارِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيْدَ الدَّارِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔[2]

---

[1] "یستحب ان یخرج کل یوم الی البقیع خصوصا یوم الجمعة فقد کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یزوره .....فمنه مشهد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنه شرقی البقیع ....فیسلم هناک.....یقال ان فیها قبور من دفن من أزواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا خدیجة فبمکة و میمونة فبسرف۔" (غنیة الناسک، فصل فی زیارة أهل البقیع، ص: ۳۸۳، ۳۸۵)

[2] "و لیقل: السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا ان شاء اللہ بکم لا حقون اللهم اغفر لأهل البقیع الغرقد اللهم اغفر لنا و لهم... فمنه مشهد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنه... فیسلم هناک و یقول: السلام علیک یا امام المسلمین....السلام علیک رحمة اللہ و برکاته۔" (غنیة الناسک، فصل فی زیارة أهل البقیع، ص: ۳۸۴)

زیارت شہداء اُحد

مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے قریب وہ مقدس پہاڑ ہے، جس کے متعلق سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

اُحد ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم اُحد کو۔

سن ۳ ہجری کا مشہور واقعہ جس کو غزوۂ اُحد کہتے ہیں، اسی جگہ ہوا تھا، شہداء اُحد اور جبل اُحد اور اس کی مساجد کی زیارت پاک وصاف ہو کر جمعرات کے روز فجر کی نماز کے بعد سویرے سویرے مستحب ہے، تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں واپس آ کر مل سکے۔

سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا مزار اسی جگہ ہے، اول مسجد حمزہ میں دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرے اور نہایت سکون و وقار کے ساتھ سلام عرض کرے اور آدابِ زیارت کا پورا پورا لحاظ رکھے، حضرت حمزہؓ ہی کے پاس حضرت عبداللہ بن جحشؓ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ مدفون ہیں ان پر بھی سلام عرض کرے، پھر اور باقی شہداء پر سلام پڑھے۔[1]

زیارت مساجد

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے علاوہ شہر کے آس پاس اور بہت سی مساجد ہیں، جن میں سیّد المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا آپ کے صحابہؓ نے نماز پڑھی ہے، ان کی زیارت بھی مستحب ہے، ان میں سے بہت سی مسجدیں اب تک آباد ہیں اور بہت سی منہدم اور غیر آباد ہیں، زمانۂ نبوی کی تعمیر پر اس وقت کوئی مسجد موجود نہیں ہے، بلکہ بعد میں ان کی کئی مرتبہ تجدید ہو چکی ہے، مگر چونکہ جگہ وہی ہے، اس لئے آثار برکت و رحمت سے خالی نہیں ہے، مختصر طور سے ناظرین کے فائدہ کے خیال سے مشہور مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

---

[1] و یستحب ان یزور أحد و مساجده و الجبل نفسه لما فی صحیح البخاری و غیره أحد جبل یحبنا و نحبه زاد الطیالسی عن انس رضی اللہ تعالی عنه فاذا جئتموه فکلو من شجره و لو من عضاهه تبرکا به و أفضله یوم الخمیس.... ثم یزور قبور بقیة شهداء۔" (غنیة الناسک، فصل فی زیارة شهداء أحد، ص: ۳۸۶)

مسجد قبا

مدینہ منورہ سے جنوبی غربی جانب میں مسجد نبوی سے تقریباً دو ۲ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے، جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی عوف میں قیام فرمایا، تو آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اپنے دستِ مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا اور مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے، رسول اللہ ﷺ اکثر مدینہ منورہ سے مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔

جس روز جی چاہے، پیدل یا سواری پر مسجد قبا کی زیارت کی جائے، مگر ہفتہ کے روز افضل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

اِنَّ صَلٰوۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ

مسجد قبا میں دو ۲ رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔[1]

مسجد جمعہ

قبا کے قریب واقع ہے اس جگہ ''بنوسالم'' آباد تھے، سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد میں پڑھا۔

مسجد غمامہ

رسول اللہ ﷺ اس جگہ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔[2]

مسجد قبلتین

وادی عقیق کے قریب واقع ہے، تحویل قبلہ کا واقعہ اسی مسجد میں ہوا تھا، اس وجہ سے اس کو مسجد

---

[1] ویستحب متأکدا ان یأتی مسجد قبا هو أول مسجد وضع فی الاسلام .... لما صح عنه ﷺ ان صلاۃ رکعتین فیه کعمرة و انه کان یأتیه راکبا و ماشیا یصلی فیه رکعتین۔'' (غنیه الناسک، فصل فی زیارۃ مسجد قباء، ص: ۳۸۷)

[2] (مسجد مصلی العید معروف) ای: و هو الذی یصلی صلاۃ العید فیه الیوم و کان ﷺ یصلی فیه حتی توفاه اللہ .... الخ (ارشاد الساری، فصل فی المساجد الخ، ص: ۵۲۴)

قبلتین کہتے ہیں۔[1]

مسجد الاجابہ

بقیع سے شمال کی جانب واقع ہے، اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اس جگہ تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دعا میں مشغول رہے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں، ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط سالی کے عذاب سے ہلاک نہ فرمائیے، دوسری یہ کہ میری امت کو غرقِ عام سے ہلاک نہ فرمائیے، یہ دونوں دعائیں مقبول ہوگئیں، تیسری یہ کہ میری امت میں باہم اختلاف اور خانہ جنگی نہ ہو، یہ منظور نہیں ہوئی۔[2]

مدینہ منورہ سے واپسی

جتنے دن مدینہ منورہ میں قیام کی توفیق ہو، خوب نیک اعمال اور درود وسلام کی کثرت ہو، بار بار روضہ مبارک پر حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا جائے اور ان اوقات کو غنیمت جانے اور جب مدینہ منورہ سے جدائی کی گھڑی آئے، اس وقت جس قدر حزن وملال رنج وغم کا اظہار ہو سکے کرے اور آنسو نکالنے کی کوشش کرے، اس وقت آنسوؤں کا نکلنا اور قلب کے اوپر حزن کا غلبہ ہونا، قبولیت کی علامت ہے، پھر روتا ہوا اور مفارقت دربار پر حسرت وافسوس کرتا ہوا چلے اور جو کچھ میسر ہو فقراء مدینہ منورہ پر صدقہ کرے اور سفر کی دعائیں پڑھتا ہوا چلے، جن کا بیان آدابِ سفر میں شروع کتاب میں ہو چکا ہے۔[3]

---

1. (مسجد القبلتين) اى : فيه محرابان أحدهما الى الكعبة و الآخر الى بيت المقدس .... الخ (ارشاد السارى ، فصل فى المساجد المنسوبة اليه صلى الله عليه وآله وسلم، ص : ٥٢٤)
2. (مسجد الاجابة شامى البقيع) روى انه صلى الله عليه وآله وسلم صلى فيه ركعتين و دعا ربه طويلا قائما و هو على يمين المحراب نحو ذراعين۔" (ارشاد السارى، فصل فى المساجد المنسوبة اليه صلى الله عليه وآله وسلم، ص : ٥٢٣)
3. و يجتهد فى اخراج الدموع فانه من علامات القبول ثم ينصرف متباكيا متحسرا على مفارقة الحضرة الشريفة و الآثار المنيفة و ينبغى ان يتصدق بما تيسر له على جيران النبى صلى الله عليه وآله وسلم..... (غنية الناسک، فصل فى آداب الرجوع، ص : ٣٨٩، ٣٨٨)

وطن کے قریب پہنچنا

جب اپنا شہر یا گاؤں قریب آ جائے تو یہ دعا پڑھے

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

اور اپنے آنے کی پہلے اطلاع کرا دے اور اس بات کی کوشش کرے کہ رات کے وقت شہر میں داخل نہ ہو اور شہر میں داخل ہو کر مسجد میں جا کر دو ۲ رکعت نماز ادا کرے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا

پھر گھر میں بھی دو ۲ رکعت نماز پڑھے اور حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو پورا فرمایا اور اس سعادت کبریٰ اور نعمت عظمٰی سے مشرف فرمایا۔[1]

حجاج کا استقبال

جب حجاج کرام حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرے، سلام و مصافحہ کرے اور ان کے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعا کرائے، حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے، حاجیوں سے دعا کرانے کا اول اور بہتر وقت ان کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہے، لیکن بعد میں بھی دعا کرانے میں کچھ حرج نہیں، جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ذی الحجہ محرم صفر اور دس ربیع اوّل تک حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ فَإِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کرو اور اس کے گھر داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔[2]

---

[1] فاذا أشرف فی بلده حرک دابته و قال: آئبون تائبون حامدون و یرسل أمامه من یخبر أهله به و هو السنة.... و اذا دخل علی أهله قال: توبا توبا لربنا اوبا لا یغادر علینا حوبا ثم یدخل منزله.... (غنیة الناسک، فصل فی آداب الرجوع، ص: ۳۸۹)

[2] (مشکوة المصابیح، کتاب المناسک، الفصل الثالث رقم: ۲۵۳۸ ص: ۲۲۸ ط: المکتب الاسلامی)

اس روایت سے حجاج کا استقبال اور ان سے دعا کرانا ثابت ہوتا ہے۔

حج کے بعد قابل اہتمام چیزیں

۱ حج کا سفر شروع کرنے سے پہلے نیت خالص اللہ کو راضی کرنے کی کرے، نام ونمود یا کسی اور نیت سے اگر حج کیا جائے گا تو ثواب نہ ہوگا۔

۲ سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان نہ کی جائیں، اگر چہ واقعی تکالیف کیوں نہ ہوں، اس قسم کے واقعات بیان کرنے سے بہت سے لوگ حج سے رک جاتے ہیں، اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہوتا ہے، جنہوں نے ان کو اس قسم کے واقعات سنائے اور وہ ڈر گئے۔

۳ حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے، کہ حج کے بعد اعمال صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہوجائے، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے اور پہلی حالت سے بہتر ہوجائے، اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال واخلاق کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہیئے اور طاعت وعبادت میں خوب سعی کرنی چاہیئے، معصیت اور اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہیے۔

حجاج کرام کی غلطیاں

حج کے سفر کے دوران کتب مناسک (احکام حج) کے مطالعہ کا موقعہ ملا، اور حجاج کے حالات بھی دیکھنے میں آئے، بہت سے باتیں ایسی نظر آئیں کہ جن میں اکثر حجاج غلطیاں کرتے ہیں، حتی کہ جنایات احرام وحرم اور ان کی جزاء وغیرہ سے بھی بہت سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں، اور ان میں بھی کثرت سے غلطیاں کرتے ہیں، جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ مناسک کی کتابوں کے مطالعہ کا اہتمام نہیں کرتے اور ان پڑھ مسائل کے دریافت کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، حالانکہ سفر حج شروع کرنے سے پہلے احکام حج کا معلوم کرنا فرض ہے۔

حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے کہ ہر وقت ادا نہیں ہوسکتا، اور اس کی تلافی اور قضاء بھی ہر وقت ممکن نہیں، اس لئے اس میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے، اور اس قسم کی غلطیوں کا علاج کتب مناسک کا مطالعہ اور علماء سے دریافت کرنا ہے، اردو میں بہت سے رسالے موجود ہیں، جو احکام حج کے لئے کافی ہیں۔

بعض باتیں ایسی ہیں کہ غلط مشہور ہیں یا ان کا عام طور سے غلط رواج ہو گیا ہے، اور چونکہ عام طور سے سب کرتے ہیں، اس لئے ان کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا اور دیکھا دیکھی اکثر لوگ ان میں مبتلا ہوتے ہیں، ان میں سے کچھ غلطیاں زیر نظر کتاب میں ذکر کر چکا ہوں، لیکن حجاج کی سہولت کے لئے اس قسم کی غلطیوں کو ایک جگہ جمع کیا جا رہا ہے، حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔

حجاج سے امید ہے کہ غور سے اس کا مطالعہ فرمائیں گے اور اپنے حج کو ممنوعات واغلاط سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں گے، تاکہ حج مبرور نصیب ہو، اور ہمیں بھی مقامات مقدسہ میں دعاء کے وقت یاد رکھیں گے۔

رَبَّنَا اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمِ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

راستہ اور سفر کی غلطیاں

١ بعض لوگ سفر میں نماز نہیں پڑھتے اور بعض پڑھتے تو ہیں مگر اہتمام نہیں کرتے، کم ہمتی اور سستی سے کبھی قضاء کر دیتے ہیں، کبھی مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں، ایک فرض ادا کرنے جاتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض چھوڑ دیتے ہیں۔

نماز نہ پڑھنا بڑا سخت گناہ ہے، جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے وہ حج کی برکات سے محروم رہتے ہیں اور ایسے لوگوں کا حج مبرور ومقبول بھی نہیں ہوتا، حاجی کو تو نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے، کہ وہ دربار خداوندی میں حاضر ہو رہا ہے، وہاں ایسی حالت میں جانا بڑی بدنصیبی ہے۔

٢ بعض لوگ نماز کے تو پابند ہوتے ہیں، مگر نماز کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، سواری میں باوجود کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں، بعض قبلہ رخ ہونے کو سواری میں ضروری نہیں سمجھتے، حالانکہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، ایسے ہی بغیر قبلہ رخ کئے بھی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

٣ بعض عورتیں بلا شوہر اور محرم کے حج کا سفر کرتی ہیں، بلا محرم حج کو جانا ناجائز اور گناہ ہے، عورت کے ساتھ جب تک محرم نہ ہو ہرگز حج کو نہ جائے، اور وصیت کر دے کہ اگر میں حج نہ کر سکوں تو میری طرف سے حج کروا دیا جائے، مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق وارثوں کے

ذمہ اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہوگا اور ورثاء اگر اس کی وصیت پوری نہیں کریں گے تو وہ گناہ گار ہوں گے، وصیت کرنے والی حج نہ کرنے کے مؤاخذہ سے بری ہوجائے گی، اگر وصیت نہ کرے گی تو اس کے ذمہ مواخذہ رہے گا۔

۴ سفر میں بعض عورتیں پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، بے پردہ عورتوں کو اور خصوصاً دوسرے ممالک کی عورتوں کو دیکھ کر بعض پردہ والی عورتیں بھی بے پردہ ہوجاتی ہیں اور سفر حج میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں، خود عورتوں کو اور ان سے زیادہ ان کے محرموں کو اہتمام کی ضرورت ہے کہ یہ زمانہ نہایت نازک ہے، شرعی ضروری پردہ کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

۵ سفر حج میں لوگ آپس میں بہت لڑتے ہیں، بعض لوگ تو اس قدر حدود سے تجاوز کرتے ہیں کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اس مبارک سفر میں جنگ وجدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ
فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

حج کے چند مہینے معلوم ہیں پس جو شخص ان میں حج (شروع) اور لازم کرلے تو حج میں نہ جماع (کرے) نہ گناہ اور نہ جھگڑا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ گناہ کیا تو وہ پاک ہوکر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز پاک تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور ان کا حج بھی مقبول نہیں ہوتا، اس لئے حجاج کو اپنے رفقاء اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی

سے پیش آنا چاہیے، نہ خود تکلیف اٹھائے، نہ دوسروں کو تکلیف دے، خوش اخلاقی اور نرمی سے جو کام ہوتا ہے وہ غصہ اور زور سے نہیں ہوتا۔

احرام کی غلطیاں

❶ بعض لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر، یا رضائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا ناجائز ہے، یہ تو ٹھیک ہے کہ احرام میں مردوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ سلی ہوئی چادر یا رضائی وغیرہ بھی منع ہے، احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، جو بدن کی ہیئت پر کاٹ کر سیا گیا ہو، جیسے کرتا، پاجامہ، واسکٹ، بنیان، وغیرہ، یہ مطلب نہیں کہ جس کپڑے میں بھی سلائی ہو، وہ ناجائز ہے۔

❷ احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں، ان کو بعض لوگ سر کھول کر پڑھتے ہیں، بلا عذر سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے احرام کی نیت کرنے سے پہلے سر ڈھانک کر نماز پڑھنی چاہیئے، ہاں احرام کی نیت کر لینے کے بعد سر ڈھانک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

❸ بعض لوگ احرام کی حالت میں نماز میں بھی اضطباع (داہنی بغل کے نیچے سے چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) کرتے ہیں، نماز میں اضطباع مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں مسنون ہے وہ بھی ہر طواف میں نہیں، بلکہ جس طواف کے بعد سعی ہو، البتہ طواف زیارت کے بعد اگر سعی کرنی ہو اور احرام کے کپڑے اتار دیئے ہوں، تو اس میں اضطباع نہ ہوگا۔

❹ احرام کی حالت میں چونکہ عورت کے لئے چہرہ کو کپڑا لگانا اور ایسی طرح منہ چھپانا منع ہے کہ جس سے چہرہ کو کپڑا لگ جائے، لہٰذا بعض باپردہ عورتیں بھی پردہ کرنا چھوڑ دیتی ہیں، یہ بالکل ٹھیک نہیں، جس طرح عام حالات میں عورت کیلئے پردہ کا حکم ہے، اسی طرح احرام میں بھی نامحرم سے پردہ ضروری ہے، اس لئے کسی ایسے نقاب کا انتظام کرنا چاہئے جس سے پردہ بھی ہو جائے اور کپڑا بھی چہرے سے نہ ٹکرائے، آج کل بازاروں میں ایسے نقاب باآسانی دستیاب ہیں اور عورتیں گھر میں بھی تیار کر سکتی ہیں۔

❺ بعض لوگ احرام میں ایسا سلیپر یا جوتا استعمال کرتے ہیں کہ جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی (جس

پر جوتے کا تسمہ باندھا جاتا ہے) چھپ جاتی ہے، ایسا سلیپر اور جوتا احرام میں استعمال کرنا جائز نہیں جس سے یہ ہڈی چھپ جائے، اس لئے یا تو اتنا حصہ کاٹ دیا جائے، یا ایسا جوتا پہنا جائے جس میں یہ ہڈی کھلی رہے۔

طواف کی غلطیاں

۱ حجر اسود کے استلام (یعنی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے وقت) بعض لوگ ایسی بے عنوانیاں کرتے ہیں کہ جس سے خود ان کو اور دوسروں کو بھی بعض اوقات سخت تکلیف پہنچتی ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے، اس لئے دوسروں کو دیکھ کر زور آزمائی نہ کی جائے، اگر موقع ہو تو بوسہ دے، ورنہ ہجوم کے وقت دونوں ہاتھ، یا صرف داہنا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر چوم لے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی لکڑی وغیرہ حجر اسود کو لگا کر چوم لے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رہے اور یہ نیت کرو کہ یہ ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہہ کر ہتھیلیوں کا بوسہ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور سے تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو تم قوی آدمی ہو، حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت نہ کرنا، اگر جگہ ہو تو استلام کرنا ورنہ صرف استقبال کر کے تکبیر تہلیل کہہ لینا۔

۲ حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی ہوتی ہے، اس لئے محرم (حالت احرام والے) کو ہاتھ لگا کر استلام نہ کرنا چاہیئے، چونکہ اس سے خوشبو کا استعمال ہوگا اور محرم کو خوشبو کا استعمال منع ہے، بعض لوگ احرام کی حالت میں بھی بوسہ دیتے ہیں، یا ہاتھ لگاتے ہیں، ایسے وقت بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا منع ہے، ایسے وقت ہاتھ کا اشارہ کافی ہوتا ہے۔

۳ طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور طواف میں جہاں چاہتے ہیں، بیت اللہ کی طرف منہ کر دیتے ہیں، البتہ حجر اسود کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے، مگر اس وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کے بعد اسی جگہ سیدھے کھڑے ہو کر طواف کرنا چاہیئے، جہاں استلام

کرنے سے پہلے پاؤں تھے، اگر استلام کے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں پاؤں اپنی جگہ سے بیت اللہ کے دروازہ کی طرف کو تھوڑے سے بھی ہٹ جائیں گے، تو مکروہ تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا اور گناہ ہوگا اور طواف اگرچہ باطل نہ ہوگا مگر واجب چھوٹنے کی وجہ سے واجب کو لوٹانا ہوگا۔

۴ بعض لوگ طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے علاوہ بیت اللہ کے دوسرے حصوں کو بوسہ دیتے ہیں اور لپٹتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے، طواف کی ابتداء حجر اسود سے مسنون ہے، اس کے علاوہ اور کسی جگہ سے ابتداء کرنا بدعت ہے، ایسے ہی بعض لوگ حجر اسود کو اوّل بوسہ دیتے ہیں، اس کے بعد طواف کی نیت کرتے ہیں، یہ بھی خلاف سنت ہے، پہلے نیت کرنی چاہیئے، اسکے بعد بوسہ دینا چاہیئے۔

۵ ایک بڑی مصیبت اس زمانہ میں یہ ہے، کہ عورت اور مرد اکٹھے طواف کرتے ہیں، اور بعض عورتیں بناؤ سنگھار کرکے جاتی ہیں اور بعض عورتوں کے بعض اعضاء کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور ازدحام کے وقت اجنبیوں سے لگ جاتے ہیں، اس طرح مخلوط ہوکر طواف کرنا سخت گناہ ہے، اس مبارک ومقدس مقام پر تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو رات کے وقت یا ایسے وقت طواف کرنا چاہیئے، جب مردوں کا ہجوم نہ ہو اور مردوں سے علیحدہ ہوکر کنارہ پر چلنا چاہیئے۔

ایسے ہی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے لئے بھی مردوں کے ہجوم کے وقت عورتوں کو کوشش نہیں کرنی چاہیئے، جب ہجوم نہ ہو اس وقت استلام کریں، ہجوم کے وقت بوسہ نہ دیں بلکہ اشارہ سے استلام کرلیں اور مردوں کو بھی چاہئے کہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں۔

۶ بعض عورتیں ''مقام ابراہیم'' یا ''حطیم'' وغیرہ میں نوافل پڑھنے کے لئے مردوں کے ساتھ مزاحمت کرنے لگتی ہیں اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ ہوش ہی نہیں رہتا، یہ سخت غلطی ہے، مردوں کو بھی عورتوں کا خیال کرنا چاہیئے اور ان سے مزاحمت نہیں کرنی چاہیئے اور عورتوں کو خود بھی احتیاط کرنی چاہیئے، مردوں کے ہجوم کے وقت ایسی جگہ نہیں جانا چاہیئے، محض مستحب کی خاطر حرام کا ارتکاب اور وہ بھی دربار خداوندی میں بڑے شرم کی بات ہے۔

۷ بعض لوگ رکن یمانی کو بھی طواف کے وقت بوسہ دیتے ہیں، صحیح قول کی بناء پر اس کو صرف ہاتھ لگانا چاہیئے، بوسہ نہ دیا جائے، ایسے ہی بیت اللہ کو حجر اسود اور بیت اللہ کی دہلیز کے علاوہ اور کسی جگہ بوسہ دینا بھی خلاف سنت ہے، بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بیت اللہ کی دیوار کو ان دونوں جگہوں کے علاوہ بھی بوسہ دیتے ہیں اور علاوہ ملتزم کے اور جگہ بھی لپٹتے ہیں۔

۸ بعض لوگ حجر اسود کی طرح رکن یمانی کا استلام بھی اشارے سے کرتے ہیں حالانکہ ہجوم کے وقت حجر اسود کا استلام تو اشارے سے کیا جاسکتا ہے رکن یمانی کا نہیں، اگر موقع ہو تو رکن یمانی پر داہنا ہاتھ رکھ کر ہاتھ کا بوسہ لیا جائے ورنہ اشارے سے استلام نہ کرے۔

سعی کی غلطیاں

۱ سعی کرنے کے وقت صفا پر صرف اتنا چڑھنا چاہیئے کہ مسجد کے دروازے یعنی باب الصفا سے بیت اللہ نظر آنے لگے، اس سے زیادہ اوپر چڑھنا خلاف سنت ہے، اور مروہ پر بھی زیادہ اوپر نہیں چڑھنا چاہیئے، صرف تھوڑا سا چڑھنا کافی ہے۔

۲ آج کل بعض مال دار لوگ بلا عذر سوار ہو کر سعی کرتے ہیں، حالانکہ بلا عذر سوار ہو کر سعی کرنے سے دم واجب ہوتا ہے، البتہ عذر کی حالت میں سوار ہو کر سعی کرنا جائز ہے۔

۳ سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پر دعا کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھانے چاہئیں جس طرح دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، کانوں تک تین مرتبہ تکبیر کے ساتھ تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھانا خلاف سنت ہے۔

وقوف عرفات کی غلطیاں

۱ بعض لوگ جبلِ رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ شریعت کی نظر میں اس کی کچھ اصل نہیں۔

۲ عرفات میں بھی مردوں عورتوں کا بہت اختلاط ہوتا ہے، اس اختلاط سے دونوں کو بچنا چاہیئے۔

۳ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جو کر کر دی گئیں ہیں عرفات کے بیان میں، ان شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

۴ بعض لوگ ہجوم کے خوف سے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات کی حدود سے نکل جاتے ہیں، حالانکہ سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے اور سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نکلنے کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے۔

وقوف مزدلفہ کی غلطیاں

۱ مزدلفہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے اور صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے، اگرچہ تھوڑی سی دیر ہو، سنت یہ ہے کہ اول وقت میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کرے اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت رہے تو منیٰ کو چل دے، مزدلفہ کے وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس وقوف کا بعض لوگ اہتمام نہیں کرتے، اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، البتہ عورت اگر ہجوم کی وجہ سے پہلے چلی جائے گی تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، اسی طرح مریض اور کمزور آدمی اور بچے اگر پہلے چلے جائیں گے تو ان پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔

متفرق غلطیاں

۱ جو جانور کسی جنایت کے بدلہ میں ذبح کیا جائے، اس میں سے خود کھانا یا کسی مال دار کو کھلانا جائز نہیں، وہ فقراء کا حق ہے، بعض لوگ خود بھی کھا لیتے ہیں، اگر کسی نے غلطی سے کھا لیا تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔

۲ مساجد کی تعظیم میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں، مساجد کا ادب بہت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ادب کی توفیق عطا فرمائیں اور بے ادبی سے محفوظ رکھیں۔

روضۂ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے والوں کی غلطیاں

۱ بعض لوگ روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت روضۂ مبارکہ کی جالیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں یا بوسہ دیتے ہیں، یہ سب امور ناجائز اور خلاف ادب واحترام ہیں، ایسی حرکات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کرنا گستاخی ہے اور وہاں گستاخی اور بے ادبی کرنا بڑا

گناہ ہے۔

٢ بعض لوگ سجدہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے، عظمت و احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے سلام پڑھنا چاہیئے اور خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔

٣ بعض زائرین بہت بلند آواز سے چیخ چیخ کر روضہ پر سلام پڑھتے ہیں اور بے انتہا شور و شغب کرتے ہیں، یہ خلاف ادب ہے، نہ زیادہ چیخنا چاہیئے، نہ زیادہ آہستہ کہنا چاہیئے، بلکہ متوسط آواز سے سلام پڑھنا چاہیئے۔

٤ بعض لوگ موبائل فون کا اسپیکر کھول کر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے سلام پڑھواتے ہیں یہ سخت بے ادبی ہے۔

٥ بعض لوگ روضہ مبارک اور حرم شریف میں مختلف مقامات پر تصویریں کھینچتے ہیں یہ سخت بے ادبی اور گناہ کا کام ہے۔

٦ بعض لوگ روضہ مبارک کے خدام سے الجھتے ہیں، یہ بھی سخت بے ادبی ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاَدَاءِ الْمَنَاسِكِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى
وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ إِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ
وَشَرِّفْنَا بِزِيَارَةِ حَبِيْبِكَ وَسَيِّدِ الْاَنَامِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

خاتمہ اور دعا

اپنی علمی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے، اس رسالہ کی تنظیم نو اور تخریج اور اس میں مزید مفید اضافہ کی قطعاً جرات نہیں ہوتی تھی، نیز اردو زبان میں معلم الحجاج سے بہتر کوئی کتاب موجود نہیں تھی، جس میں عام فہم طریقہ پر مسائل حج وزیارت تفصیل سے لکھے گئے ہوں، اس لئے بندہ نے حق تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے، اپنے اساتذہ اور شیخ حضرت واصف منظور صاحبؒ کی توجہ اور دعاؤں کی برکت سے اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت کی نیت سے اس کتاب کی تنظیم نو پر کام شروع کیا، حق جل مجدہٗ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بہت قلیل مدت میں باوجود اپنے دیگر مشاغل کے اس کو پورا فرمانے کی توفیق بخشی، اب مجھے اپنے معبود سے امید واثق ہے کہ میری اس ناچیز تالیف کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر، حجاج وزائرین کے لئے سفر میں بہتر رفیق ومعین اور میرے تمام اہل وعیال کے لئے ذخیرۂ آخرت فرمائیں گے اور ناظرین سے درخواست ہے، کہ مجھے سعد عبدالرزاق کو، میرے اہل وعیال اور والدین اور بھائی بہنوں کو، میرے مرحوم ومغفور شیخ محترم بھائی واصف منظور صاحب نور اللہ مرقدہ کو میرے شہید استاد جی مولانا عطاء الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ کو میرے انتہائی شفیق استاد جی حضرت مولانا امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم اور مولانا عمران داؤد صاحب دامت برکاتہم کو اور برادر محترم حافظ بلال صاحب کو اور جملہ معاونین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا
اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

سعد عبدالرزاق، کراچی پاکستان
۱۰ رمضان ۱۴۳۷ ہجری

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ